

صدیقی انعام پروف

طریقہ سحر

صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جدید اساتذہ

جلد اول

طریقہ سحر

فکر کنو حرکت سید عبدالرشید تارا صاحب مدظلہ العالی

گورنمنٹ آف اسیٹان سیکریٹری فیوڈ اینڈ ایگریکلچر

منڈی کراچی کھجوری
خیبر پختونخوا ایگریکلچرل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

طریقہ نوری
صحتیں
جدید
تندرستی

صدارتی انعام یافتہ

پاکستان سرگد عزیزی

کوثر کتب پوزاں موسسہ
ناشرین و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
الفیصل

جملہ حقوق محفوظ

بار اول - اکتوبر 1987

بار چہارم - اگست 1998ء

مطبع - زاہد بشیر پبلشرز لاہور

قیمت - 150/- روپے

مندرجات

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۵	پیش نفظ	۱
۹	ویسپاچہ	۲
۱۳	الحمد لله	۳
۱۷	مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيك طيب عاذق	۴
۲۵	FICUS CARICA انجیر — تین	۵
۴۱	AEGLE MARMELLOS بی — سفرجل	۶
۵۴	CITRULUS LANATUS تربوز — البطیخ	۷
۵۹	HORDEUM VULGARE جو — شعیر	۸
۷۵	LEPIDIUM SATIVUM حب الرشاد — الثفا	۹
۸۴	LAWSONIA ALBA حنا — حنا	۱۰
۹۶	ACORUS CALAMUS ذریرہ	۱۱
۱۰۲	OLEA EUROPEA زیتون — زیتون	۱۲
۱۲۳	VINEGAR بیکرہ — الخل	۱۳
۱۳۷	ANTIMONY سُرمہ — اشمہ	۱۴

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۱۴۵	CASSIA ANGUSTIFOLIA	۱۵ شاکی — سنا
۱۵۹	MEL	۱۶ شہد — عسل
۲۰۵	APIS MELFICA	۱۷ شہد کی مکھی النحل
۲۱۲	THYMIUS SERPYLLUM	۱۸ صعتر — صعتر
۲۲۰	SAUSSAUREA LAPP	۱۹ قسط — قسط البحری
۲۳۸	CICHIORIUM INTYBUS	۲۰ کاسنی — ہندباء
۲۴۶	NIGELLA SATIVUM	۲۱ کلونجی — حبة السوداء
۲۵۵	PHOENIX DACTYLIFERA	۲۲ کھجور — تمر بلج - رطب
۲۹۰	AGARICUS CAMPESTRIS	۲۳ کھنسی — من
۳۰۱	BALSMODENDRON MUKUL	۲۴ گوگل — کندر
۳۰۷	STYRAX BENZOIN	۲۵ لوبان — لیبان
۳۱۳	ALLIUM SATIVUM	۲۶ لسن — ثوم
۳۲۲	BALSAMODENDRON MYRRIA	۲۷ مرکی — مر
۳۲۱	ORIGANUM MAJORANA	۲۸ مرزنجوش — مرزنجوش - سروا
۳۲۶	VITIS VINIFERA	۲۹ منقہ — زبیب
۳۵۷	TRIGONELLA GRACECUE FOENUM	۳۰ میتھی — حلبہ
۳۶۲	F. LEMINGIA GRAHAMIANA	۳۱ ورس — ورس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

طبِ نبویٰ دنیائے اسلام کا ایک مقدس موضوعِ فکر و مطالعہ ہے۔ اہل اسلام نے ہر دور میں طبِ نبویٰ سے استفادہ کیا ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مختلف ادوارِ اسلامی میں میدانِ ہائے طب و سائنس میں جو پیش قدمیاں ہوئی ہیں اور مفکرین اور ماہرین سائنس نے جو اقدامات کیے ہیں وہ لازماً تعلیماتِ قرآن سے متاثر اور اس کے آئینہ دار رہے ہیں۔ نباتات کے میدان میں مسلمان علمائے طب نے مجیر العقول انکشافات اور انکشافات کیے ہیں اور ان کا ثبوت وہ سب کتبِ نباتات ہیں کہ جو دستِ بروزمانہ سے بچ رہی ہیں اور زیر مطالعہ آچکی ہیں جبکہ متوزل تعداد کتبِ نباتات فقط کتبِ خالوں کی زینت بنی ہوئی ہیں یا عقلمندیوں کی بنا پر خوراک دیکھ ان کا مقدر بنا ہے۔ علاجِ امراض کے لیے نباتات کے استعمال کو زبردست اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس اہمیت کی وجہ یقیناً وہ نظامِ قدرت و قدرت ہے کہ جو اس سرزمین پر ہر سو کار فرما ہے۔ کون ہے کہ جو اس حقیقت سے انکار کرے کہ جس خطہٴ زمین پر جو حالات ہوتے ہیں اور وہاں جو امراض وجودِ ظہور میں آتے ہیں قدرتِ قیامت نے اور قدرتِ نباض نے ان کے علاج کے لیے اس خطہٴ ارض میں اس مناسبت سے نباتات کو وجود بخشا ہے۔ قدرت کا یہ نظام کل بھی برسرِ عمل تھا اور آج بھی ہے۔

میدانِ طب کے اکابر رجالِ حقیقت آشنا تھے اور رموزِ قدرت کے شناس تھے۔ شفا بخشی کے باب میں نباتات ہی ان کی توجہ کا اہم مرکز رہے اور جب وہ تعلیمات

اسلامی سے پوری سرشاری کے بعد اور مبادیاتِ طبی سے شناسائی کے بعد خدمتِ خلق میں مصروف ہوئے تو انھوں نے فکر و علاج بالنباتات کو ایسے خطوط پر مرتب و استوار کیا کہ جو اہمیت کے اعتبار سے آج بھی واجب التسلیم ہیں اور عصری سائنس بھی اکابرِ طب کے ان انکشافات اور انکشافات کی نفی نہیں کرتی۔

افسوس کہ تیرگی خورد نے اور نیرنگی عصر حاضر نے آج کی دنیائے اسلام کے زعمائے طب کو مرکزِ گریز بنا دیا اور وہ خود بھی آوازِ مغرب سے ایسے مرعوب ہوئے کہ اپنے ورثہ ہائے علمی کے ناقدین گئے پھر یہ تنقید تنقیص میں بدل گئی۔ یہاں ہمہ آج بھی پختہ ایمان ماہرینِ طب اور راسخ العقیدہ مسلم علمائے سائنس نے طبِ نبوی پر اپنی توجہات کو بہ ہمہ جہت مرکوز رکھا ہے اور علاج بالنباتات کا سلسلہ غیر منقطع رہا حتیٰ کہ اب مغرب کو اپنی بے خبری کا احساس ہوا ہے اور انسان کو محض مصنفہ گوشت قرار دینے والے مغربین اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ طب کو آغوشِ فطرت سے باہر نہیں جانا چاہیے اور انسان کو روح و مادہ کا ایک اشرف وجود سمجھ کر اس کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیے۔ جسم انسانی کی قسم نے ان کو بالآخر اس نتیجے پر پہنچا دیا ہے کہ ثنائی مطلق ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ معالج کی حیثیت صرف یہ ہے کہ وہ اپنے محدود علم و عقل کی بنا پر جسم انسانی کو برائے شفا جن دواؤں سے روشناس کرانا ہے بسا اوقات خود اسے علم نہیں ہوتا کہ ان کی شفا بخشی کا راز کیا ہے۔ اس لیے ایک حقیقت پسند سائنس دان یہ سمجھتا ہے کہ شفا دہی اسی کا مقام نہیں ہے!

طبِ نبوی پر مشرق و مغرب دونوں جگہ ماہرین نے علمی پیش رفت کی ہے اور عصری سائنس کو بھی رہنا بنایا ہے۔ متعدد کتابیں عالم وجود میں آئی ہیں اور پیداریِ مسلم کے ساتھ ساتھ اس میدان میں سائنسی پیش رفتیں ہو رہی ہیں۔ جامعہ کراچی میں محترمی جناب ڈاکٹر عطا الرحمن صاحب کلونجی پر کام کر رہے ہیں جس کا طبِ نبوی سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ ان کی تحقیق یہ ہے کہ کلونجی میں جو انٹی بیڈ ملے ہیں وہ اپنی افادیت میں لائق ہیں۔

ڈاکٹر خالد غزنوی طبِ عصری کے حامل ہیں اور اس حیثیت سے وہ پاکستان میں پیسے
 معالج ہیں کہ جنہوں نے بہرہِ خلوص و فہم طبِ نبوی کو اپنا رہنما بنایا ہے اور اپنے معالجات کو
 طبِ نبوی کے دائرے سے باہر نہیں جانے دیا ہے۔ اب تک وہ تیس نباتاتِ طبِ
 نبوی پر عملی اور علمی اعتبارات سے کام کر چکے ہیں اور ان نباتات کے افعال و خواص پر سیر
 حاصل معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے اس میدانِ تحقیق میں عصری کیمیا کو بھی رہنما بنایا
 ہے اور ان نباتات پر عصری تحقیقات کا مطالعہ کر کے نیا راستہ بنایا ہے۔

ڈاکٹر خالد غزنوی نے ایک اچھے انسان اور ایک درد مند معالج کی حیثیت سے
 تحقیق و تدقیق کے اس میدان میں اپنے مشاہدات و تجربات سائنسی اور طبی مسلمات کے
 ساتھ پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ ان کی یہ تحقیق کئی اعتبارات سے لائقِ تعریف و
 تبریک اور سزاوارِ تحسین ہے لیکن اس کی ایک نمایاں اہمیت یہ ہے کہ معالجین کے لیے
 اس سے رہنما اصول ملتے ہیں۔ اب ہسپتال میں ان نباتاتِ طبِ نبوی سے معالجات میں
 استفادہ ممکن ہو گیا ہے اور سائنس دانوں کو اب وہ میٹرل مل گیا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر
 فارما کولوجی کے میدان میں کل کے لیے اقدامات مزید کریں۔

حکیم محمد سعید

۲۰ مئی ۱۹۸۶ء

طبع چہارم

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد میں سے جس نبی کی خدا سے استدعا کی تھی اس کی صلاحیت میں حکمت کا جاننا بھی تھا۔ ان کی دُعا قبول ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم سکھا دیے گئے۔ خلق خدا کی بھلائی کے لیے وہ حکمت کی باتیں بتاتے رہے اور ان کے ارشادات گرامی کو جدید علوم کی روشنی میں بیان کرنے کی سعادت ۱۹۸۷ء میں طب نبوی کی پہلی جلد کی صورت میں ہمارے حصے میں آئی۔

اس دس سال کے عرصے میں اس کتاب کو بے پناہ پذیرائی میسر آئی۔ اسے صدارتی انعام ملا اور آج اس کو پورے ممالک میں پیش کرتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے شکر گزار ہیں۔

اسی موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے طب نبوی کی دوسری جلد پیش ہوئی پھر پیٹ کی بیماریوں اور امراض جلد پر دو خصوصی مجموعے بھی حاضر ہو چکے ہیں۔ بیماریوں کے علاج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا کے ساتھ دُعا کو بھی اہمیت عطا فرمائی ہے۔ اور اب سانس کی بیماریوں پر کتاب پیش ہے۔ مسنون دُعاؤں کا مجموعہ "اللہ الطیب" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

ہم کوشش کر رہے ہیں کہ انسانی جسم کی تمام بیماریوں کا طب نبوی کے تحائف سے اعاطہ کر کے صحت عامہ کے مسئلے کو آسان کریں۔ مخلص ہوں کہ ہماری کامیابی کے لیے دُعا کریں اور اگر کوئی مشورہ آپ کے ذہن میں ہو تو بلا تکلف لکھیے۔

خالد خزنوی

۲۲ - حیدر روڈ - اسلام پورہ - لاہور

دیکھا

صحت مند زندگی گزارنے کی سب سے آسان ترکیب اسلام کو دل سے قبول کر لینا ہے کیونکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس پر عمل کرنے والا ہمیشہ تندرست رہتا ہے جس نے اپنے جسم اور دانتوں کو دن میں کم از کم پندرہ دفعہ دھونا ہو اور ہنسنے میں ایک مرتبہ ہنانا۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھنا، موصاف پانی استعمال کرنا، رات کا کھانا جلد اور مزور کھا کر چہل قدمی کرنے والا کسی شدید بیماری میں مبتلا ہی نہیں ہوتا۔ مسلمان بسیار خود نہیں ہوتا اس لیے وہ چکنائی کی زیادتی اور پیٹ کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ توانائی کے یہ گڑبڑ نہیں آج جدید سائنس اتنی اہمیت دے رہی ہے ہادی برحق نے چودہ سو سال پہلے بتائے۔ وہ پہلے طبیب تھے جنہوں نے دل کے دورہ کی تشخیص کی اور روق کو پورسی کا باعث قرار دیا۔ مریض کو بھوکا رکھنے سے منع کیا اور بیماریوں سے بچاؤ کے لیے جسم کی اپنی قوت مدافعت کو اہمیت دی۔

نفسیات کے مغربی ماہرین کو اسلام میں حلال اور حرام کے مسئلہ پر سخت اعتراض ہے جب کوئی مسلمان جھٹکا یا سور کا گوشت کھانے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس عمل کو PSYCHOLOGICAL TABOU سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات علمی نقطہ نظر سے غلط ہے۔ قرآن مجید نے "آیہ حرمت" میں مردار، خون، سور کے گوشت، ان جانوروں کے گوشت سے منع کیا ہے جو بندی سے گرے ہوں، مکرائے ہوں، لاشی سے مجروح کیے گئے ہوں یا درندوں نے پھاڑا ہو۔ یہ تمام گوشت انسان صحت کے لیے مضر ہیں

سور کو وہ تمام بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں جو انسانوں کو ہوتی ہیں۔ اسے دل کے دورہ سے ہیضہ تک ہوتا ہے۔ اس لیے یہ دوسروں میں بیماریاں پھیلانے اور اپنے کھانے والوں کو بیمار کرنے کی استعداد دوسرے جانوروں سے زیادہ رکھتا ہے۔ اس کا گوشت کھانے والے خن کی نالیوں اور جڑوں کی بیماریوں میں دوسروں کی نسبت زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے حلال جانور کے گوشت اور دودھ کو بھی حرام کیا ہے۔ یہ بھی خالص صحت کا مسئلہ ہے اور مسلمانوں کو اس رہبری پر بجا طور فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔

یہ بات حال ہی میں معلوم ہوئی ہے کہ خسرہ۔ دق۔ چھپک۔ کالی کھانسی مرضی کی سانس سے پھیلتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت حال کو محسوس فرمایا اور مرضی سے بات کرتے وقت ایک میٹر کا فاصلہ رکھنا ضروری قرار دیا ہے اور مرضیوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ کھانتے اور چھینکتے وقت منہ کے آگے کپڑا یا رومال رکھیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ جراثیم دوسروں تک نہ جاسکیں گے۔

قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ ہم نے نبی کو علم اور حکمت سکھادی ہے۔ کسی چیز کا علم اس کے بنانے والے سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے؟ پھر خدا تو ویسے بھی علیم اور حکیم ہے۔ جس نے اس سے براہ راست سیکھا اس کی قابلیت کا کوئی کنارہ نہ ہوگا۔

انہوں نے اپنے ارشادات میں انسانی صحت کے کسی بھی پہلو کو فراموش نہیں کیا۔ وہ صحت مند زندگی گزارنے کے اسلوب سکھانے کے بعد جب وبائی امراض کی روک تھام پر آئے تو تاریخ طب میں قریظیہ کو ایجاد کر گئے۔ انہوں نے بیماریوں سے بچاؤ کا مکمل اور قابل عمل نظام مرحمت فرمایا۔ جب وہ مرضی کی سمت آئے تو نگہداشت اور اس کی ہیجانی کیفیت سے غذا تک بتائے۔

طب کے باسے میں ارشادات نبویؐ کو علیحدہ کرتے کی کوششیں دوسری صدی ہجری سے جاری ہیں۔ آئمہ اور محدثین نے اس باب میں قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ مگر مشکل

یہ رہی کہ ان حضرات کے پاس طب کا باقاعدہ علم نہ تھا۔ اس لیے یہ طب نبویؐ کو قابلِ عمل صورت میں پیش کرنے سے قاصر رہے۔ آج کا معالج جسم انسانی سے مکمل واقفیت پانے کے بعد علم الامراض اور علم الادویہ سیکھتا ہے اور اس کے بعد وہ علاج کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ یہ ادویہ نبویہ کے ناموں سے تو آگاہ تھے مگر ان کی ماہیت کیمیسٹری۔ اثرات اور فوائد سے آشنا نہ تھے۔ اس لیے ہمارا یہ اہم قومی ورثہ کتب خاندوں کی زینت بنا رہا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دوائی کا اثر اس وقت ہوتا ہے جب اس کے اثرات بیماری کی ماہیت کے مطابق ہوں۔ لوگ دوائی کے اثر اور طریقہ عمل سے واقف نہ تھے اب ڈاکٹر خالد غزنوی نے اس کمی کو پورا کر کے پوری مسلمان قوم پر احسان کر دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات احادیث کی دوسو سے زیادہ کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں ان تمام میں سے متعلقہ احکام کی تلاش۔ ان کی تدوین پھر ان کی سائنسی حیثیت کا پتہ چلانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر میں دیکھتا رہا کہ میرے دوست ڈاکٹر خالد غزنوی نے ایک ایک دوائی کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کے لیے ڈاکٹروں سے لے کر علماء تک اور سائنس دانوں سے غذائی ماہرین تک کئی کئی دن صرف کیے۔ انہوں نے جس محبت۔ محنت اور عشق رسالت سے اسے جمع کیا ہے میں اس پر ان کو مبارک دیتا ہوں اور میں یہ بات پورے ذوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب پوری دنیا کے لیے اسلامی علم طب کا عظیم شاہکار ہونے کے علاوہ ہمارے اپنے ملک کی سر بلندی کا باعث ہوگی کہ پاکستان میں کیسا کیسا جوہر قابل موجود ہے۔

میں ڈاکٹر غزنوی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے اس کا دیباچہ لکھنے کی عزت دے کر اس کا رخصیر میں شرکت کا موقع فراہم کیا۔

افتخار احمد

پرنسپل۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج۔ لاہور

الْحَمْدُ لِلَّهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تندرستی کی بقا اور بیماریوں کے علاج کے بارے میں بڑی اہمیت کی لازوال ہدایات فرمائی ہیں۔ محدثین نے "کتاب الطب" کے عنوان سے حدیث کی ہر کتاب میں علیحدہ ابواب مزین کیے ہیں۔ عبد الملک بن حبیب اندلسی نے امراض کے متعلق ارشادات نبویؐ کو "الطب النبوی" کے نام سے دوسری صدی ہجری میں علیحدہ مرتب کیا۔ ان کے بعد امام شافعیؒ کے شاگرد محمد بن ابوبکرؒ ابن السنی اور ان کے معاصر محدث ابونعیم اصفہانی ہیں جنہوں نے تیسری صدی کے اواخر میں طب نبویؐ کے ایسے مجموعے مرتب کیے جن کی اکثر روایات انہوں نے راویوں سے خود حاصل کیں۔ آئمہ اہل بیت میں علی بن موسیٰ رضا اور امام کاظم بن جعفر صادقؑ نے اسی موضوع پر رسائل لکھ کر شہرت دوام پائی۔ چوتھی صدی میں محمد بن عبداللہ فتوح الحمیدی۔ عبدالحق الاشجیلی۔ حافظ السخاویؒ اور حبیب نیشاپوری نے طب نبویؐ کے مجموعے اپنی ذاتی کوششوں سے مرتب کیے مگر ناقدری علم سے یہ سارے مجموعے اب ناپید ہیں۔ البتہ ان کے حوالے اس زمانے کی دوسری کتابوں میں ملتے ہیں۔

ساتویں سے نویں صدی ہجری کے دوران ابی جعفرؒ المنتقمی۔ ضیاء الدین المقدسی۔ السید مصطفیٰ اللقیفاشی شمس الدین البعلی۔ کمال ابن طرخان۔ محمد بن احمد ذہبی۔ محمد بن ابوبکر ابن القیم۔ جلال الدین سیوطی اور عبدالرزاق بن مصطفیٰ الانطاکی نے ارشادات نبویؐ کے گلدستے بنائے۔ الحمد للہ کہ ان سب کی کاوشیں اب زیور طبع سے آراستہ ہو کر موجودہ

دور میں موجود ہیں۔ البتہ ابن القیمؒ کا مجموعہ سب سے ضخیم ثقہ اور مقبول ہے۔ انہوں نے اپنے
عنوانات کا انتخاب بڑی محنت اور خلوص سے کیا ہے۔ جیسے کہ

”ہدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علاج المفسود“

محمد احمد ذہبیؒ کا مجموعہ بھی اچھا ہے۔ مگر وہ درجوں ایسی دواؤں کا تذکرہ کر گئے
جن کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اصحاب کرام تک ان کے پاس کوئی سند نہیں۔ انہوں نے کچھ
علاج اپنی جانب سے شامل کیے ہیں۔ جن کی افادیت محل نظر ہے۔ السیوطیؒ نے
طب روحانی کے معاملہ میں ذاتی مشاہدات کو زیادہ شامل کیا ہے اور ”الطب النبوی“

برائے نام ہے۔

حلب کی لائبریری میں عبدالرزاقؒ الاطحاکی کا مخطوطہ ”النبوی فی منافع الماکولات“

ایک مفید اور قابل قدر تالیف ہے۔ جمال الدین بن داؤد کی طب نبویؐ کی صرف ایک
جلد استنبول کی لائبریری میں ہے۔ کتاب مختصر مگر مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بزرگان کرام پر اپنی رحمتیں نازل کرے کہ انہوں نے ہمیں ایمان اور
شفا کا راستہ دکھایا۔ مگر سائنسی علوم میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ان میں روزانہ مشاہدات

ہوتے ہیں۔ اگر ان پر نظر ثانی نہ ہو تو ان کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔ علم الادویہ میں نئے
انکشافات۔ ادویہ کی کیمیائی نوعیت کا اظہار ایسی چیزیں تھیں جن کا ادویہ نبویؐ میں اضافہ
ضروری تھا۔ دواؤں کے اثر کو جانچنے کے لیے اب کچھ آلات بھی موجود ہیں۔ بھارت

میں ان پر تحقیقی کام ہو رہا ہے جس میں بہت سی ادویہ نبویہ بھی آگئی ہیں۔ حالات کا تقاضا ہے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مفید طب کو جدید علوم کی روشنی میں مرتب کیا جائے۔ زمانہ قدیم

میں طباعت موجود نہ تھی اس لیے طب نبویؐ کے کسی بھی مجموعہ میں مکمل احادیث موجود نہیں۔

اس امر کی ضرورت بھی تھی کہ ہر دوائی کے متعلق ارشادات باری اور ارشادات نبویؐ کو بھی

شامل کر دیا جائے۔ ارشادات گرامی کو کتب احادیث سے دوبارہ تلاش کیا گیا۔ کوئی مدرسہ

یالاٹبریری ایسی نہیں جہاں پر احادیث یا علم الادویہ کی تمام کتابیں موجود ہوں۔ اس لیے ان کو جگہ جگہ تلاش کرنا اور ان علوم کے ماہرین کی شفقت سے استفادہ کرنا ضروری ہو گیا۔ حدیث کی معدوم کتابوں از قسم عراقی۔ ابن السنی۔ ابوالنعیم۔ ابن عساکر کے تمام حوالے ”کنز العمال“ فی سنن والاقتوال سے لیے گئے ہیں۔

عذرتالیف کے بارے میں مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ محترم حکیم محمد سعید اور پرنسپل افتخار احمد صاحبان فرما گئے۔ میں ان حضرات کی مشاورت اور مساعادت کے لیے شکر گزار ہوں۔ علمائے کرام میں مولانا عطا اللہ حنیف مرحوم، مولانا عبدالمنان عمر۔ حافظ عبدالرشید پروفیسر عبدالقیوم بٹ، مفتی محمد حسین نعیمی، حافظ سلیم تابانی صاحبان نے اپنا الطاف مسلسل جاری رکھا ڈاکٹر محمد طاہر نقادری اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحبان نے حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور پیرسید محمد کرم شاہ صاحب الازہری کے طلب نبوی کا موضوع اپنے گرامی جریدہ سے شروع کروایا۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی امور لاہور کے ڈائریکٹر ڈاکٹر سید فرخ شاہ اور ڈاکٹر حنیف چوہدری۔ خالد لطیف شیخ۔ ڈاکٹر صلاح الدین۔ ڈاکٹر سرور چوہدری اور ڈاکٹر بیگم سرور چوہدری نے ادویہ کی کیمسٹری میں ساتھ دیا۔ جناب عطا الرحمن غنی نے کھجور کی ماہیت عطا کی۔ گورنمنٹ پبلک اتالسٹ، محمد عبدالباری اور شہزادہ نصیر احمد نے بھارتی کتابیں مستعار دیں۔ پبلک اتالسٹ پیر عارف شاہ اور محمد اسحاق غوری اور ان کا سارا عملہ اشیاء خوردنی کے کیمسٹری متیا کرنے میں لگا رہا۔

ملک بشیر احمد نے چھانگکا مانگکا سے تجزیہ کے لیے عمدہ نمونے کے درجنوں نمونے دیئے۔ اطباء کرام میں حکیم عبید الرحمن خان غزنی اور بیگم امت الطیبت طاہرہ نے ادویہ کی تحقیق میں رہبری کے ساتھ داسے دے بھی معاونت فرمائی۔ حکومت پاکستان کی کونسل برائے طب کے صدر میاں منیر نبی خان نے اپنے علم الادویہ

کے علم کو بڑی فیاضی کے ساتھ عطا کیا اور کتاب کی پذیرائی میں اپنے فاضل اراکین کو نسل کے معیت میں مہربانیاں فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام اصحاب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے مجھ پر شفقت اور طبی نبوی سے محبت کی بدولت اپنے تمام ذرائع میری تخریل میں لگا دیئے اور ایسے کرم فرماؤں کے خلوص نے مجھے حوصلہ دیا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ علاج کے ذریعہ جسم کی تمام بیماریوں پر اگلی کتاب مکمل کروں۔ انشاء اللہ یہ جلد آجائے گی۔

اس کتاب میں ہو میو پیچی کا حصہ جناب خالد مسعود قریشی اور ڈاکٹر حامد ایس انس کی محبت کا مظاہرہ ہے۔

کتاب کی طباعت اور نظر ثانی جناب مولوی محمد اکرام اور فیصل صاحبان کی محبت ہے۔ فضل محمود مفتی نے بڑے خلوص سے نظر ثانی کی اور تمام انگریزی نام اپنے ہاتھ سے لکھے۔ مجھے طب نبوی کی صلاحیت متیا کرنے میں میرے والدین کی اسلام سے محبت ہی اصل سبب تھا۔ انہوں نے مجھے سائنس پڑھانے کے ساتھ اس وقت کے جدید علماء کو آمادہ کیا کہ وہ مجھے علم دین سے بے بہرہ نہ رہنے دیں۔ شیخ الحدیث مولانا نیک محمد اور مولانا محمد حسین ہزاروی نے خود تکلیف اٹھا کر بھی احادیث کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔ آمین

خالد غزنوی

حیدر روڈ۔ کراچی نگر

لاہور

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک طبیعتِ حاذق

انسان جب زمین پر آباد کیا گیا تو اسے وہاں پر رہنے کا سلیقہ سکھانے اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ سکھانے کے لیے تاریخ کے ہر دور میں رسول آئے۔ یہ لوگوں کو اچھی زندگی گزارنے کا اسلوب سکھاتے تھے جن میں سے ایک صحت مندر بہنا بھی رہا ہے۔ تندرستی کو قائم رکھنے اور کھوئی ہوئی صحت کو واپس لانے کی ذمہ داری ایک روحانی علم سمجھا جاتا رہا ہے اور تاریخ کے ہر دور اور ہر مذہب میں علاج کرنے والے مذہبی پیشوا نظر آتے ہیں۔ مصر قدیم میں معبدوں کے پر دہت علاج کرتے تھے۔ شاستروں کے مطابق علاج کا علم برہما کو تھا اس نے انسانوں کے فائدے کے لیے بھارو و اج اور اس کے بعد استی کمار کو ایک لاکھ اشلوک یاد کروا دیئے تاکہ وہ لوگوں کا بھلا کر سکیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام علم الادویہ کے بانی تھے۔ کیونکہ جب وہ چلتے تھے تو ہر رزحت اور پتھران سے مخاطب ہو کر اپنا نام اور فائدہ بتاتا تھا۔ وہ ان کو کھ لیا کرتے تھے اور اس طرح علم الادویہ پر پہلی کتاب معرض وجود میں آئی۔

قرآن مجید نے حکمت کے علم کی اہمیت پر ارشاد فرمایا۔

وَمَنْ يُّؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (البقرة، ۱۲۹)

(ہم جسے حکمت سکھانے میں اسے لوگوں کی بھلائی کا بہت بڑا ذریعہ عطا کر دیں گے)

اور بھلائی کا یہ ذریعہ جب ایک برگزیدہ بندے لقمان کو عطا ہوا تو ارشاد ہوا۔

ولقد اتينا لقمان الحكمة ان اشكر الله (لقمان: ۱۰)

ہم نے جب لقمان کو حکمت کا علم عطا کیا تو اس عظیمہ پر اس کے لیے شکر واجب ہو گیا۔
لقمان کو حکمت کا علم ایسا شاندار ملا کہ لوگ آج بھی اپنے آپ کو طب میں لقمان کہلاتا
فخر کی بات جانتے ہیں۔ ان کی یہ شہرت اتنی قابل رشک تھی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے لوگوں کی بھلائی کے لیے خدا کا پہلا گھر بنایا تو اس خدمت گزاری کے بعد اپنے پروردگار
سے جن عنایات کے لیے معروض ہوئے وہ دلچسپی سے خالی نہیں۔

ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم آياتك ويعلمهم

الكتاب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم

ہمارے پاس سے پاتے والے ان لوگوں میں انہی میں سے اپنا ایک رسول مبعوث فرما یہ

رسول ان کو تمہاری آیات سنائے۔ ان کو تمہاری کتاب کا علم سکھائے۔ حکمت سکھائے

اور پاکیزہ کرے۔ کیونکہ تو ہی سب سے بڑا اور حکمت والا ہے

کتاب اور آیات سے بالواسطہ مراد یہ ہے کہ اس پر اپنی کتاب نازل فرما۔ حضرت

ابراہیم کے خلیوں۔ محنت اور ایمان کی قدر افزائی میں اللہ نے ان کی پوری کی پوری دعا

قبول فرمائی۔ اسی شہر میں وہاں کے رہنے والوں میں سے عبدالمطلب کے گھرانے میں عبد اللہ

کے بیٹے کو نبوت عطا ہوئی۔ ان کے ذریعہ خدا کی بسوڑ کتاب نازل ہوئی۔ جسے انہوں نے

لوگوں کو سمجھایا اور اس کے ساتھ ہی ان کو حکمت کا علم مرحمت ہوا۔ اس علم اور آسمانی ہدایات کے

ساتھ انہوں نے لوگوں کو پاکیزگی سکھائی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور حکمت والا ہے

اس نے ان عنایات کے عطا کی بات قرآن مجید میں یوں واضح کی۔

وانزل الله عليك الكتاب والحكمة وعلمك ما لم تكن

تعلم وكان فضل الله عليك عظيما۔ (النساء: ۱۱۳)

ہم نے تم پر اپنی کتاب اتاری۔ حکمت سکھائی اور ہر وہ علم سکھا دیا جو تمہیں پہلے نہ آتا تھا

اور یہ اللہ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے)

اس آیت نے یہ واضح کر دیا کہ وہ ابتدا میں اگر تعلیم یافتہ نہ تھے تو اب وہ مجملہ علوم و فنون میں پوری طرح مستند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ بات طے ہے کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے اور اس کی صفات میں شفا دینے والا اور حکمت والا شامل ہے۔ وہ کہ جو علیم۔ حکیم۔ شافی اور اعلیٰ ہے اگر کسی کو یہ علم خود سکھائے تو پھر اس کے علم اور حکمت میں کسی کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کی اس صلاحیت پر امام محمد بن ابوبکر ابن القیم لکھتے ہیں۔

”علم طب ایک فیاض ہے۔ معالج گمان کرتا ہے کہ مریض کو فلاں بیماری ہے۔ اور اس کے لیے فلاں دوائی مناسب ہوگی۔ وہ ان میں سے کسی چیز کے بارے میں بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا۔

اس کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم طب اور ان کے معالجات قطعی اور یقینی ہیں کیونکہ ان کے علم کا دار و مدار وحی الہی پر مبنی ہے جس میں کسی غلطی اور ناجامی کا کوئی امکان نہیں“

(زاد المعاد)

انہوں نے علم الشفا کے بارے میں سب سے پہلا اصول جو مرحمت فرمایا اسے حضرت ابی ریشہؓ ان کی زبان گرامی سے یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

انت الرفیق واللہ الطیب (مسند احمد)

(تمہارا کام مریض کو اطمینان دلانا ہے۔ طیب اللہ خود ہے)

یہ ارشاد قرآن مجید کے اس ارشاد کی تفسیر میں ہے۔

واذا مرضت فهو يشفين (الشعراء)

اس کے بعد انہوں نے علم العلاج کا اہم ترین اصول عطا کیا جسے حضرت جابر بن

عبداللہؓ بیان کرتے ہیں۔

واذا اصاب الداء الداء برأ باذن اللہ۔ (مسلم)

اجب دوائی کے اثرات بیماری کی ماہیت سے مطابقت رکھیں تو اس وقت اللہ کے حکم سے شفا ہوتی ہے،

یہ ایک اہم انکشاف ہے کہ علم الامراض اور علم الادویہ کو باقاعدہ جانے بغیر نسخہ نہ لکھا جائے کیونکہ مرض کی نوعیت سمجھے بغیر دوائی کے اثرات کی مطابقت ممکن نہ ہو سکے گی۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ طب کا علم جانے بغیر علاج کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ حضرت عمرو بن شعبہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من تطیب ولم یعلم منه طب قبل ذلك فهو ضامن۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

جیکہ انہی سے یہ روایت دوسرے الفاظ میں اس طرح سے ہے۔

من تطیب ولم یکن بالطب معروفا فاذا اصاب نفسا فما

دونها فهو ضامن۔ (ابن السنی، ابو نعیم)

(جس کسی نے مطب کیا وہ علم طب میں اس سے پہلے مستند نہ تھا اور اس سے کسی

کو تکلیف ہوئی یا اس سے کم تو وہ اپنے ہر فعل کا ذمہ دار ہوگا)۔

مفسرین کا کہنا ہے کہ مریض کو اگر کسی عطائی معالج سے نقصان ہو تو یہ قابل مواخذہ

تو ضرور ہے مگر اس کے ساتھ کسی مریض کی مدت علالت یا اذیت میں اپنے علاج کی وجہ

سے اضافہ کرنے یا مستند معالج کے پاس جانے سے روکنے پر بھی عطائی کو سزا ہو سکتی ہے۔

مسلمانوں کے لیے اسلامی طرز معاشرت کے مطابق زندگی گزارنے کے اصول جاری

کئے گئے تو ان میں سے ہر ایک صحت مند زندگی گزارنے کی سمت ایک قدم تھا۔ ہاتھوں

پیروں اور منہ کو دن میں کم از کم پندرہ مرتبہ وضو کی صورت میں اچھی طرح صاف کرنے والا

متعدی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ جب کسی شخص کے پیٹ میں کیڑے ہوں یا تپ محرقہ

کا پرانا مرفن ہو تو بیت الخلا سے واپسی پلاس کے ہاتھوں کو یہ کیڑے اور جراثیم چپک جاتے ہیں۔ جب وہ اپنا ہاتھ اپنی یا لوگوں کی کھانے پیتے کی چیزوں کو لگاتا ہے تو بیماری کے پھیلاؤ کا باعث بنتا ہے۔ اسے علم طب میں CARRIER کہتے ہیں۔ حال ہی میں نیو بارک میں پرانے تپ محرقہ کے ایک مرفن کی دوکان سے آٹس کریم کھانے والے ۳۹ بچے اس بیماری میں مبتلا ہوئے۔ انہوں نے اس کا حل یوں کیا کہ مسلمانوں کو طہارت سکھائی۔ پھر فرمایا کہ استنجا میں دایاں ہاتھ ہرگز استعمال نہ ہو اور کھانے میں دایاں استعمال میں نہ آئے۔ ناخن کاٹ کر رکھے جائیں۔ پانی کے ذخیروں کے قریب اور سایہ دار مقامات پر رفع حاجت نہ کی جائے۔ صبح کا ناشتہ جلد کرنا۔ رات کا کھانا ضرور اور جلد کھانا اور اس کے بعد چیل قدمی۔ بسیار خوری کی ممانعت تندرستی کی بقا کے لیے ان کے اہم کمالات ہیں۔

جب وہ امراض کی براہ راست روک تھام کے مسئلے کو لیتے ہیں تو ہدایات واضح اور آسان دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَلِمَ الْمَجْذُومِ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ قَدْرٌ مَحْرُومٍ (ابن السنیٰ ابو نعیم)

جب تم کسی کوڑھی سے بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے دو تیر کے برابر

فاصلہ رکھا کرو

یہ ایک جدید سائنسی انکشاف ہے کہ مرفن جب بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے نکلنے والے سانس میں بیماری کے جراثیم ہوتے ہیں جو کہ مخاطب کی ناک یا منہ کے راستے داخل ہو کر اسے بیمار کر سکتے ہیں۔ تپ و قحصرہ۔ کالی کھانسی۔ سعال۔ چیچک۔ کن پیرے اور کوڑھ امی صورت میں پھیلتے ہیں۔ اس عمل کو DROPLET INFECTION کہتے ہیں۔

کوڑھ والا بہ ارشادِ نبویؐ اگر توجہ میں رہے تو کتنی بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔

امروں نے بیماریوں کے باعث متعین کیے۔ حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے روایت فرماتے ہیں۔

المعدة حوض البدن والعروق اليها وارده فاذا صححت
المعدة صدرت العروق بالصحة واذا فسدت المعدة
صدرت العروق بالاسقم. (بيهقي)

(معدہ کی مثال ایک حوض کی طرح ہے جس میں سے نالیاں چاروں طرف جاتی ہوں۔
اگر معدہ تندرست ہو تو روگیں تندرستی لے کر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہو تو روگیں بیماری
لے کر جاتی ہیں)

ایک دوسری روایت میں فرمایا۔

ان المعدة بيت الداء

اگر خوراک ٹھیک سے ہضم نہ ہو یا آنتوں سے جذب ہو کر جزو بدن نہ بنے تو جسم
کی مدافعت ماند پڑ جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے جبکہ بسیار خوری
نالوں پر چربی کی تہوں بوٹا پاول کی بیماریوں۔ گنٹھیا۔ گردوں کی خرابیوں اور قیاسی
کاباعت بنتی ہے حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ بن مالک حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابی رہیل
روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اصل کل داء البرد۔ (دارقطنی، ابن عساکر، ابن السنی، عقیلی، ابو نعیم)

(ہر بیماری کی اصل وجہ جسم کی ٹھنڈک ہے)

گردوں کی بیماریاں ہمارے آج کل کے ڈاکٹروں کے لیے مصیبت کاباعت
بنی ہوئی ہیں۔ اس ضمن میں ساری کوششیں اب تک بیکار جا چکی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الحاضرة عرق الكلية اذا تحرك اذی صاحبها فداوها

بالماء المحرق والعسل. (ابوداؤد)

گردے کی جان اس کی PELVIS میں ہے۔ اگر اس میں سوزش ہو جائے تو یہ گردے والے کے لیے بڑی اذیت کا باعث ہوتی ہے۔ اس کا علاج اُسے پانی اور شہد سے کرو۔

بیسویں صدی کے وسط تک دل اور گروہ کی بیماریوں۔ نفخ۔ کھانسی اور زکام کے علاوہ نمونیا کی بہترین دوائی براڈی سمجھی جاتی رہی ہے۔ جب طارق بن سوید نے سرکارِ دو عالم سے انگوروں کی شراب سے علاج کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

”یہ دوائی تو نہیں۔ بیماری ہے۔“

اب علم الامراض کے ماہرین کہتے ہیں کہ براڈی جسم کے دفاعی نظام کو مفلوج کرتی ہے۔ اسے پینے کے بعد پھیپھڑوں میں حفاظتی اقدام مفلوج ہو جاتے ہیں۔ دماغ کے خلیے مستقل طور پر ضائع ہو جاتے ہیں اور جگر تباہ ہو جاتا ہے۔ اسی اصول کے تحت حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں۔

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ احمد)

ذہی عن الدواء الخبیث

دانہوں نے مہرت رساں ادویہ کے استعمال سے منع فرمایا،

انہوں نے ایک مرتبہ نوزقین کی سوزش میں مبتلا ایک بچے کو دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس کا گلا دبا کر ملنے والی تھیں۔ وہ اس غیر سائنسی علاج سے کبیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا:

لا تعذب الصبیان بالغمز وعلیکم بالقسط (ابن ماجہ)

(بچوں کو ایسے طریقوں سے غداں نہ دو۔ جبکہ تمہارے لیے قسط موجود ہے)

حضرت ام قیس بنت محسنؓ روایت فرماتی ہیں کہ جب انہوں نے بچے کو پانی میں گھس کر قسط پلائی تو وہ تندرست ہو گیا۔ انہوں نے فرار دیا کہ پوری تپ و ذق کی قسم ہے اور اس کا علاج کیا جائے۔ حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں۔

امرونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننداوی ذات الجنب
بالقسط البحری والزیت۔ (ترمذی، ابن ماجہ)
دوسری روایت میں اسی غرض سے درس بھی تجویز فرمائی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے پہلے طبیب ہیں جنہوں نے دل کے دورہ
کی نہ صرف تشخیص کی بلکہ علاج بھی کیا جبکہ ایسا موثر علاج آج بھی ممکن نہیں۔ انہوں نے
آلات تناسل کے سرطان سے بچاؤ کے لیے تختہ جاری کیا۔ دل اور گردوں کی بیماری سے
پیدا ہونے والی سارے جسم کی سوجن کا علاج کیا۔ براہ سیر کا ادویہ سے علاج کیا۔ پیٹ سے
پانی نکلنے کا آپریشن ایجاد کیا۔ وتیلے طپ کو اٹھارے سے لے کر دس تک بانوسے ایسی
ادویہ مرحمت فرمائی جن کے ذیلی اثرات نہیں۔ جس نے ان سے طب کا علم سیکھ لیا اس
کو کسی بھی علاج میں کبھی ناکامی نہ ہوگی۔



انجیر — تین

FIGS

FICUS CARICA

انجیر بیاردی طور پر مشرق وسطیٰ اور ایشیائے کوچک کا پھل ہے۔ اگرچہ اب یہ ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے مگر مسلمانوں کی ہند میں آمد سے پہلے اس کا سراغ نہیں ملتا۔ اس لیے یقین کیا جاتا ہے کہ عرب سے آنے والے مسلمان اطباء یا ایشیائے کوچک سے آنے والے منگول اور منغل اسے یہاں لائے چھ سو سال گزر جانے کے باوجود ہند میں اس کی اتنی کاشت نہیں ہوتی کہ مقامی ضروریات کو پورا کر سکے ایک تحقیق کے مطابق اس کا پروا سب سے پہلے سمیرنا میں ہوتا تھا اور وہاں سے مختلف ممالک میں لایا گیا۔ اس کی پیدائش کے مشہور مراکز ترکی۔ اطالیہ۔ سپین۔ پرتگال۔ ایران۔ فلسطین۔ شام۔ لبنان اور پاکستان میں چترال اور ہنزہ کے علاقے ہیں۔ چترال کے درخت سال میں دو مرتبہ پھل دیتے ہیں۔ ان کی انجیر بڑی اور سفید ہوتی ہے جبکہ دوسرے مقامات کا پھل نیلگوں ہوتا ہے۔

مفسرین کا خیال ہے کہ زمین پر انسان کی آمد کے بعد اس کی افادیت کے لیے سب سے پہلا درخت جو معرض وجود میں آیا وہ انجیر کا تھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام نے اپنی ستر پوشی کے لیے انجیر کے پتے استعمال کئے۔

پھلوں میں یہ سب سے نازک پھل ہے۔ پکنے کے بعد پیڑ سے اپنے آپ گر جاتا ہے اور اسے اگلے دن تک محفوظ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ لوگوں نے اس کو فریج

میں رکھ کر دیکھا مگر شام تک پھٹ کر ٹپکنے لگتا ہے۔ اس کے استعمال کی بہترین صورت اسے خشک کرنا ہے۔ انجیر کو خشک کرنے کے عمل کے دوران اسے جراثیم سے پاک کرنے کے لیے گندھک کی دھونی دیتے ہیں اور آخر میں نمک کے پانی میں ڈبو تے ہیں تاکہ سوکھنے کے باوجود نرم اور ملائم رہے۔ کیونکہ نمک بھی محفوظ کرنے والی ادویہ میں شامل ہے۔ انجیر کے درخت کی چھال۔ پتے اور دودھ ادویہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ عام لوگ اس کی علاجی اہمیت سے اتنے آگاہ نہیں جتنا کہ وہ اسے بطور پھل اور وہ بھی موسم سرما میں جانتے ہیں۔ علم نباتات کی رو سے انجیر کا جس تخلیقی خاندان سے تعلق ہے اسی کنبہ سے بڑ۔ پیپل اور گرہر بھی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک معالجاتی دنیا میں اپنی اہمیت رکھتا ہے۔ اطباء قدیم کے یہاں انجیر کا استعمال عمد رسالت کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ البتہ اطباء یونان میں بقراط نے اس کا سرسری سا ذکر کیا ہے اور زوریت میں فصل کے طور پر مذکور ہے۔ اس کی دو اہم قسمیں دستیاب ہیں۔ وہ جسے لوگ باقاعدہ کاشت کرتے ہیں بستانی کہلاتی ہے۔ دوسری خود رو جنگلی کہلاتی ہے۔ جنگلی حجم میں چھوٹی اور ذائقہ میں اتنی لذیذ نہیں ہوتی۔ جبکہ بستانی میں کاشت کاروں نے مختلف تجربات سے لذیذ قسمیں پیدا کر لی ہیں۔

قرآن مجید کا ارشاد

انجیر کا ذکر قرآن مجید میں صرف ایک ہی جگہ ہے۔ مگر بھر پور ہے۔

والتین والزیتون وطور سینین وهذا البلد الامین

لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم۔ (التین ۱-۲۱)

انم ہے انجیر کی اور زیتون کی۔ اور طور سینا کی اور اس دار الامن شہر کی کہ انسان کو

ایک بہترین ترتیب سے تخلیق کیا گیا۔

حضرت براؤن بن عازب روایت فرماتے ہیں کہ سفر کے دوران کی نمازوں میں نبی صلی

اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں سورۃ التین ضرور تلاوت فرماتے تھے۔

عن براء بن عازب انه قال صليت مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم العشاء فقرا فيها بالتين
والزيتون - (موطا امام مالك)

امام مالک کا خیال ہے کہ تلاوت میں اس کی پسندیدگی سورہ کے صوتی اثرات
کی وجہ سے تھی جبکہ اس کے معانی کی اہمیت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا مفسرین کے ایک
گروہ کا خیال ہے کہ یہ سورہ تاریخ کے مختلف ادوار کی نشان دہی کرتی ہے۔ انجیر سے
مراد وہ وقت ہے جب انسان زمین پر آباد ہوا اور اسے تن ڈھانپنے کے لیے انجیر
کے پتے استعمال کرنے پڑے۔ دوسرا اہم مرحلہ اس وقت آیا جب طوفان نوح میں
پوری آبادی سوائے مومنین کے غرق ہو گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی اُمت کو لے کر
کشتی میں کئی دن سفر کرتے رہے انہوں نے ایک روز فاختہ کو ہدایت کی کہ وہ پانی کے
اوپر پرواز کرے سیلاب کی صورت حال کا جائزہ لے۔ فاختہ جب لوٹ کر آئی تو اس
کی چوہچ میں زیتون کی ڈالی تھی۔ اس سے نتیجہ نکالا گیا کہ پانی اتنا اتر گیا ہے کہ پودے ننگے
ہو گئے ہیں اور اسی روز سے ہی محاورہ میں فاختہ اور زیتون کی شناخ امن اور سلامتی کے
نشان قرار پائے۔

حافظ اسماعیل ابن کثیر نے تحقیق کی ہے کہ انجیر سے مراد دمشق اور اس کا پہاڑ ہے
جبکہ انہی نے عبداللہ بن عباس کی ایک روایت بیان کی ہے کہ انجیر سے مراد حضرت نوح علیہ
السلام کی وہ مسجد ہے جو جوڑی پہاڑ پر بنائی گئی۔ مجاہد بھی اسی مسجد کو انجیر سے استعارہ قرار
دیتے ہیں۔ جبکہ قتادہ زیتون سے مراد بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ لیتے ہیں۔ مجاہد اور عکرمہ
اس سے خالص زیتون کا پھل مراد لیتے ہیں۔ جبکہ طور سینین سے دیگر اشارات کے علاوہ
کوہ طور پر وہ جھاڑیاں بھی مراد ہیں جن میں روشنی دکھی گئی تھی۔ اور یہ جھاڑیاں سنا کی کھنٹی
انہی جھاڑیوں کی بتات کی وجہ سے پہاڑ کا نام سنا کی جھاڑیوں والا یعنی سینا پڑ گیا۔

تفسیری اشارات کے علی الرغم اگر سیدھی بات دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے انجیر کو اتنی اہمیت عطا فرمائی کہ اس کی قسم کھائی جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ اس کے فوائد کا کوئی شمار نہیں۔

ارشادات نبویؐ

حضرت ابوالدرداءؓ روایت فرماتے ہیں:

اهدى الى النبي صلى الله عليه وسلم طبق من تين، فقال: كلوا. واكل منه وقال: لو قلت: ان فاكهة نزلت من الجنة، قلت هذه لان فاكهة الجنة بلا عجم. فكلوا منها فانها تقطع البواسير، وتنفع من النقرس. (ابوي بكر الجوزي)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہیں سے انجیر سے بھرا ہوا تھا آ یا۔ انہوں نے ہمیں فرمایا کہ ”کھاؤ“! ہم نے اس میں سے کھایا اور پھر ارشاد فرمایا۔ ”اگر کوئی کسے کہ کوئی پھل جنت سے زمین پر آسکتا ہے تو میں کہوں گا کہ یہی وہ ہے۔ کیونکہ بلاشبہ جنت کا میوہ ہے۔ اس میں سے کھاؤ کہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے اور گنٹھیاں چڑھوں کے درد میں مفید ہے۔)

اسی حدیث کو امام محمد بن احمد ذہبیؒ نے بھی تقریباً انہی الفاظ میں بیان کیا ہے مگر حدیث کا مانعہ بیان نہیں کیا جبکہ کثر العمال میں علاؤ الدین المنذریؒ نے یہی روایت معمولی روو بدل کے ساتھ اس صورت میں حضرت ابو ذرؓ سے بیان کی ہے۔

كلوا التين فلو قلت ان فاكهة نزلت من الجنة قلت هذه لان فاكهة الجنة لا عجم فيها. فكلوها فانها تقطع البواسير وتنفع

من النقرس . (الدیلمی . ابن السنی . ابو نعیم)

یہ حدیث حضرت ابو ذرؓ کے حوالہ سے کنز العمال میں مسند فردوسی دہلی کے ذریعہ سے دوسری جگہ بیان کرتے ہوئے "تقطع البواسیر" کی جگہ "یذہب بالبواسیر" کی تبدیلی کی ہے۔ اگر یہ روایت صرف ایک ہی کتاب میں ایک ہی ذریعہ سے ملتی تو محدثین کرام کے اصول کے مطابق ثقاہت پر شبہ کیا جاسکتا تھا۔ مگر دو مختلف راوی اور کم از کم تین مجموعوں میں اسے بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں روایات کا یہ نواز اس کا یقین دلانے کے لیے کافی سے زیادہ ہے۔

روایت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انخیروں سے بھرا ہوا تھاں حنوری میں موجود ہے۔ انخیر مدینہ منورہ میں نہیں ہوتی اور نہ ہی مکہ میں اس کی زراعت ہوتی ہے شاید طائف میں ہوتی ہوگی۔ تھاں ناگہاں ظاہر ہوتا ہے پھر ارشادِ گرامی اس کی اہمیت کے بارے میں صادر ہوتا ہے اور اگر جنت سے کوئی پھل زمین پر آسکتا ہے تو یہی ہے۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ یہ جنت کا پھل ہے۔

انخیر کو بطور پھل اللہ تعالیٰ نے اہمیت دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے جنت سے آیا ہوا میوہ قرار دینے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ بوا سیر کو ختم کر دیتی ہے۔ علمی لحاظ سے یہ ایک بڑا اعلان ہے جو عام طور پر علم طب میں فاضل اطباء بڑی مشکل سے کرتے ہیں۔ مگر جوڑوں کے درد میں اس کو صرف مفید قرار دیا اس لیے یہ امور انخیر سے فوائد حاصل کرنے کے سلسلہ میں پوری توجہ اور اہمیت کے طلبگار ہیں۔

کتاب مقدمہ میں انخیر کی اہمیت

توریت اور انجیل میں انخیر کا ذکر مختلف مقامات پر ۴۹ مرتبہ آیا ہے۔

... تب درختوں نے انخیر کے درخت سے کہا کہ

تو آ اور ہم پر سلطنت کر۔ پر انخیر کے درخت نے کہا

کیا میں اپنی مٹھاس اور اچھے اچھے پھلوں کو چھوڑ کر درختوں
پر حکمرانی کرنے جاؤں؟

(قضاة - ۱۱ - ۱۰ - ۹)

اسی ضمن میں زیتون اور انجیر کا ذکر پھر ملتا ہے۔
انجیر کے درختوں میں ہرے انجیر پکنے لگے۔
اور تائیں پھوٹنے لگیں۔
ان کی مہک پھیل رہی ہے۔

(غزل الغزلات ۱۲: ۳)

یرمیاہ کو جب شاہ بابل اسیر کر کے لے گیا تو اسے خداوند کا جلال نظر آیا اور گفتگو
کی جز تفصیل اس نے بیان کی اس میں مثال کے لیے انجیر کا پھل استعمال ہوا۔ اچھے انجیر
کی مثال نیک لوگوں سے دی گئی اور ٹوکریوں سے مراد نافرمان لوگ
تھے جن سے سایہ ایزدی اٹھ جائے گا۔

.... تب ہر آدمی اپنی تاک اور اپنے انجیر کے درخت
کے نیچے بیٹھے گا اور ان کو کوئی نہ ڈرائے گا۔

(میکاہ - ۴: ۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں ان کے حواریوں میں سے مرقس اپنے
ایک سفر کی روئید اور بیان کرتا ہے۔

.... دور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتے
تھے۔ دیکھ کر گیا شاید اس میں کچھ ہے مگر جب
اس کے پاس پہنچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ کیونکہ
انجیر کا موسم نہ تھا۔

(مرقس - ۱۳ - ۱۱)

محدثین کے مشاہدات: حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ انجیر ارض حجاز اور مدینہ میں نہیں
 ہوتی بلکہ اس علاقہ میں عام پھل صرف کھجور ہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کتاب جلیل میں
 اس کی قسم کھائی ہے۔

اور یہ اس امر کی بلاشبہ دلالت کرتا ہے کہ اس سے حاصل ہونے والے افادہ
 اور منافع بے شمار ہیں اس کی بہترین قسم سفید ہے۔ یہ گردہ اور مثانہ سے پتھری کو حل کر
 کے نکال دیتی ہے۔ یہ بہترین غذا ہے اور زہروں کے اثرات سے بچاتی ہے۔ حلق
 کی سوزش، سینہ کے بوجھ، پھیپھڑوں کی سوجن میں مفید ہے۔ جگر اور تلی کو صاف کرتی ہے
 بلغم کو تپلا کر کے نکالتی ہے جسم کو بہترین غذا مہیا کرتی ہے۔

جالینوس نے کہا ہے کہ انجیر کے ساتھ جرد اور بادام ملا کر کھالیے جائیں تو یہ
 خطرناک زہروں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

اس کا گودا بخار کے دوران مرضی کے منہ کو خشک ہونے نہیں دیتا۔ نمکین بلغم کو
 تپلا کر کے نکالتی ہے۔ اس لحاظ سے چھاتی کی پرانی سوزشوں میں مفید ہے۔ جگر اور مرارہ
 میں اٹکے ہوئے پرانے سدوں کو نکالتی ہے۔ گردہ اور مثانہ کی سوزشوں کے لیے
 مفید ہے۔

انجیر کو نماز منہ کھانا عجیب و غریب فوائد کا حامل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ آنٹوں کے
 بند کھولتی ہے۔ پیٹ سے ہوا کو نکالتی ہے۔ اس کے ساتھ اگر بادام بھی کھائے جائیں
 تو پیٹ کی اکثر بیماریاں دور بھاگتی ہیں۔ فوائد کے لحاظ سے انجیر شہتوت سفید کے قریب
 ہے۔ بلکہ اس سے افضل ہے۔ کیونکہ توت معدے کو خراب کرتا ہے۔

امام محمد بن احمد ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ انجیر میں تمام دوسرے پھلوں کی نسبت بہتر
 غذائیت موجود ہے۔ یہ پیاس کو بجھاتی اور آنٹوں کو نرم کرتی ہے۔ بلغم کو نکالتی ہے۔
 پرانی بلغمی کھانسی میں مفید ہے۔ پیشاب آور ہے۔ آنٹوں سے قولنج اور سدوں کو دور

کرتی ہے۔ اسے نمارمنہ کھاتا عجیب و غریب فوائد کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے آنتوں کی غلظت نکل جاتی ہے اور ان کا فعل اعتدال پر آجاتا ہے۔ اگر ایسے میں اس کے ساتھ جوڑا اور بادام ہوں تو اور بہتر ہے۔

ان فوائد کا موازنہ کریں تو ہر جگہ یہ یکساں ہی شکل میں مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فائدے واقعی موجود ہیں۔

کیمیاوی ساخت : انجیر کی کیمیاوی ساخت موسم کے مطابق مختلف ہوتی ہے فردری کے ابتدائی دنوں میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے جبکہ اس ماہ کے آخر میں رطوبت کم ہوتی ہے۔ اپریل کی فصل میں رطوبت اور زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ یہ کچی انجیر میں اور زیادہ ہوتی ہے۔ موازنہ کچھ یوں ہے۔

کل مٹھاس

نمی گل جانیوالی مٹھاس

REDUCING SUGAR

% ۳۱۶-۱-۶۰-۶۱۸	۲۹-۵۴	۴۲-۶۳ سے فیصدی % ۸۶-۶۱۸	بازار کی عام انجیر اپریل میں
" ۵۹-۶-۲۵	۵۵-۶۳	۳۶-۶۰	درخت پر پکی ہوئی تیار انجیر۔۔۔
" ۸-۶-۶۶	۷-۹۱	۸۷-۶۸	کچی انجیر
" ۲۶-۶-۳۰	۲۲-۶-۰۷	۱۹-۶-۳۵	درآمدہ خشک انجیر

ان کی عمدہ ترین قسم سمرنا سے آتی ہے ۱۔

انجیر کی اس عام حیثیت میں اہم بات یہ ہے کہ اس کی مٹھاس دو قسم کی ہے۔ ایک قسم وہ جو مٹھاس ہونے کے باوجود دوسری مٹھاسوں کو گلا سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جسم میں جانے کے بعد وہاں پر موجود زائد مٹھاس کو حل کر کے اسے اذیت رسائی سے باز رکھ سکتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ذیابیطس کے مریضوں کے لیے مفید ہے۔ جوں جوں انجیر درخت پر پکتی ہے اس میں مٹھاس کم ہونے لگتی ہے۔

اس میں موجود کیمیاوی اجزاء کا تناسب یوں ہے۔

لحمیات، نشاستہ، حدت کے حرارے، سوڈیم، پوٹاشیم، کیلسیم، مگنیشیم،

۱۶۵، ۱۵۰، ۶۶، ۲۲۶۶، ۲۸۸، ۸۶۰۵، ۲۶۶۲

فولاد، تانہ، فاسفورس، گندھک، کلورین

۱۱۶۱۸، ۶۰۶، ۲۶، ۲۲۶۹، ۷۱

ایک سوگرام خشک انجیر میں عام کیمیات کا یہ تناسب اسے ایک قابل اغماغ غذا بنا دیتا ہے۔ اس میں کھجور کی طرح سوڈیم کی مقدار کم اور پوٹاشیم زیادہ ہے۔ ایک سوگرام کے جلنے سے حرارت کے ۶۶ حرارے حاصل ہوتے ہیں۔ حراروں کی یہ مقدار عام خیال کی نفی کرتی ہے کہ کھجور یا انجیر تاثیر کے لحاظ سے گرم ہوتے ہیں۔ وٹامین ل۔ ج کافی مقدار میں موجود ہیں۔ جبکہ ب مرکب معمولی مقدار میں ہوتے ہیں۔

خوراک کو ہضم کرنے والے جو سروروں کی تینوں اقسام یعنی نشاستہ کو ہضم کرنے والے لحمیات کو ہضم کرنے والے PROTEOSE اور چکنائی کو ہضم کرنے والے

LIPASE ایک عمدہ تناسب میں پائے جاتے ہیں ان کے اس میں ان اجزاء کی

موجودگی انجیر کو ہر طرح کی خوراک کو ہضم کرنے کے لیے بہترین مددگار بنا دیتی ہے۔ اہم

عناصر ترکیبی میں ایونائی تیشے P-TYROSIN ALBUMIN جو سر CRAVIN شامل ہیں

اس میں گلوکوس، چکنائی، گوند، اور معدنی نمک۔ جبکہ انجیر کا اپنا یا درخت سے درودھ میں

لحمیات کو ہضم کرنے والا جوہر PEPTONIZING FERMENT پایا

جانا ہے۔ حال ہی میں کیمیا دانوں نے اس میں ایک جوہر BROMELAIN دریافت کیا ہے

جو بلغم کو تہلا کر کے نکالتا اور انتہائی سوزشیں کم کرتا ہے۔ یہ جوہر اس کے علاوہ انناس

اور پیتھ میں بھی ملتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات: بھارتی حکومت کے طبی شعبہ کی تحقیقات کے مطابق

یہ ملین ہے۔ مدر البول ہے۔ اس لیے پرانی قبض۔ دمر۔ کھانسی اور زنگ نکھارنے کے لیے مفید ہے۔ پرانی قبض کے لیے روزانہ پانچ دانے کھانے چاہئیں۔ جبکہ موٹاپا کم کرنے کے لیے تین دانے بھی کافی ہیں۔ اطباء نے چیچک کے علاج میں بھی انجیر کا ذکر کیا ہے۔ چیچک یا دوسری متعدی بیماریوں میں انجیر چونکہ جسم کی قوت مدافعت بڑھاتی ہے اور سوزشوں کے ورم کو کم کرتی ہے اس لیے سوزش خواہ کوئی بھی ہو انجیر کے استعمال کا جواز موجود ہے۔

طب یونانی کے مشہور نسخہ سفوف برص کا جزو عامل انجیر ہے۔ پوست انجیر کو عرق گلاب میں کھل کر کے برص کے داغوں پر لگا یا جاتا ہے۔ جبکہ ادھر چھٹانک انجیر اس کے ساتھ کھانے کو بھی دی جاتی ہے۔

حکیم نجم الغنی خان نے اسے ملین۔ ریاح کو تحلیل کرنے والا قرار دیا ہے۔ یہ جگر اور تلی کو قوت دیتا ہے۔ ورم کو دور کرتا ہے۔ سینہ کے درد کو نافع ہے۔ مرگی۔ فالج۔ خفقان اور دمہ میں مفید ہے۔ زیادہ مقدار میں دست آور ہے۔ سترے دور کرتا ہے بادام اور اخروٹ ملا کر کھانا زیادہ مفید ہے۔ بوا سیر کو مٹاتا ہے۔ گردوں کے دبے پن کو دور کرتی ہے۔

ابن زہر نے لکھا ہے کہ بادام اور سداب کے پتوں کے ساتھ انجیر کھانے والا زہروں کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ (ابن القیم نے یہی بیان جالبینوس سے منسوب کیا ہے)۔ ایک دوسرے نسخے کے مطابق انجیر اور کلونجی نما رمتہ کھانے سے اس دن زہروں کا اثر نہیں ہوتا۔ افسنتین۔ جو کا آٹا اور انجیر ملا کر دینے سے متعدد دماغی امراض میں فائدہ ہوتا ہے۔ میتھی کے بیج۔ انجیر اور پانی کو پکا کر خوب گاڑھا کر لیں۔ اس میں شہد ملانے سے کھانسی کی شدت کم ہو جاتی ہے اور دمہ میں مفید ہے یعنی پیاس میں مفید ہے۔

انجیر کھانے سے حیض کے خون میں اضافہ ہوتا ہے اور دودھ زیادہ پیدا ہوتا ہے
 وید کہتے ہیں کہ انجیر کھانے سے چہرے پر نکھار آتا ہے۔ باؤ گولہ کو نافع ہے۔ اور جو اس قسم
 کو قوت دیتی ہے۔ اس کے گودے کو شکر اور سرکہ کے ساتھ پیس کر بچوں کو چٹانے سے
 نرخرے کا دم اتر جاتا ہے۔ اس کے کھانے سے کمر کا درد جاتا رہتا ہے۔

انجیر کے درخت کے دودھ میں روٹی بھگو کر دانت کے سوراخ میں رکھیں تو درد بند
 ہو جاتا ہے۔ انجیر کے جوشاندہ سے کلی کرنے سے مسوڑھوں اور گلے کی سوزش کم ہوتی ہے
 اس کے دودھ میں جو کا آٹا گوندھ کر برص پر لگانے سے اس کا بڑھنا رک جاتا ہے چہرے
 کے داغوں پر بھی اس کا لگانا مفید ہے۔ اس کے درخت کی چھال کی راکھ کو سرکہ میں حل کر کے
 ماتھے پر لگانے سے سرد جاتا رہتا ہے۔ خشک انجیر کو پانی میں پیس کر اس کو پھوڑے یا
 پھٹوں کی اکڑن والی جگہ پر لیپ کریں تو پھٹوں کی اکڑن جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح کالیپ
 جوڑوں کے دردوں میں بھی مفید ہے۔

جدید مشاہدات: مذکار نے انجیر کے فوائد کا خلاصہ کرنے ہوئے بتایا ہے کہ یہ
 بھوک لگانے والی سکون آور۔ دافع سوزش اور روم۔ بلین جسم کو ٹھنڈک پہنچانے والی اور مخرج
 بلغم سے انجیر کے دودھ میں غذا کو مفہم کرنے والے جوہر PAPAINE کی مانند ہوتے ہیں۔
 یہ غذا میں موجود نشاستہ کو نمٹوں میں مفہم کر دیتے ہیں۔ ان فوائد کے ساتھ ساتھ ان میں
 بڑی عمدہ غذائیت بھی موجود ہے۔

گردوں۔ مثانہ اور پتہ میں پھتری پیدا ہونے کے اسباب کا لمبا قصہ ہے بلکہ ماہرین
 ابھی تک اس امر پر متفق نہیں کہ ان کا اصل سبب کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ پتہ کی پھتری یا اس
 میں سوزش عام طور پر ایسی خواتین کو ہوتی ہے جن کی عمر چالیس سال سے زائد۔ موٹی۔ بدستہی
 میں ہمیشہ مبتلا اور بچوں والی ہوتی ہیں۔ جسے انگریزی میں FAT FLATULENT

جس خاتون میں یہ پانچوں چیزیں ہوں اور

FERTILE FEMALE FORTY

وہ پیٹ درد اور بد مضمی کی شکایت لے کر آئے ڈاکٹر اسے عام طور پر التاب مرارہ یا
 تشخیص کرتے ہیں۔ اگرچہ پتہ کی سوزش ختم کرنے اور اس سے صفرا
 کے اخراج کو بڑھانے کے لیے متعدد ادویہ موجود ہیں مگر ایسا کوئی واقعہ دوستوں کے
 علم میں بھی نہیں جہاں کسی مریض کو مستقل فائدہ ہوا ہو۔ پتہ کی سوزش کا صرف ایک علاج ہے
 اور وہ یہ کہ اسے اپریشن کر کے نکال دیا جائے۔ اور اس کے بعد بد مضمی ایک دوسری
 صورت میں عمر بھر کی رفیق بنتی ہے۔ گردوں میں پتھری یا جوڑوں کے درد کا اصل باعث
 جسم میں OXALATES & URATES کی زیادتی ہے یہ کیمیائی نمک بد مضمی کی وجہ سے
 پیدا ہوتے ہیں اور اخراج کے دوران گردوں میں رک کر وہاں پتھری بنا دیتے ہیں۔ اس غرض
 کے لیے پہلے لیتھیم سائٹریٹ LITHIUM CITRATE ایجاد ہوا۔ جسے لوگ گھول کر فریٹ
 سالٹ کی مانند پیتے تھے۔ اب انکسٹان کی ولیم کمپنی نے ZYLORIC گولیاں تیار کی ہیں
 جن کے کھانے سے یوریک اور آکسلیٹ خارج ہوتے ہیں۔ اس علاج کے دوران مریض
 کو گوشت۔ انڈا۔ کھجی گردے۔ مغز۔ چاول ساگ اور ٹماٹر کھانے سے منع کر دیا جاتا ہے
 کیونکہ یہ نمکیات ان غذاؤں میں ہوتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ نمکیات جب
 پیشاب کے راستہ خارج ہوتے ہیں تو ان کی سفیدی علیحدہ نظر آتی ہے۔ اس سفیدی کو
 ان پڑھ معاجن اور اشنہاری حکیموں نے جربان کا نام دیا ہے۔ حالانکہ اس دہشت ناک
 تشخیص کی اصلیت مریض کا پیشاب ٹیسٹ کروا کر معلوم کی جاسکتی ہے۔

پتہ کی خرابیوں اور گردہ کی پتھری کے علاج میں یوریک نکالنے کے متعدد ذریعے
 اختیار کئے جاتے ہیں مگر ایک اہم بات رہ جاتی ہے وہ یہ کہ عمل انہضام کو ایسا درست کیا
 جائے کہ آکسلیٹ اور یوریک پیدا ہی نہ ہوں۔ یہ مقصد کسی جدید دوائی سے پورا نہیں ہو سکتا
 اللہ تعالیٰ نے جب انجیر کی قسم کھائی تو پھر اسی کے اثرات کے لیے شاندار ہونا ضروری
 ہو جاتا ہے۔ انجیر وہ منفرد دوائی ہے جو ہاضمہ کو ٹھیک کر کے صحیح نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ انجیر

گردوں اور پتہ سے پتھری کو حل کر کے نکلنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

ایک خاتون کو پتہ کی پرانی سوزش تھی ایکسے پر متعدد پتھریاں پائی گئیں بطور ڈاکٹر اسے اپریشن کا مشورہ دیا گیا۔ وہ درد سے مرنے کو تیار تھی مگر اپریشن کی دہشت کو برداشت کرنے کو تیار نہ تھی۔ اس مجبوری کے لیے کچھ کرنا ضروری ٹھہرا۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلونجی کو ہر مرض کی شفا قرار دیا ہے۔ اس لیے کاسنی اور کلونجی کا مرکب کھانے کو صبح سنا رنہ چھ دانے خشک انجیر کھانے کو کہا گیا۔ دو ماہ کے اندر نہ صرف کہ پتھریاں نکل گئیں بلکہ سوزش جاتی رہی۔ علامات کے ختم ہونے کے ایک ماہ بعد کے ایکسے سے پتہ مکمل طور پر صحت مند پایا گیا۔

یہ اتفاق نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ انجیر بلاشبہ خوراک کو مکمل مفہم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ درد جہاں پر بھی ہو اسے دور کرتی ہے۔ مھلیوں کی جلن کو رفع کرتی ہے۔ اور پیٹ کو چھوڑا کرتی ہے۔ بھارتی ماہرین بھی متفق ہیں کہ انجیر پتھری کو حل کر سکتی ہے۔

ندکارنی تجویز کرتا ہے تازہ انجیروں کو رات شبنم میں رکھ کر کسی مٹھاس اور باداموں کے ساتھ اگر صبح سنا رنہ کھایا جائے تو یہ منہ کے زخموں، زبان کی جلن اور جسم کی حدت کو سپردہ دن میں ٹھیک کر دیتی ہے۔ حالانکہ یہ نسخہ ہمارے محدثین کرام پچھلے تیرہ سو سال سے بیان کرتے آئے ہیں۔

انجیر اور بوا سیر: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیر کے فوائد میں دو اہم ارشادات فرمائے ہیں یہ بوا سیر کو ختم کر دیتی ہے۔

جوڑوں کے درد میں مفید ہے۔

اسماعیل جرجانی اور ابن البیطاروہ طبیب ہیں جنہوں نے خون کی نالیوں پر انجیر کے اثرات کی وضاحت کی ہے۔ اگرچہ برعلی سینا نے بھی اس قسم کا ذکر کیا ہے مگر وہ اس

باب میں واضح بات نہیں کہتا۔ بواسیر کے تین اہم اسباب ہیں۔ پرانی قبض۔ تخییر معدہ اور کرسی نشینی۔ ان چیزوں سے مقعد کے آس پاس کی اندرونی اور بیرونی وریدوں میں خون کا ٹھراؤ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ رگیں پھول کر مسوں کی صورت میں باہر نکل آتی ہیں یا اندر کی طرف رہتی ہیں۔ بعض لوگوں کی بواسیر بیک وقت اندرونی اور بیرونی دونوں ہوتی ہے۔ فضلے کی نالی پر جب دباؤ پڑتا ہے تو اس کے ساتھ خون کی نالیوں میں بھی دباؤ بڑھتا ہے۔ چونکہ یہ پہلے ہی پھول ہوتی ہیں۔ اس لیے پھٹ جاتی ہیں اور ان سے خون بہنے لگتا ہے۔ یہ عمل عام طور پر بیت الحلاء میں اجابت کے دوران ہوتا ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اسلام نے حوائج ضروریات سے فراغت کے بعد ہم کو پانی سے طہارت کی ہدایت کی ہے۔ اس طہارت کے نتیجہ میں خون جلد بند ہو جاتا ہے اور عام طور پر اس زخم پر نہ تو سوزش ہوتی ہے اور نہ ہی پھوڑا بنتا ہے۔ کیونکہ زخم دن میں کئی بار دھل جاتا ہے اسلام پر عمل کرنا تندرست زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ ہے۔ ان تمام مسائل کا ایک آسان حل انجیر ہے۔ انجیر پیٹ میں تخییر ہونے ہی نہیں دیتی۔ انجیر قبض کو توڑ دیتی ہے انجیر خون کی نالیوں سے سڑے نکالتی ہے اور ان کی دیواروں کو صحت مند بناتی ہے ہم نے اسلامک کانفرنس برائے طب کے لیے اس مسئلہ پر طویل عرصہ تحقیقات کی۔ نتائج کے مطابق ایک لمبا عرصہ انجیر کھانے کے بعد بواسیر کے متے خشک ہوتے ہیں عام طور پر یہ عرصہ چار ماہ سے دس ماہ تک محیط ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو تکلیف زیادہ ہو ان کو صبح نہار منہ شہد کے شربت کے ساتھ پانچ سے چھ دانے خشک انجیر بتائے گئے جن کی تکلیف کم تھی اور بد معنی زیادہ ان کو ہر کھانے سے آدھ گھنٹہ پہلے انجیر کھلائی گئی اور جن کو صرف پیٹ میں بوجھ ہوتا تھا۔ ان کو کھانے کے بعد انجیر کھانی تھی۔ حافظ ابن القیم نے حدیث شریف کی تشریح میں بڑی خوبصورت بات لکھی ہے:-

”انجیر کو نہار منہ کھانے کی تاثیر عجیب و غریب ہے۔“

انجیر پرانی قبض کا بہترین علاج ہے۔ اس کے گودے میں پایا جانے والا دورھ ملین ہے۔ اور اس میں پائے جانے والے چھوٹے چھوٹے دانے پیٹ کے حوضات میں پھول کر آنتوں میں حرکات پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ پرانی قبض کے مریض اگر کچھ دن باقاعدہ انجیر کھائیں اور بیت الخلاء جانے کا باقاعدہ وقت مقرر کریں تو یہ تکلیف ہمیشہ کے لیے رخصت ہو سکتی ہے۔

انجیر میں خوراک کو مفہم کرنے والے عناصر کی ترکیب نہایت عمدہ ہے۔ جن لوگوں کی آنتوں میں ہمیشہ سڑاں درہتی ہے ان کے لیے اس سے بہتر کوئی دوائی موجود نہیں۔ اس کی فعالیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر اسے پیس کر یا گھوٹ کر کچے گوشت پر لپیپ کر دیا جائے تو یہ گوشت دو گھنٹوں میں اتنا گل جاتا ہے کہ اسے انگلیوں سے توڑا جاسکتا ہے۔

انجیر خون کی نالیوں میں جمی ہوئی غلاظتوں کو نکال سکتی ہے۔ اور اس کی افا دیت کو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ سیر میں پھولی ہوئی وریدوں کی اصلاح کے لیے استعمال فرمایا۔ اکثر اوقات بلڈ پریشر میں زیادتی خون کی نالیوں میں مڑائی آجانے سے ہوتی ہے۔ انجیر اس مشکل کا بہترین حل ہے۔ کیونکہ یہ جسم سے چربی کو گلا کر بھی نکال سکتی ہے۔ بڑھاپے میں جب خون کی نالیاں تنگ ہو جاتی ہیں اور دماغ میں خون کی قلت مریض کو نیم بہوش یا محسوس الحواس بنا دیتی ہے۔ اعضاء میں بھی فالج کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ اس بیماری میں انجیر اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مریض ایک کثیر مقدار پانچ چھ مہینے مسلسل استعمال کرے۔

گردوں کے قیل ہو جانے کے متعدد اسباب ہیں۔ اس میں مرض کی اندرونی صورت یہ ہوتی ہے کہ خون کی نالیوں میں تنگی کی وجہ سے گردوں کی کارگزاری متاثر ہوتی ہے۔ یہی کیفیت پیشاب میں کمی اور بلڈ پریشر میں زیادتی کا باعث بن جاتی ہے۔ ان حالات میں

اگر زندگی کو اتنی مہلت مل سکے کہ کچھ مدت انجیر کھائی جائے تو اللہ کے فضل سے وہ بیماری جس میں گردے اگر تبدیل نہ ہوں تو موت یقینی ہے شفا یابی پر مستحج ہوتی ہے۔

خون کی تالیوں کی موٹائی کے علاوہ وہ حالات جب کسی وجہ سے شریانوں یا وریڈوں کے اندر خون جم جائے انجیر عجیب فوائد کی حامل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیفیت میں جب یہ دل میں ہو تو کھجور کی گٹھلی اور کھجوریں مرحمت فرمائی ہیں جس کی تفصیل کھجور کے عنوان میں موجود ہے۔ لیکن ایسے مریضوں کو کچھ مدت کھجور دینے کے بعد وقفہ دیا گیا۔ اس وقفہ میں انجیر دی گئی۔ نتیجہ بہت بہتر رہا۔ خیال یہ تھا کہ ایک ہی وقت میں کھجور اور انجیر ملا کر دیئے جائیں مگر ابن القیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت منسوب کی ہے جس کے مطابق انجیر اور کھجور کو جمع کرنے کی ممانعت فرمائی گئی۔ اس راہنمائی کی وجہ سے دونوں یکجا تو نہ کئے جاسکے البتہ نہار منہ کھجور کی گٹھلیاں دینے کے بعد عصر کے وقت بعض مریضوں کو انجیر دی گئیں۔ فوائد کسی ایک کے استعمال سے بہت بہتر رہے۔

خشک انجیر کو توڑے پر جلا کر دانتوں پر اس راکھ کا مہن کیا جائے تو دانتوں سے رنگ اور میل کے داغ اتر جاتے ہیں۔ مسوڑھوں کی سوزش کے لیے جتنے بھی مہن بنائے جاتے ہیں اگر ان میں انجیر کی راکھ شامل کر لی جائے تو فائدہ زیادہ جلد اور اچھا ہوتا ہے۔

انجیر کے تازہ پھل سے نچوڑ کر دودھ نکال کر اگر مسوں WARTZ پر لگایا جائے تو وہ گر جاتے ہیں۔ اس کے پتوں کو کوٹ کر بھپڑوں کو پکانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔



بہی — سفرجل

QUINCE

AEGLE MARMELOS

یہ سیب کی شکل کا پھل ہے۔ جو جنگلوں میں خود رو بھی ہے اور کاشت بھی کیا جاتا ہے۔ ہندی میں اسے ہیل۔ فارسی میں شل انگریزی میں QUINCE کہتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کے نام کے معنی وسعت کی دیوی ہیں۔ ہندی دیو مالا کے مطابق یہ پھل زرخیزی، وسعت رزق اور فارغ البالی کی علامت ہے۔ اسے بھکران شوکا پر تر قرار دے کر ہندو اس کی پر جا کرتے ہیں اور مندروں میں پر جا کے دوران اس کی موجودگی باعث برکت خیال کی جاتی ہے۔

یہ پھل دنیا کے اکثر ممالک کے پہاڑی علاقوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ بھارت میں آسام جنوبی ہند۔ بنگال اس کے بڑے مسکن ہیں۔ جب کہ پاکستان میں آزاد کشمیر مری، سوات اور مردان کے علاقوں میں پایا جاتا ہے مگر اب اس کے درخت ناپید ہوتے جا رہے کیونکہ لوگوں کو اس کا صحیح مصرف معلوم نہیں رہا پھل کی منڈیوں میں عام طور پر ستمبر۔ اکتوبر کے دوران یہ پھل ملتا ہے۔ جب پک جائے تو لذیذ مگر جاپانی پھل کی طرح قابض ہوتا ہے۔ اس کا درخت چار میٹر کے قریب بلند ہوتا ہے اور اس کے تمام حصے دواؤں میں استعمال ہوتے ہیں۔ بعض اطباء اسے بیکری بھی کہتے ہیں۔

احادیث نبویؐ:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ روایت فرماتے ہیں۔

دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم، وبيداه

سفر جلة ، فقال : دونكها يا طلحة ؛ فانها تجم
الفواد - (ابن ماجة)

اسی ارشادِ گرامی کو انسائی نے انہی کے الفاظ میں دوسری صورت میں بیان کیا ہے۔
اتيت النبي صلى الله عليه وسلم . وهو في جماعة
من اصحابه ، وبيده سفر جلة يقبلها ، فلما
جلست اليه : رحابها الى ، ثم قال : دونكها يا ذر؟
فانها تشد القلب و يطيب النفس و تذهب
بطحاء الصدر -

انہی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اس وقت اپنے اصحاب کی مجلس
میں تھے۔ ان کے ہاتھ میں سفر جل تھا جس سے وہ کھیل رہے تھے جب میں بیٹھ گیا
تو انہوں نے اسے میری طرف کر کے فرمایا: "اے ابا ذر! یہ دل کو طاقت دیتا ہے
سانس کو خوشبو دار بناتا ہے اور سینہ سے بوجھ کو اتار دیتا ہے۔"

حضرت جابر بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
كلوا السفرجل فانه يجلي عن الفؤاد و يذهب
بطحاء الصدر - (ابن السنن - ابو نعیم)

(سفر جل کھاؤ کیونکہ وہ دل کے دورے کو ٹھیک کر کے سینہ سے بوجھ اتار دیتا ہے)۔
حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اكل سفرجل يذهب بطحاء القلب

"انقال" فی امایہ حوالہ کثیر العمال

سفر جل کھانے سے دل پر سے بوجھ اتر جاتا ہے۔
انہی سے سفر جل کھانے کے صبح وقت کی نشان دہی یوں ملتی ہے۔

كلوا السفرجل على الريق

(سفرجل کو نہ سارنہ کھانا چاہیے)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كلوا السفرجل فإنه يجلي عن الفؤاد، وما بعث الله

نبياً من الانبياء الا اطعمه من سفرجل الجنة فزید

فی قوتہ قوۃ اربعین رجلاً (ابن ماجہ)

(سفرجل کھاؤ کہ دل کے دورے کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نبی نہیں مامور

فرمایا جسے جنت کا سفرجل نہ کھلایا ہو۔ کیونکہ یہ فرد کی قوت کو چالیس افراد کے برابر کر

دیتا ہے)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اطعموا حبلاً لثماً السفرجل يجمع الفؤاد. ويحسن

الولد. (ذہبی)

(اپنی عاقل عورتوں کو سفرجل کھلایا کرو۔ کیونکہ یہ دل کی بیماریوں کو ٹھیک کرتا ہے اور

لڑکے کو حسین بناتا ہے)۔

کنز العمال فی سنن والاقرال نے سفرجل کے بارے میں اس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

عون بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كلوا السفرجل فإنه يجمع الفؤاد ويشجع القلب. (مسافرین)

(سفرجل کھاؤ کہ یہ دل کے دورے کو ٹھیک کرتا اور دل کو مضبوط کرتا ہے)۔

یہی ارشادات طبرانی اور مستدرک الحاکم اور بیہقی نے دیگر ذرائع سے بیان کئے ہیں۔

ان روایات میں ایک ہی پھل کی متواتر تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وسلم سفرجل کے طبی کمالات کے قائل تھے۔ انہوں نے اسے نہار منہ کھانے

کی ہدایت کی اور دل کی مختلف بیماریوں کے لیے اسے اکیسر قرار دیا۔

محدثین کے مشاہدات

احادیث میں فوائد کے سلسلہ میں دو اہم اشارات نظر آتے ہیں۔ ”تجم الفواد“ اور ”البطان“ اس کی تشریح میں محدث ابو سعید کہتے ہیں کہ جیسے آسمان پر ابر آتے ہیں اور پردہ پڑ جاتا ہے اسی طرح بطان اور دل کی وہ کیفیت ہے جس میں دل کے پردے دھندلے ہو جاتے ہیں اور ان میں پانی پڑ جاتا ہے۔ یہ *Pericarditis* کی مکمل کیفیت ہے۔
عام طور پر فواد کے معنی دل کا دورہ ہے۔ جو کہ دلیا کے فوائد میں حضرت عائشہؓ کی روایات میں فواد کا لفظ اکثر جگہ استعمال ہوا جس کا عمومی مفہوم دل پر بوجھ یا دورہ ہی سمجھ میں آتا ہے۔

جب یہ لفظ ”تجم الفواد“ کی صورت میں سفر حل کے بارے میں مذکور ہوا تو حافظ ابن القیمؒ اس کی تشریح میں کہتے ہیں کہ یہ دل سے سڑوں کو نکالتا۔ اس کی نالیوں سے رکاوٹ کو دور کرتا اور انہیں وسیع کرتا ہے۔ اس سے دل کی وہ کیفیات بھی مراد ہیں جب وہاں پر پانی اکٹھا ہو کر اس کی کارگزاری کو متاثر کرے۔ محمد احمد ذہبیؒ بھی تجم الفواد کو خون کی نالیوں اور دل کے اپنے مشمولات کی تقویت اور توسیع قرار دیتا ہے۔

ان حضرات نے یہ مشاہدات اس وقت کئے جب لوگ اس امر سے بھی ٹھیک سے آگاہ نہ تھے کہ دل کو کونسی بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں۔ تاریخ طب میں دل کے دورے کی پہلی تشخیص ابو داؤد کی روایت کے مطابق سعد بن ابی وقاص کی بیماری میں نہ صرف کی گئی بلکہ مرضی کا چند دنوں میں مکمل علاج بھی کیا گیا۔

ان احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کے دورے کے علاوہ دوسری بیماریوں کے بارے میں اظہارِ حیا فرماتے ہوئے ان کیفیات اور علامات کا ذکر فرمایا۔

جن کے بارے میں علم الامراض کے ماہرین کو بیسویں صدی کے نصف کے قریب جا کر واقفیت ہوئی۔ ابن قیم نے جن علامات کا ذکر کیا ہے وہ CARDIAC INFARCTION کے علاوہ PERICARDITIS اور ENDOCARDITIS کا ایک مکمل بیان ہے۔ دل کے مریضوں کو جب کبھی دورہ پڑتا ہے تو اس کی ابتدا اچھاتی میں بوجھ کی کیفیت سے ہوتی ہے اور اس غرض کے لیے مریضوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ANGISED یا ISORDIL کی گولی ہر وقت پاس رکھیں۔ جیسے ہی بوجھ محسوس ہو زبان کے نیچے گولی رکھ لیں مگر یہی ابتدائی علاج ہے۔ اس صورت حال کا بہتر علاج یہ فرماتے ہیں کہ گولیاں کھانے کی بجائے ہی جیسا لڈیو چل کھایا جائے۔

میٹھا سفر جل ٹھنڈک پہنچاتا ہے جبکہ کھانا قابض ہے۔ مدہ کے لیے مقوی اور مصلح ہے۔ پیاس کو کم کرتا ہے۔ تھے کو روکتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ نفث الدم اور پیٹ کے سرمی مفید ہے۔ میٹھا کا بہترین علاج ہے جبکہ اس کی جڑوں کا جو شانہ یا پنوں کا عرق بھی اپنے فوائد میں تقریباً ایسے ہی ہے۔ غذا کو ہضم کرتا ہے اور اگر کھانے کے بعد کھایا جائے تو پیٹ سے بوجھ کو اتار دیتا ہے۔ محدثین کے بیان کے مطابق اسے کھانے سے پہلے کھانا زیادہ مفید ہے۔

تازہ سفر جل یا اس کا گودہ طبی ضروریات کے لیے کافی ہیں۔ لیکن اس کو بھون کر یا بھوننے کے بعد شہد کے ساتھ ملا کر کھایا جائے تو زیادہ مفید ہوتا ہے۔ شہد اس کی قورنج پیدا کرنے کی مضریت کو دور کر دیتا ہے۔

یہ سانس سے گھٹن کو دور کر کے اسے خوشبودار بناتا ہے۔ ذہنی کے مشورہ کے مطابق اگر اس کے ساتھ عنبر بھی شامل کر لیا جائے تو افادیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسے کھانے سے پتہ کی سوزش میں کمی آتی ہے۔ اسے کھانے سے جسم کے اکثر مقامات کے درم قلیل ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر وہ کیفیات جن میں رطوبت بھی ہو۔ اس غرض کے لیے اسے

بھون کر گرم ریت کے ساتھ ملا کر مقامی طور پر لپیپ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بیج حلق کی سوزش کو رفع کرتے ہیں اور سانس کی گھٹن دور کرتے ہیں۔ اس کا شہد میں مرہ بہترین غذا اور دوا ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات :

استادانِ فن نے اس کے جلد اثرات کو امراضِ بطن تک محدود رکھا ہے۔ ہر طبیب نے امراضِ ہضم میں اس کے اثرات کو مختلف اطراف سے دیکھ کر ان کی تعریف کی ہے۔ یہی خون پیدا کرتی ہے۔ تھے کو دور کرتی ہے۔ پیاس بجھاتی ہے۔ معدے کو طاقت دیتی ہے۔ دل اور جگر کو تقویت دیتی ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے۔ اس کو بھون کر کھانے سے جن کو بھوک نہ لگتی ہو لگتی ہو گئی ہے۔ جگر کے سُدے کھولتی ہے۔ جن عورتوں کو مٹی کھانے کی عادت ہوتی ہے اگر وہ یہی کھائیں تو مٹی کھانے کی عادت جاتی رہتی ہے۔ بچی ہونے سے کھانے سے خوراک جلد ہضم ہو جاتی ہے۔ بعض اطباء نے لکھا ہے کہ زیادہ یہی کھانے سے خیرام پیدا ہو جاتا ہے۔ ریبات قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ خیرام ایک متعدی بیماری ہے جو خیرام کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے یہی یا کسی اور چیز کے کھانے سے کبھی پیدا نہیں ہو سکتی، زیادہ کھانے سے ہچکی آتی ہے۔ ریشہ۔ پیش اور قویج پیدا ہوتا ہے۔ ایسے میں پورا پھل کھانے کی بجائے اگر اس کا عرق نکال کر پی لیا جائے۔ قوت زیادہ دیتی ہے۔ مگر قبض پیدا پیدا کرتی ہے۔

اس کو بھون کر کھانے سے پرانے دست بند ہو جاتے ہیں۔ عام خوراک تین سے چھ ماہ ہے۔ اس کا پانی پینے سے حاملہ عورت کے پیٹ کے اندر جنین کو صحت حاصل ہوتی ہے۔ شہد کے ساتھ بھون کر کھانے سے دست بند ہوتے ہیں مگر قبض پیدا نہیں کرتی۔ اس کا پینا یا حقنہ پیشاب کی جلن کو دور کرتا ہے۔

یہی دانہ کالعب، نکر ملا کر ویسے سے بھی پیشاب کی جلن جاتی رہتی ہے۔ یہی کامرہ

یا شربت منشیات کے نشہ کو زائل کرنے میں بہترین ہے۔ منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔
 ویدک طب میں اس کا پانی تھے اور پیاس کو کم کرنے کے لیے دیا جاتا ہے اور اس
 کا لیپ جے ہوئے زخموں کے لیے مفید قرار دیا گیا ہے۔

کیلائی نے اس کے درخت کے تمام حصوں کو قابض قرار دیا ہے۔ اس کی رائے
 میں ہی کے جتنے بھی منفی اثرات ہیں اس کے ساتھ شہد ملا کر دینے سے ختم ہو جاتے ہیں۔
 اس کے درخت کا گوند پانی میں گھول کر چیونٹیوں کے اور سپوؤں کے بلوں پر
 چھڑک دیں تو وہ تمام مر جاتے ہیں۔

اطباء نے ہی یا اس کے پھولوں کو روغن زیتون میں ڈال کر اکیس روز دھوپ میں رکھنے
 کے بعد اس کا روغن بھی تیار کیا ہے۔ اسے ابلنے کے بعد امراض بطن میں حملن زخموں اور سردیوں کو
 کھونٹے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

ہی کے رُب اور شربت کے اثرات بھی ہی کی مانند ہیں۔ اگرچہ یہ خوش ذائقہ ہوتے
 ہیں مگر ان کا فائدہ خالص بھیل کی نسبت کم ہوتا ہے۔

ہی داتہ کا لعاب کھانسی کی شدت کم کرتا ہے۔ سانس کی نالیوں کو کھولتا ہے اگر
 کسی اور روئی کی وجہ سے پیٹ میں حملن ہو یا اس کے استعمال کے بعد ایسا ہوتے کا
 اندیشہ ہو تو یہ لعاب اس سے محفوظ رکھنا ہے۔ اس سے منہ اور گلے کے چھالے مندمل
 ہو جاتے ہیں۔ ویدک طب میں جڑ کا جو شانہ دماغی امراض میں۔ سوزش والے مقامات پر
 پتوں کا لیپ بھیل کا عرق بخار اور اختلاج قلب میں۔ بھارت کی قدیم ترین دوائی ہے۔

کیمیادوی ماہیت: بھیل کے اہم اجزاء کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ یہ مینہ ایسڈ
 پیٹین۔ اور لیسڈار مادے ہیں۔ اس بھیل میں ایک جزو عامل MARMELOSIN نام کا پایا
 جاتا ہے۔ بیجوں کو پیس کر اگر ان کا جوہر ایسڈ کے ساتھ نکالا جائے تو ان سے زرد رنگ
 کا ایک نرزی تیل برآمد ہوتا ہے جسے ایک ماشہ کی مقدار میں اگر کسی کو خالص پلائیے تو

اسہال ہوجاتے ہیں۔ بعض ماہرین نے پھل میں ایک لیسیدار مادہ کو بھی معلوم کیا ہے جو اپنے
ماہیت کے لحاظ سے BALSAM OF PERU سے ملتا جلتا ہے۔ اسی لیسیدار چیز کو
بعض لوگ روغن بلسان قرار دیتے ہیں۔

اس کے جزو عامل مارسلوسین کی مقدار عام طور پر ۰.۳ فیصدی کے قریب ہوتی ہے
مگر یہ آب و ہوا اور زمین کی زرخیزی سے متاثر بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ بنگال اور آسام میں
پیدا ہونے والے پھلوں میں یہ جوہر پنجاب سے پانچ گنا زیادہ ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر
پھل کے وسطی میٹھے گودے میں ہوتا ہے۔ اس کی ۰.۰۵ گرام کی مقدار بھی پیشاب اور
دست آور ہے۔ تیند لانا ہے۔ مگر زیادہ مقدار میں دل کی رفتار کو کم کرتا ہے۔

بہار اور اڑیسہ کے درختوں کی چھال سے کوکر کی شکل کا ایک جوہر FAGARINE
حاصل ہوا ہے۔ اس کے علاوہ چیٹرجی نے اس سے متعدد عناصر جیسے کہ COUMARIN
SKIMMIANINE MARMNE اور کلائیڈ حاصل کئے ہیں۔

پھل سے حاصل ہونے والے قرافی روغن کے اجزاء میں عام شحمی ترشوں کے علاوہ
جراثیم کش صلاحیت پائی گئی اس کے بیجوں میں گلوبولین پائی جاتی ہے۔ اور اس کے پتوں اور
شاخوں سے دوسری اقسام کے تیل حاصل ہوتے ہیں جن میں سے ایک کی ساخت شکرے
کے تیل کی مانند ہے۔ اس لیے یہ تیل یا پتے اور شاخیں جلا کر کیرٹوں کوڑوں کو بھگانے
کا کام لیا جاسکتا ہے۔

اطباء جدید کے مشاہدات :

آریو ویدک کے ابو ٹیوں کے نسخہ "واسا" کا ایک جزو ہے۔ آج کل یورپ
میں سی کا جوس بڑا مقبول ہے QUINCE JUICE اور SQUASH کے نام سے کہتے
والا یہ مشروب مفرح۔ مصلح کبد اور پیاس کی شدت کو کم کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔

اس کا پھل خشک کر کے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ جو کہ قابض اور پانی پیمش میں بہت مفید ہے۔ یہ نسخہ بچوں کے دستوں میں خاص طور پر مفید ہے اس کے ساتھ کھانڈ اور کریم تیز کی گئی ہے یہ دونوں چیزیں اسمال کی شدت میں اضافہ کر سکتی ہیں۔ کھانڈ کی وجہ سے جراثیم کو افزائش کے بہتر مواقع ملتے ہیں جبکہ کریم کی چکنائی وہاں پر سڑاند اور گیس پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے اسی نسخہ کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی رشتی میں مرتب کیا گیا تو ہر قسم کی پیمش پر مؤثر ہو گیا۔

پہلے نسخوں میں شہد کی آمیزش سے ان کا ذائقہ بھی درست ہو گیا اور تاثیر بہتر ہو گئی۔ جبکہ شربت میں کھانڈ کی جگہ شہد ملانے سے یہ فائدہ مند دوائی بن گئی۔

بھارتی حکومت کے طب یونانی کی ترویج کے ادارہ نے سب کو تین صورتوں میں استعمال کی سفارش کی ہے۔ غالباً یہ بھی کرمل چوپڑا سے متاثر ہیں۔

۱۔ مغز سی گودا کو تازہ پانی میں اچھی طرح حل کر کے شکر ملائیں۔ اسمال و پیمش کے یسے ایک اچھا شربت ہے۔

۲۔ کچا پھل لے کر اسے بھوہل میں رکھیں جب سرخ ہو جائے تو نکال لیں۔ اس کا ۲۴ سے ۴۰ گرام (ماثر) گودا صبح نہار منہ کھلائیں۔ مزمن اسمال میں مفید ہے۔

۳۔ خشک سی کو جوش دے کر اس کا جو شانڈہ اسمال کے یسے پلائیں۔ سفر جل کے بالے میں مغربی ممالک میں جو تحقیق ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دل۔ دماغ اور معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ قابض ہے۔ جریان خون کو بند کرتا ہے۔ اسمال اور پیمش میں مفید ہے اور مفوی باہ ہے۔

بقول ندکارنی کے کچا سفر جل لے کر اسے رکھیں دبا کر اوپر آگ جلا کر سرخ کریں پھر اس کا گودا نکال کر اس میں پانی میں ابالی ہوئی سولف کا جو شانڈہ ملائیں۔ انہیں اچھی طرح ملانے کے بعد چھان کر یہ شربت اسمال مزمن کے مریضوں کو دن میں چار پانچ مرتبہ چھو بھر دیا

جاتا ہے مگر اس کے ساتھ کھانا پینا منع کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ دوائی خالی انتڑیوں پر پوری طرح اثر انداز ہو سکے۔

کرنل چو پڑانے ہی کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ہندوستان میں اگر مطب کرنے والے یورپی ڈاکٹروں کو یہی نے بڑا متاثر کیا۔ جب اسہال اور پیمش بخار کے بغیر ہوں تو یہی دیشے سے فائدہ ہوتا ہے۔ ان کی مسلسل تعریف کی وجہ سے ہی کو برٹش فارما کو پیامیں بطور مسلمہ دوائی کے شامل کر لیا گیا۔ اس زمانے میں ہی کو ان تین صورتوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔

۱۔ تازہ کچے پھل کو ابال کر اس کا جوشاندہ دن میں کئی بار پلا یا جائے۔

۲۔ کچے پھل کو خشک کر کے اس کے جوشاندہ کا ایک بڑا چمچہ دن میں کئی بار۔

۳۔ پھل کا گووانکال کر اس کو خشک کر کے ہوا سے محفوظ ڈبوں میں رکھا جائے۔ اس سفوف کا آدھا چھوٹا چمچہ دن میں دو سے تین مرتبہ۔

برطانوی ماہرین کے مشاہدہ کے مطابق ہی کا پیمش کی ایسی بائی قسم پر کوئی اثر نہیں۔ بلکہ یہ شدید اسہال میں بھی اتنی مفید نہیں۔ مگر پرانی پیمش اور اسہال قدیم میں کمال کی چیز ہے۔ ان کے نزدیک یہ اثر اس لیسیدار مادہ کی وجہ سے ہے جو ہی میں پایا جاتا ہے۔ یہی سے پیمش اور اسہال کا علاج کرنے سے پاخانہ میں آنے والے لیسیدار مادے آہستہ آہستہ کم ہونے لگتے ہیں۔ بار بار کی حاجت میں کمی آنے لگتی ہے۔ اور شفا ہو جاتی ہے۔

بھارتی ماہرین نے آنتوں پر اس کے اثرات کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ ان کے مشاہدات کے مطابق ہی سے جراثیمی پیمش BACILLARY DYSENTRY یقینی فائدہ ہوتا

ہے۔ ان کی صراحت کے مطابق ایسے مریضوں کو ساتھ میں قبض بھی ہوتا ہے۔ جو آنتوں کی سوزش کو ختم نہیں ہوتے دیتا۔ ایسی صورت میں ہی کا شربت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ شربت بنانے کے لیے پکے ہوئے پھل کو مہل کے کپڑے میں مسل کر نچوڑتے ہیں۔ جس سے بیج

اور چھلکے چھن کر باہر ہو جاتے ہیں پھر اس میں کھانڈ ملا کر دیتے ہیں۔ اس کو لڈی بنا نے کے لیے وہی یا کریم بھی شامل کی جا سکتی ہے۔

ان تمام نسخوں میں دوائی کے ذائقہ پر توجہ نہیں دی گئی۔ کھانڈ سے بنے ہوئے شربت کے تین چار چمچے دن میں چار مرتبہ دینے سے ہیضہ اور اسہال میں فائدہ ہوتا ہے۔ ہیضہ اور اسہال سے صحت یابی کے بعد سفر جہل کا گودا ناشتہ نیزہ میں کھانا تندرستی کے لیے مفید اور ہیضہ کی وبا کے دنوں میں بیماری سے حفاظت کرتا ہے۔ خشک چھل کا گودا ایک ماثر نہسار منہ پیش میں اکیر ہے۔ اس سے زیادہ مقدار دی تو قے آ سکتی ہے۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ بیماری اگر پرانی ہو تو خشک چھل کا سفوف زیادہ مفید ہوتا ہے جبکہ نئی بیماری میں شربت یا جوشانہ مفید ہوتے ہیں۔ سفوف دینے سے امیابی پیش میں بندرتج صحت ہو جاتی ہے۔

اسطوائی بیماریوں کے علاج میں عالمی شہرت رکھنے والے ڈاکٹر مینسن باہر نے سفر جہل کو پیش۔ اسہال اور آنٹوں کے زخموں کی مختلف قسموں میں اکیر قرار دیا ہے۔ بھارتی ماہرین اور ویدوں نے بلیری کو اجوائن۔ کتھہ۔ اورک۔ پوست انار۔ سیپاری۔ آم کی گٹھلی کے مغز کے ساتھ مختلف صورتوں میں ملا کر متعدد نسخے ترتیب دینے میں جن میں ہر ایک عمومی طور پر پیش اور آنٹوں کی سوزش کے بارے میں ہے۔

سفر جہل کے وزعت کی چھال۔ جڑوں کی چھال اور پتوں کا جوشانہ دماغی امراض خاص طور پر مالینجولیا۔ مرق۔ اور مٹھریا میں مفید قرار دیا گیا ہے۔ اسی جوشانہ کے استعمال سے احتلاج قلب کو بھی فائدہ بتایا جاتا ہے۔

بنگال میں سفر جہل کی جڑوں کا جوشانہ تیسرے اور چوتھے کے بخار۔ (طبریا) کے لیے ایک مشہور دوائی ہے۔ اس کے پتوں کو کوٹ کر مرہم سوزش والے حصوں پر لگانے سے فوری سکون تیسرا تا ہے۔

ہی کا مرتبہ :

ابن القیم نے ہی کی بہترین قسم اس کا مرتبہ قرار دیا ہے۔ یہ بات ٹھیک بھی ہے۔ کیونکہ پھل سال میں صرف دو ماہ ملتا ہے۔ اس لیے اگر ہی کا مرتبہ بنا لیا جائے تو وہ سالہ سال کا کام دے سکتا ہے۔ مرتبہ کی ایک شکل تو وہ ہے جو عام طور پر بازار میں ملتی ہے یہاں ہی کو کھانڈ کے ساتھ پکا کر مرتبہ تیار کرتے ہیں۔ مگر اس عمل کے دوران پھل کو نرم کرنے کے لیے جس پانی میں پکایا جاتا ہے۔ وہ پانی پھینک دیتے ہیں۔

ابن القیم کے مطابق ہی پھل کو دھو کر چھلکا اتارے بغیر اس کی چھوٹی چھوٹی ٹاشیں بنال جائیں۔ ان ٹاشوں کو پانی میں ڈال کر اچھی طرح پکایا جائے۔ جب یہ نرم ہو جائیں تو اس پانی میں شہد ملا کر پھر پکائیں۔ جب اس کی مرہ کی مانند تار بندھ جائے تو اسے اتار کر کسی اُبلے ہوئے برتن میں ڈال دیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشادِ گرامی جو حضرت انسؓ کی وساطت سے پیش آیا کے مطابق اسے نہار متہ کھایا جائے۔ یہ مرہ دل کے مریضوں کے علاوہ آنٹوں میں السر التباب۔ پرانی کھانسی۔ رمہ۔ دل کے پھیلاؤ اور پرانی پچھلی کے مریضوں کو دیا گیا۔ اکثر اوقات مرتبہ کی چند ٹاشوں اور شربت کے دو تین چمچوں کے علاوہ مریض کو کسی قسم کی کوئی اور روانہ دی گئی اور وہ فضل الہی کی بدولت اتنے میں ہی شفا یاب ہو گیا۔

محدثین نے ہی کے استعمال میں ”تخم القواد“ کے ترجمہ میں دل کی جھلیوں کے جس سوزش کا ذکر کیا ہے۔ اس میں ہی کا گودا سکھا کر سفوف کر کے چھوٹا چمچ صبح۔ شام۔ شہد کے شربت کے ساتھ کھانا زیادہ مفید ہے۔

بھارتی حکومت کے محکمہ طب نے ہی کو CYADONIA OBLONGA کا نام دیا ہے۔ جب کہ وہ بیلگری یا بیل پھل کو مختلف پھل قرار دے کر اس کا نام

AEGLE MARMELOS بیان کرتے ہیں۔ باغ جناح لاہور میں بھی کا دخت موجود ہے
 اور مقامی ماہرین اسے AEGLE MARMELOS بتاتے ہیں۔ اطباء بیلگری کوائر
 دوسری چیز مانیں تو پھر اسے CYADONIA OBLONGA کہا جاسکتا ہے۔

تربوڑ — البطیخ

WATER MELON

CITRULUS LANATUS

عربی میں بطیخ تربوڑ کو کہتے آئے ہیں۔ محدثین نے بطیخ کو تربوڑ قرار دیا ہے۔ مگر آج کل کی عربی میں یہ گڑ بڑ ہو گیا ہے۔ عرب میں بطیخ تربوڑ کو کہا جاتا ہے اور تربوڑ کو حب حب کہتے ہیں۔ حجازیوں نے ان دنوں عربی کے اور الفاظ میں بھی مشکل پیدا کر دی ہے جیسے کہ لبن۔ پرانی عربی میں لبن دودھ کو کہتے آئے ہیں۔ آج کل وہی کو لبن اور دودھ کو حلیب کہا جاتا ہے البتہ بعض لوگ صراحت کے مد نظر وہی کو "لبن حامض" کہتے ہیں۔

تربوڑ دنیا کے اکثر گرم ملکوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے ہر ملک میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں بھی عام ملتا ہے۔ امریکی ریاست کیلی فورنیا کا تربوڑ اپنی سمرتی اور حلاوت میں مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ ریتیلے علاقوں کا تربوڑ زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔ نجد۔ حجاز کے بعض علاقوں کا تربوڑ واقعی بڑا لذیذ ہوتا ہے۔ مگر حجاز میں خلیجی علاقوں سے درآمد ہوئے تربوڑ اتنے عمدہ نہیں ہوتے۔ دنیا میں اس وقت پاکستان کے ضلع سکھر کے علاقہ گڑھی لیبین کے تربوڑ ذائقہ اور حجم میں بہترین مانے جاتے ہیں۔

تربوڑ کی عمدگی اس کے گودے کی سمرتی اور میٹھاس پر قرار دی جاتی ہے ملاٹ کے اس دور میں دیکھا گیا ہے کہ پھل فروش سُرخ رنگ میں سکرین ملا کر تربوڑوں میں انجکشن لگا کر ان کو مصنوعی طور پر سُرخ اور میٹھا کر لیتے ہیں۔

بنیادی طور پر یہ افریقہ کا پھل ہے جو سیاحوں کی بدولت دنیا بھر میں مقبول ہو گیا۔ آج کل پاکستان میں چین کے درآمدی بیج سے چھوٹے حجم کے ایسے تربوڑ کثرت سے پیدا

بورہے جو لذیذ بھی ہیں بھیل وزنی ہونے کی وجہ سے اس کا پورا زمین پر رینگنے والا ہے۔ بیج بونے سے چار ماہ میں پھل پک کر نیا رہ جاتا ہے۔ پکے ہوئے پھل کی بیجان میں کھا جاتا ہے کہ اگر اس پر ہلکا ہاتھ ماریں تو جواب میں مدھم آواز عمدگی کی علامت ہے۔

ماہرین زراعت نے اس کے حجم اور چھلکے کے بیرونی زنگ کی مناسبت سے اس کی کئی قسمیں بیان کی ہیں جن کے نام مختلف علاقوں پر ہیں۔ اس کا اوپر کا چھلکا تقریباً دو سینٹی میٹر موٹا ہوتا ہے۔ اندر نرم گودا جس میں کافی تعداد میں سخت چھلکے والے بیج پائے جاتے ہیں پھل جلد خراب نہیں ہوتا۔ اگر اسے ٹھنڈے اور خشک کمرے میں رکھا جائے تو شکل اور ذائقہ ۲۰-۱۵ دن تک قائم رہتے ہیں۔

ارشادات نبوی:

محدثین کی اکثریت تربوز کے بارے میں صرف ایک حدیث کو ثقہ قرار دیتی ہے حضرت سہل بن سعد الساعدی روایت فرماتے ہیں۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يأكل الرطب بالبطيخ

(ابن ماجه، ترمذی)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم تازہ پکی ہوئی کھجوروں کے ساتھ تربوز کھایا کرتے تھے) اس حدیث کے الفاظ میں سنن ابوداؤد میں یہ اضافہ ملتا ہے۔

ويقول يكشر حرًا هذا ببرد هذا وبرد هذا بحر هذا۔

(اور فرمایا کرتے تھے کہ اس کی گرمی کو اس کی ٹھنڈک ماردیتی ہے اور اس کی ٹھنڈک کو اس کی گرمی ماردیتی ہے)۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

البطيخ طعام و شراب و ريحان : يغسل المشاندة
 ينظف البطن ، و يكشر ماء الظهر و يعين على الجماع ،
 وينقي البثرة و يقطع البردة .

(مسند فردوس، الرافعي، كتاب البطيخ، ابو عمر)

تربوز کھانا بھی ہے اور مشروب بھی 'ریحان کے ساتھ یہ مشانہ کو دھو کر صاف کر دیتا
 ہے۔ پیٹ کو صاف کرتا ہے۔ کمر سے پانی نکال دیتا ہے۔ باہ میں اضافہ کرتا
 ہے۔ چہرے کو نکھارتا ہے اور جسم سے ٹھنڈک کو ختم کرتا ہے۔

ذہبی نے یہ روایت اسی طرح بیان کی ہے۔ جبکہ کنز العمال نے حدیث کی ابتداء
 فی البطيخ عشر خصال۔

سے شروع کی ہے۔ باقی عبارت وہی ہے۔ البتہ تربوز کے ساتھ ریحان کا تذکرہ نہیں۔

عات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

البطيخ قبل الطعام يغسل البطن غسلا و يذهب

بالداء اصلا . (ابن عساکر)

دکھانے سے پہلے تربوز کھانے سے پیٹ دھل کر صاف ہو جاتا ہے اور یہ بیماریوں

کو نکال دیتا ہے۔

ابن عساکر اس حدیث کے سلسلہ کو یقینی قرار نہیں دیتا اور ابن القیم اس عبارت کو اطباء

کا قول بیان کرتے ہیں۔

محدثین کے مشاہدات :

اکثر محدثین نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پھلوں میں انگور اور تربوز بہت

پسند تھے اور وہ انہیں شوق سے کھایا کرتے تھے۔

تربوڑ کا ہر حصہ مدرالبول ہے۔ جلد ہضم ہوتا ہے۔ گردہ اور مثانہ سے پتھری کو نکالتا ہے۔ معدہ سے غلاظت کو نکال کر پیٹ کو صاف کرتا ہے۔ بخار کے مریضوں کو اسے سرکہ کی سکنجبین کے ساتھ دینا مفید رہتا ہے۔ اور سوء ہضم میں اورک یا سونٹھ ملا کر دینے سے اور مفید ہو جاتا ہے۔ اسے کھانے سے چہرے کے ورم اتر جاتے ہیں اور زنگت صاف ہو جاتی ہے۔ ابو مسر انسان کی عادت تھی کہ وہ جب بھی تربوڑ کھانے لگتے تو کاٹے سے پیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر لیتے اور تربوڑ ہمیشہ میٹھا نکلتا۔

کچھ لوگوں نے اسے کھیرے اور لکڑی سے زیادہ مفید قرار دیا ہے۔ اگر کسی کو جسم میں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہو تو وہ اسے اورک کے ساتھ کھائے۔ یہاں پر ٹھنڈک سے مراد جسم کی قوت مدافعت میں کمی ہے۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اسے کھانے سے جسم میں بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔

کیمیاء کی ماہیت :

تربوڑ کے پکنے کی اہم علامت یہ ہے کہ بیل کے ساتھ چوڑنے والی شاخ ڈنڈی سے خشک ہو کر سوکھ جاتی ہے اس کے کیمیاءی اجزاء میں زیادہ تر پڑوٹین۔ اور ایک جوہر سٹرو لین بیان کئے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس میں سے ایک تیل بھی نکالا ہے۔ اس تیل کے علاوہ تربوڑ میں تمام وٹامن معقول مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ایک تندرست شخص کو روزانہ تین ملی گرام وٹامن ب کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ ایک سو گرام میں یہ وٹامن تیس ملی گرام ہوتی ہیں۔ اسی طرح وٹامن ب مرکب کے دوسرے تمام اجزاء اور وٹامن و اور ج بھی پائے جاتے ہیں۔ اس میں فولاد کی قابل ہضم شکل ملتی ہے۔ آنتوں کی جلن کو رفع کرنے والے جوہروں کے علاوہ اس میں اسمال کو روکنے والے عناصر بھی ملتے ہیں۔ اس میں پائی جانے والی مٹھاس پکنے سے بڑھتی ہے اور اس کا استعمال دیا بیٹیس کے مریضوں کے لیے

نقصان دہ نہیں ہوتا۔ اس کے جوہر بھوک لگاتے ہیں۔

جدید مشاہدات:

بنیادی طور پر تریوز مفرح۔ پیشاب آور۔ پیٹ سے جلن اور سوزش کو رفع کرنے والا غذائیات سے بھرپور ہے۔ اس کے بیج پیٹ سے کیڑے نکالتے ہیں۔ اس کا جو س پیاس کو بھجاتا ہے۔ اس کے جو س میں کھانڈ اور زیرہ ملا کر گردہ مثانہ اور پیشاب کی نالی کی سوزشوں میں دینا مفید ہے۔ یہ نسخہ جگر کی سوزش اور یرقان میں بھی مفید ہے۔ تریوز کھانے سے معدہ اور آنتوں کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ اس میں سی کی طرح PECTIN کی موجودگی اسے اسہال اور پچش میں بھی مفید بنا دیتی ہے۔ سندھ میں پایا جانے والا جنگلی تریوز ”کرت“ کڑوا ہوتا ہے مگر وہ بھوک بڑھاتا اور قبض میں مفید ہے۔

حکیم صنفی الدین نے اسے مسکن حرارت۔ مدر ایبول قرار دیا ہے۔ کثرت صفرا اور پیاس کی زیادتی۔ سوزش معدہ۔ پیشاب کی نالیوں کی سوزش بخشوت حلق۔ گردہ اور شانہ کی پتھری اور تپ محرقہ میں مفید بیان کیا ہے۔ اس میں غذائی عناصر کی مقدار اسے جسم کے لیے مقوی بلکہ وزن کو بڑھانے والا بنا دیتی ہے۔ اس غرض کے لیے آب تریوز کے علاوہ اس کے تخم کا شیرہ بھی کارآمد ہے۔ تریوز سے ایک مشہور یونانی دوائی ”عوق آب تریوز وال“ تیار کی جاتی ہے۔ اس کے بیجوں سے ایک روغن بھی حاصل کیا جاتا ہے۔

جو — شعیر

BARLEY

HORDEUM VULGARE

خوردنی اجناس میں جو ایک عام سی جنس ہیں۔ یہ گندم کے کھیتوں میں پائے جاتے ہیں اور گندم سے پہلے پک جاتے ہیں۔ عربی اور فارسی میں انہیں شعیر سنسکرت میں ”باوا“ اور انگریزی میں BARLEY کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ کاشت کئے جاتے ہیں مگر اس کی خورد و قسم بھی پائی جاتی ہے۔

جو کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بہت پسند تھے۔ ان کی ذات گرامی کے ساتھ ان کا واسطہ بطور روٹی۔ بطور دلیہ اور بطور ستوا حادث سے پتہ چلتا ہے۔

جو کی روٹی:

عہد رسالت میں عام طور پر لوگ جو کی روٹی کھاتے تھے یا گندم اور جو ملا کر روٹی پکائی جاتی تھی۔ غام گھیوں کی روٹی تقریبات تک محدود تھی۔

مسجد نبوی کے دروازے پر ایک خاتون چھندر کی جڑیں اور ثابت جو ملا کر ان کی شب دیک پکا کر نماز جمعہ کے بعد بیچنے آیا کرتی تھیں۔ صحابہ کرامؓ کو یہ پھوان ایسا پسند تھا کہ لوگ جمعہ والے دن کا انتظار کیا کرتے تھے۔

حضرت ام المنذرؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے

ہمراہ تشریف لائے ہمارے یہاں کھجور کے لٹکے ہوئے خوشے موجود تھے وہ ان کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ اس میں سے دونوں نے تناول فرمایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کھا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا اور فرمایا کہ تم ابھی بیماری سے اٹھے اور کمزور ہو۔ مزید مت کھاؤ۔ اس کے بعد

قالت فجعلت لہم سلقاً وشعیراً فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی من ہذا فأصب فانہ اوفق لك۔

(ابن ماجہ مسند احمد ترمذی)

اس خاتون نے ان کے لیے جو اور چقدر تیار کئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو

کہا کہ تم اس میں سے کھاؤ کہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

اس واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بیماری سے اٹھے تھے اور ان کی کمزوری کو دور کرنا ضروری تھا جس کے لیے جو کی روٹی اور چقدر کو بہترین غذا قرار دیا۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک درزی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور اس نے جو کی روٹی کے ساتھ کدو گوشت پکایا۔ حضور بڑی محبت کے ساتھ سالن سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرماتے رہے۔ (بخاری - مسلم)

عن یوسف بن عبد اللہ بن سلام قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ کسرتة من خبز الشعیر فوضع علیہا تمرتة فقال ہذہ ادام ہذہ واکل۔

(ابوداؤد)

یوسف بن عبد اللہ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اس کے اوپر کھجور رکھی اور فرمایا تمہیں اس کا سالن ہے۔ اور کھالیا۔

جو کا دلیا (تلبینہ):

جو کوٹ کر انہیں دودھ میں پکانے کے بعد مٹھاس کے لیے۔ اس میں شہد ڈالا جاتا تھا۔ اسے تلبینہ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں۔

کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اخذ احداً من اهل الوعك امر بالحسا من الشحير فضع، ثم امرهم فحسوا منه، ثم يقول انه يرتواد الحزين ويسر وفواد السقيم كما تسرو احد اكن الوسخ بالماء عن وجهها۔ (ابن ماجه)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو حکم ہوتا تھا تو حکم ہوتا تھا کہ اس کے لیے جو کا دلیا تیار کیا جائے۔ پھر فرماتے تھے کہ بیمار کے دل سے غم کو اتار دیتا ہے اور اس کی کمزوری کو یوں اتار دیتا ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پان سے دھو کر اس سے غلاطت اتار دیتا ہے۔

اسی مسئلے پر حضرت عائشہؓ کی ایک روایت میں اسی واقعہ میں اضافہ یہ ہوا کہ جب بیمار کے لیے دلیا پکایا جاتا تھا تو دلیا کہ ہنڈیا اس وقت تک چولہے پر چڑھی رہتی تھی جب تک کہ وہ یا تو تندرست ہو جائے یا فوت ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ گرم گرم دلیا مریض کو مسلسل اور بار بار دینا اس کی کمزوری کو دور کرتا ہے اور اس کے جسم میں بیماری کا مقابلہ کرنے کی استعداد پیدا کرتا ہے۔

عن عائشة انها كانت تأمر بالتلبينہ وتقول هو البغيض النافع۔ (ابن ماجه)

حضرت عائشہؓ بیمار کے لیے تلبینہ تیار کرنے کا حکم دیا کرتی تھیں۔ اور کہتی تھیں کہ

اگرچہ بیمار اس کو ناپسند کرتا ہے لیکن وہ اس کے لیے از حد مفید ہے۔
پریشانی اور تنگی کے لیے بھی تلبینہ کا ارشاد ملتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی
روایت فرماتی ہیں۔

انہا كانت اذا مات الميت من اهلها
فاجتمع لذلک النساء ثم یفرقن الا اهلها
وخاصتها امرت بیرمة من تلبینہ فطبخت
ثم وضع ثرید فصب التلبینہ علیها ثم
قالت کلن منها فانی سمعت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یقول التلبینة مجمة لفواد
المریض تذهب ببعض الحزن :

(بخاری، مسلم ترمذی النسائی، احمد)

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھرانے میں کوئی وفات ہوتی تو وہ بھرا فوس کرنے والی
عورتیں آتی رہتیں۔ جب باہر کے لوگ چلے جاتے اور گھر کے افراد اور خاص خاص
لوگ رہ جاتے تو وہ تلبینہ تیار کرنے کا حکم دیتیں۔ پھر تریڈ تیار کیا جاتا۔ تلبینہ کی
ہنڈیا کو تریڈ کے اوپر ڈال دیتیں اور کھا کرتی تھیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
فرماتے سنا ہے کہ یہ مریض کے دل کے جلد عوارض کا علاج ہے اور دل سے غم کو اتار
دیتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں جب کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
بھوک کی کمی کی شکایت کرتا تو آپ اسے تلبینہ کھانے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ اس
خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ تمہارے پیٹوں سے غلاطت کو اس طرح
اتار دیتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر صاف کر لیتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خرید کھانا سب سے زیادہ پسند تھا۔ مریض کے لیے انہیں اس کے بعد تلبینہ سے بہتر کوئی چیز پسند نہ تھی۔ اس میں جو کے فوائد کے ساتھ ساتھ شہد کی افادیت بھی شامل ہو جاتی تھی۔ مگر وہ اسے گرم گرم کھانے۔ بار بار کھانے اور خالی پیٹ کھانے کو زیادہ پسند کرتے تھے۔

ستو:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ستو بہت پسند تھے۔ یوں تو عرب میں ستو گندم سے بھی بنائے جاتے تھے مگر ان کو جو سے بنے ہوئے ستو پسند تھے۔ غزواتِ نبویؐ میں ایک جنگ ”غزوة السویق“ کے نام سے مشہور ہے۔ جنگِ احد کے فوراً بعد ابی سفیان ۲۰۰ آدمی لے کر اس غرض کے لیے مدینہ آیا کہ وہ مقامی یہودیوں کی امداد سے مسلمانوں پر شبِ خون مارے گا۔ یہودی ابھی تذبذب میں تھے کہ دشمن کی آمد کے اطلاع بارگاہِ نبویؐ میں ہوئی۔ حضور اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر ان کے مقابلہ کو نکلے تو دشمن مقابلہ کے بغیر بھاگ گیا۔ مارے دہشت کے وہ اپنا سامان حتیٰ کر راستے کا کھانا بھی چھوڑ گئے۔ یہ کھانا ستوؤں کے تھیلوں پر مشتمل تھا۔ اس طرح مسلمانوں کے ہاتھ ستوؤں کی ایک مقدار آئی اور یہ جنگ اسی مناسبت سے ”جنگِ سویق“ کہلائی۔ فتحِ خیبر کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کے ساتھ نکاح فرمایا۔ اگلے روز حضرت انس بن مالک کو ہدایت فرمائی کہ وہ لوگوں کو صفیہ کے ولیمہ کی دعوت پر بلا لائیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات کے مطابق ولیمہ میں کھجوریں اور ستو تھے۔ بخاری کی روایت کے مطابق ستو کھجور اور بکھن سے حلوہ بنا کر مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ النسائی اور مسند احمد بن حنبل کی روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولنے میں اکثر شکر کا شربت نوش فرمایا۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں نیند کے مقابلے میں کسی نے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو طعنہ دیا کہ ان کے چھیرے بھائی لوگوں کو شہر ستورا اور دودھ پلاتے ہیں۔

عن ابی بردة قال قدمت المدينة فلقى عبد الله بن سلام فقال لي انطلق الى المنزل فاسقيك في قدح شربه فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم واصلي في مسجد صلى فيه النبي صلى الله عليه وسلم فانطلقت معه فاسقاني سويقا واطعمني تمدا و صليت في مسجده . (بخاری)

ابی بردہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے ہوئی۔ انہوں نے مجھے اپنے پاس اترنے کی دعوت دے کر فرمایا کہ میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور اس مسجد میں نماز پڑھاؤں گا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پس میں ان کے پاس اتر گیا اور انہوں نے مجھے ستورا اور کھجور کھلائے۔ اور میں نے ان کی مسجد میں نماز پڑھی۔

اسی حدیث کو مختصر صورت میں بھی بخاری ہی نے سعید بن بردہ سے بیان کیا ہے جنہوں نے اسے اپنے والد محترم سے روایت کیا ہے۔

اتيت المدينة فلقى عبد الله بن سلام فقال
الاتجى فاطعمك سويقا و تمدا .

شتر پینے کے بارے میں التسانی۔ ابوداؤد۔ بخاری۔ ابن ماجہ۔ ترمذی اور احمد بن حنبل نے اکیس احادیث بیان کی ہیں جیکہ ستوران کے علاوہ دوسری احادیث میں بھی مذکور ہیں۔

جنگ کے دوران مجاہدین کا راشن سنو اور کھجور پر مشتمل رہا ہے۔ اور اس غذا سے ان کو اتنی تقویت حاصل ہوتی تھی کہ وہ سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کے علاوہ دشمن سے مقابلہ میں جسمانی طور پر بھی برتر ثابت ہوئے تھے۔ دن بھر کے روزہ کی کمزوری کو رفع کرنے کے لیے افطاری کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سنو پسند فرمائے۔

محدثین کے مشاہدات:

جو کھانے سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ شاید یہی مشاہدہ تھا جسے علامہ اقبال نے اپنے ایک شعر میں بیان کیا ہے۔

ہے جہاں میں نانِ شعیب پر

مدارِ قوتِ حیدری

جو جسمانی کمزوری کے علاوہ کھانسی اور حلق کی سوزش کے لیے مفید ہیں۔ معدہ کی سوزش کو ختم کرتے ہیں۔ جسم سے غلاظتوں کا اخراج کرتے ہیں۔ پیشاب آور ہیں۔ پیاس کو تسکین دیتے ہیں۔ ابن القیم نے جو کے پانی کو پکانے کا جو نسخہ بیان کیا ہے۔ اس کے مطابق جوے کران سے بائچ گنا پانی ان میں ڈالا جائے پھر انہیں اتنا پکایا جائے کہ پانی دودھیا ہو جائے اور اس کی مقدار میں کم از کم ایک چوتھائی کی کمی آجائے۔۔۔۔۔ اس غرض کے لیے اگر ثابت ہوا استعمال کرنے کی بجائے جو کا دلیہ استعمال کیا جائے تو جو سے حاصل ہونے والے فوائد اور زیادہ ہو جائیں گے۔

یہ امر مزید ہے کہ پکنے کے بعد جو کا پانی فوری اثر کر کے طبیعت کو نشانی بنا ہے۔ جسم کو کمزوری کا مقابلہ کرنے کے لیے غذا مہیا کرتا ہے۔ اگر اسے گرم گرم پیا جائے تو اس کا اثر فوری شروع ہو کر جسم میں حرارت پیدا کرتا، مریض کے چہرے پر شگفتگی لاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کے فوائد میں دو اہم باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

- ۱۔ مرضی کے دل سے بوجھ کو اتار دیتا ہے۔
- ۲۔ غم اور فکر سے نجات دیتا ہے۔

کیمیائی ساخت:

برطانوی محقق چرچ نے جو کوان الفاظ میں کیمیائی تجزیہ بیان کیا ہے۔

ALBUMINOIDS	۱۱۶۵
STARCH	۷۰
FAT	۱۶۳
FIBRE	۲۶۶
ASH	۲۶۱
WATER	۱۲۶۵

اس میں چکنائی تیل کی مرکب میں لحمیات

ALBUMIN کی شکل میں۔ نائٹروجن کے کپاؤنڈ

PHOSPHRIC LAURIC ACID HYPOXANTHINES

بھی ملتے ہیں۔ نشاستہ خوردنی اجناس کا لازمی حصہ ہے۔ نشاستہ کے وہ دانے جو گندم میں پلٹے جاتے ہیں جو سے بڑے ہوتے ہیں۔

برٹش فارما کو بیانے جو سے MALT EXTRACT تیار کرنے کا مشورہ دیا

ہے۔ جس میں لحمیات کی مقدار چار فیصدی۔ نشاستہ اور شکر کو ہضم کرنے والے جوہر اور وٹامن پائے جاتے ہیں۔ عام حالات میں مالت ایکسٹریکٹ بد مزہ دوائیوں خاص طور پر مچھلی کے تیل کے ذائقہ کی اصلاح کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر برٹش فارما کو بیانے کی تعریف کے مطابق یہ تدریجاً خود بھی توانائی کا ذریعہ ہے۔

بعض کیمیا دانوں نے جو میں سنکھیا کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ نڈکارنی نے حکومت اتر پردیش کے حوالہ سے جو میں سنکھیا کی مقدار ایک ہزار گرام میں پچاس ملی گرام بیان کی ہے جبکہ برطانوی معیار سے دس لاکھ میں اس کا زیادہ سے زیادہ ایک حصہ ہو سکتا ہے۔

کُتب مقدسہ میں جو کا ذکر:

توریت: زیور اور انجیل میں جو کا ذکر اکیس مرتبہ آیا۔ جن سے ان کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

..... اگر کوئی شخص اپنے موروثی کھیت کا کوئی حصہ خداوند کے لیے مقدس قرار دے تو قیمت کا اندازہ کرتے وقت یہ دیکھنا کہ اس میں کتنا بیج بویا جائے گا جتنی زمین میں ایک خومر کے وزن کے برابر جو بوسکیں اس کی قیمت چاندی کی پچاس منقال ہو۔ (احبار ۱۷-۱۶ : ۲۷)

ومی میں مذکور اچھی چیزوں کا ایک تذکرہ توریت میں ان کے فوائد کے ساتھ یوں مذکور ہے۔

..... وہ ایسا ملک ہے جہاں گیہوں اور حو اور انگو اور انجیر کے درخت اور انار ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دارز تیرن اور شہد بھی ہے۔ اس ملک میں روٹی تھو کو باقراط ملے گی۔ اور تھو کو کسی چیز کی کمی نہ ہوگی کیونکہ اس ملک کے پتھر بھی لڑا ہیں۔ (استثناء ۹۰۰۰-۸ : ۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں میں عام خوراک جو کی روٹی اور مچھلی تھی۔ ان کے اجتماعی کھانے کی روئیداد انجیل مقدس میں یوں مذکور ہے۔

.... یہاں ایک لڑکا ہے جس کے پاس جو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں مگر

یہ اتنے لوگوں میں کیا ہیں؟

..... چنانچہ انہوں نے جمع کیا اور جو کی پانچ روٹیوں کے ٹکڑوں سے جو کھانے

والوں سے بچ رہے تھے بارہ ٹوکریاں بھریں۔ (ریحنا - ۱۳/۹ : ۶)

اسی حزقی ایل میں بھی جو کی روٹیوں اور ان کو پکاتے کے ساتھ مختلف دالوں کا ذکر ملتا ہے۔ مگر اہم تذکرہ پہلی روایت کا ہے جس میں وہ تمام چیزیں آگئیں جن کا قرآن مجید اور بارگاہ نبوت سے بطور اچھی چیزوں کے ذکر ہوا۔ اس کے بعد ان کے فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اس ملک میں جہاں یہ چیزیں ہیں پتھر بھی فولاد کی طرح مضبوط ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ انسان جو ان چیزوں کو کھائے گا کیسے کمزور رہ سکتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

جو کے بارے میں حکماء قدیم نے بڑے اہم تجربے کئے ہیں۔ بوعلی سینا نے لکھا کہ جو کھانے سے جو خون پیدا ہوتا ہے وہ معتدل، صالح اور کم گاڑھا ہوتا ہے۔ فرودس الحکمت میں لکھا ہے کہ جو کو اس کے وزن سے پندرہ گنا پانی میں اتنی دیر ہلکی آگ پر پکایا جائے کہ تیسرا حصہ اڑ جائے۔ یہ پانی جسم کی تقریباً ایک سو بیماریوں میں مفید ہے۔ شمس الدین ثمرقندی اسے فوائد کے لحاظ سے گندم سے کم تر درجہ دیتا ہے۔ مگر وہ گندم سے فضیلت دیتا ہے کہ جسم کی گرمی اور تپش کو کم کرتا ہے۔

ویدک طب میں اسے بھاری پن کو کم کرنے والا پھرے کو نکھارنے والا پیٹ کو کم کرنے والا قرار دیا جاتا ہے۔ بدن کو مضبوط کرتا ہے۔ چونکہ یہ جلد مضہم ہو جاتا ہے، اس لیے کمزوری اور بد ہضمی کے مریضوں کے لیے غذا اور دوا ہے۔ وید سے بھوک بڑھانے کا باعث مانتے ہیں۔ پیٹ سے ہوا نکالتا اور ملتین ہے۔ اس کا گرم پانی پینے سے گلے کی سوزش میں کمی آتی ہے۔

اس کا حریرہ قابض دواؤں کے ساتھ دست روکتا ہے۔ جو کا آٹا گوندھ کر اس

میں چھ مہلا کر پینے سے صفراوی تھے۔ پیاس کی شدت اور معدہ کی سوزش میں فائدہ ہوتا ہے۔
 اطباء نے اعصابی دردوں۔ اورام۔ سوزشوں اور عارضی کی مختلف اقسام میں جو کے
 استعمال کو مفید بتایا ہے۔ جو کا آٹا سرکہ میں گوندھ کر ہر قسم کی عارضی میں لگانا مفید ہے۔ سرکہ
 پھینو ندی کو دور کرتا ہے۔ جو کے آٹے کو شہد کے پانی میں گوندھ کر لپیٹ کریں تو مینگی اورام
 تھیل ہوتے ہیں۔ سفرجل (ہی) کا چھلکا اُتار کر اسے جو اور سرکہ کے ساتھ پیس کر جوڑوں
 کے درد اور اعصابی دردوں پر لگانا نفع آور ہے۔ جو کے ساتھ تخم خیارین پیس کر پلورسی۔
 پستان کے درد میں لگانا مفید ہے۔

جو اور گیہوں کی بھوسی کو پانی میں ابال کر اس پانی سے کلیاں کریں تو دانت کا درد جاتا
 رہتا ہے۔

جدید تحقیقات:

اپنے افعال اور اثر کے لحاظ سے جو مقوی غذا۔ مقامی طور پر قابض اور تپش کر مقامی
 طور پر تسکین دینے والے ہیں۔

انگریزی جو کے چار بڑے چمچے (۲ اونس) چار سیر پانی میں اتنی دیر پکائے جائیں
 کہ پانی نصف رہ جائے۔ یہ پانی بخاریوں کی تپش۔ پیشاب کی جلن۔ مقعد کے ناسور کی جلن
 اور آنتوں کی سوزش میں مفید ہونے کے علاوہ غذائی کمی میں بھی مددگار ہے۔ اس پانی میں
 دودھ اور کھانڈ ملائے جاسکتے ہیں۔ بعض لوگ اس میں لیموں پھونٹ لیتے ہیں۔ اگر لیموں
 ڈالا جائے تو پھر دودھ شامل نہ کیا جائے۔ اس نسخے کا موازنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 نسخے سے کریں تو اس کی افادیت میں اضافہ کی اچھی راہ نکل آتی ہے۔ حضور کے نسخے میں جو کا
 دبا دودھ اور شہد میں پکایا جاتا ہے۔ اسی ترتیب سے جو ابال کر ان میں شہد ملا کر دیا
 جائے تو اس میں غذائیت بھی بڑھے گی اور مقامی طور پر زیادہ سکون آور ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ان الحاضرة عرق الكلية اذا تحرك اذى صاحبها
فداوها بالماء المحرق والعسل۔

(ابوداؤد۔ مستدرک الحاکم الحارث، ابو نعیم)

اگر دسے کامرکز اس کی جان ہے۔ اگر اس میں سوزش ہو جائے تو جس کا گردہ ہے
اسے بڑی اذیت ہوتی ہے۔ اس کا علاج اُبے ہوئے پانی میں شہد ملا کر کیا جائے،
پانی کو ابالتے وقت اگر اس میں جربھی شامل کر لیں تو فوائد سہ گنا ہو جائیں گے۔ یہ
لذیذ شربت گردوں کی ہمارا قسم کی سوزشوں۔ مثلاً نہ کی سوزش اور معدہ کے السر میں کسی
بھی دوائی سے زیادہ مفید اور فوری طور پر موثر پایا گیا۔
بھارتی ماہرین نے زچہ کے دستوں میں جرب کے ساتھ مسور کی وال کو ابال کر یا نخنی میں
جوڑال کر دینا کمزوری کے لیے بھی مفید بیان کیا ہے۔ انہوں نے معدہ۔ آنتوں اور گلے
کی سوزش کے لیے یہ نسخہ بڑا مجرب بیان کیا۔

انجیر خشک (توڑ کر)	۲ ۱/۲ اونس
منقہ	۲ ۱/۲ اونس
سفوف ملٹی	۲ چمچے چائے والے
جو کا پانی	۲ ابر
سارہ پانی	۱ ابر

جب یہ پانی پینے پر ادھارہ جائے تو اتار کر چھان لیں۔ ادھ پیاں جائے والی
گرم گرم دی جائے۔ یہ نسخہ ایک تاریخی نسخے سے حاصل کیا معلوم ہوتا ہے۔ مگر معطلہ میں
جب حضرت سعد بن ابی وقاص بیمار ہوئے تو ان کے لیے حکیم حارث بن کلدہ نے
ایک فریقہ تجویز کیا جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کے بعد اس طرح تیار کیا گیا تھا۔

انجیر خشک۔ مٹھی۔ میٹھرے۔ شند۔ پانی

یہ فریقہ مریض کو ہمارے گرم گرم پلایا جاتا ہے۔ بھارتی ماہرین کے نسخہ میں جو کی امینزش ہے جبکہ اس نسخہ میں میٹھرے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیر اور منقہ کو بیک وقت دینے سے منع فرمایا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بھارتی نسخہ میں اکثر مریضوں کو اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔

ماہر کا دودھ پینے والے بچوں کو اگر دودھ میں جو کا پانی ملا کر دیا جائے تو ان کی آنتیں زیادہ تنومند رہتی ہیں۔ گردہ۔ مثانہ اور پیشاب کی نالی کی سوزش میں بھارتی ماہرین جو کے پانی میں صمغ عربی دیکر گوند کا سفوف بھی شامل کرتے ہیں جس سے جلن کو جلد آرام آ جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسخہ کے مطابق اگر جو کے پانی میں شند ملا کر دیا جائے تو اس کے فوائد زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ اسی نسخہ میں ہم نے توڑا شاد نیوی کی تعمیل میں منقہ شامل کیا۔ فائدہ خوب رہا۔ اگر اس کے ساتھ کیکر کی گوند بھی شامل کریں تو فائدہ زیادہ بہتر ہو جائیگا۔

بھئی کے ماہر غذا ڈاکٹر پیرا کی تحقیقات کے مطابق یورپ سے آنے والے PEARL BARELY کی نسبت دیسی جو تازہ ہونے کی وجہ سے زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ جو کے دانہ اور چھلکے کے درمیان ڈامین ب کی خاصی مقدار موجود ہوتی ہے۔ اگر جو کو دھو کر چھلکا اتاراجائے اور اس کے بعد اسے چھلانے کے لیے چمڑے کے رولروں سے پالش کیا جائے تو اس عمل سے ڈامین ب ضائع ہو جاتی ہے۔ پاکستان کے شمال مغربی صوبے کے جو غذائیت کے اعتبار سے دلائی جبر سے زیادہ صحت مند اور مفید ہوتے ہیں۔

نڈکارنی نے جسمانی کمزوری اور خاص طور پر بچاروں کے بعد جو کا ایک مرکب پڈنگ کی صورت تیار کرنے کا نسخہ بیان کیا ہے۔ جو کے باریک اٹے کے چار بڑے چمچوں میں اُبلتا دودھ آہستہ آہستہ ملا کر لئی سی بنالیں۔ اس کے اوپر ایلے ہرے گرم دودھ کے چمچے والے چار پیالے ڈال کر پلاسے جائیں۔ پھر اس میں تھوڑا سا مکھن ملائیں۔

ایک بڑا چھوٹا کھانڈ ملائیں۔ پھر اس میں سنگت سے یا لیموں کے چھلکے یا ایک کاٹ کر خوشبو کے لیے ملائیں۔ دوسرے برتن میں دو انڈے توڑ کر انہیں بھون یا چھپہ سے اتنا ہلائیں کہ جھاگ جھاگ ہو جائیں۔ ان انڈوں کو دو دو اور جو واسے برتن میں ملا کر یہ سارا مرکب کیک بنانے والی بھٹی یا OVEN میں رکھ کر ڈیڑھ گھنٹہ ہلکی آہنیچ پر پکائیں۔ بعض لوگ اس کے ذائقہ کو سنوارنے کے لیے تھوڑا سا سنگت سے کا جو س بھی ملا لیتے ہیں۔ یہ پڈنگ بڑی مفید بتائی جاتی ہے۔ اس طویل نسخہ کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبینہ کا نسخہ دیکھئے کہ کٹے ہوئے جو میں پانی ڈال کر اسے ابال کر زم کر لیں۔ حسب ضرورت دو دو اور شہد ملا لیں۔ تلبینہ یا پڈنگ تیار ہے۔

قدیم یونان میں جب اولپک کھلیں شروع ہوئیں تو کھلاڑیوں میں توانائی پیدا کرنے کے لیے جو خاص خوراکیں تجویز کی گئیں ان میں جو کی روٹی زیادہ اہم تھی۔

برٹش فارما کو پیانے جو کو بھگو کر پھر اس سے کوئیلین نکال کر زیادہ پھوٹے ہوئے جو سے ایک مرکب MALT EXTRACT تیار کرنے کا نسخہ بنایا۔ یہ مالت ایکسٹریکٹ کمزوری میں مفید ہے۔ اس میں غذا کو ہضم کرنے والے جوہر اور وٹامین پائے جاتے ہیں۔

برٹش فارما کو پیانے اس مالت ایکسٹریکٹ کو بد مزہ اور یہ خاص طور پر مچھلی کے تیل میں ملا کر اس کے ذائقہ کی اصلاح کا مشورہ دیا ہے۔ حال ہی میں ایک پاکستانی ادارہ نے اسی مالت ایکسٹریکٹ سے سر کر تیار کیا ہے۔ اس میں سر کر کے جلد فوائد کے ساتھ ساتھ جو کی غذائیت اور مالت ایکسٹریکٹ کے ہاضم اثرات شامل ہیں۔

حکومت بمبئی کے محکمہ زراعت نے جو کے آٹے سے گولے بنا کر ان کو پکانے کے بعد انسانی خوراک کے طور پر استعمال کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ اور اسی محکمہ نے قرار دیا ہے کہ گھوڑوں اور مویشیوں کے لیے جو کا بھوسہ ایک اچھی خوراک ہے مگر اس کی انادیت گندم سے کم ہے۔ اس کے برعکس پنجاب میں گھوڑوں کی خوراک میں مکئی اور جوی کو

تجربات سے زیادہ افضل پایا گیا ہے۔

شراب اور جو:

جو کے پانی میں خمیر اٹھا کر اس میں ہاپس کے پھول ڈال کر بیئر شراب تیار کی جاتی ہے جس میں الکحل کی مقدار ۸-۳ فیصدی کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ مشروب انگلستان جرمنی اور سکنڈے یورپ میں موسم سرما کے دوران بھی بڑی رغبت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ انہی ممالک میں بعض ناخواندہ علماء کی رائے میں جو کا وہ پانی جس میں معمولی خمیر اٹھا ہوا استعمال کرنا حرام نہیں۔ کیونکہ اس کی معمولی مقدار سے سکر کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ اس مشروب کو جب باقاعدہ کشید کیا جائے تو اس سے دہلی تیار ہوتی ہے جو کہ تیز زین اور نشی شرابوں میں سرفہرست ہے۔

الکحل والے تمام مشروبات کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی اصول یہ ہے کہ

(ان کی مقدار خواہ ننھوڑی ہو یا زیادہ مطلقاً حرام ہے)

الکحل اور منشیات میں کسی بیماری سے کوئی شفا نہیں۔ ان کی معمولی مقدار حکر۔ دماغ اور گردوں کو خراب کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ اس لیے ان کو کسی بھی صورت میں دوا قرار دینا طبی نقطہ نظر سے درست نہیں۔

جدید مشاہدات: احادیث میں جو کے فوائد کی روشتی میں معدہ اور آنتوں کے السر کے مریضوں کو صبح کے ناشتہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم نسخہ کے مطابق تلبینہ دیا گیا۔ السر کا ہر مریض دو سے تین ماہ میں تندرست ہو گیا۔ ایک خاتون کو علامات کے ختم ہونے پر یقین نہ آیا تو وہ مزید معائنتوں کے لیے امریکہ گئیں۔ وہاں پر انہیں بتایا گیا کہ معدہ اور آنتیں مکمل طور پر ٹھیک ہو چکے ہیں۔ جبکہ بہترین علاج کے مطابق یہ مقام دو سال سے

کم عرصہ میں نہیں آتا۔

پیشاب میں خون اور پیپ کے مریضوں میں وجہ جو کوئی بھی ہو مناسب علاج کے ساتھ جو کا پانی اگر شہد ڈال کر پلایا جائے تو یہ تکلیف پندرہ روز میں ختم ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات یہی طریقہ پتھری نکلنے کا باعث بھی ہوا۔

پرانی قبض کے لیے جو کے دیا سے بہتر اور محفوظ کوئی دوائی دیکھی نہ گئی۔

ہمارا طویل ذاتی مشاہدہ ہے کہ خون کی کو لیسٹرول کو کم کرنے میں جو کے دیا سے

کوئی دوائی زیادہ مفید نہیں۔

اب یہ بات پاتہ ثبوت تک پہنچ گئی ہے کہ جو کا دلیا (تبلینہ) کھانے سے خون ہی کو لیسٹرول کم ہو جاتی ہے۔ امریکی رسالہ "ریڈرز ڈائجسٹ" کے پچھلے سال مشاہدات پر مبنی ایک طویل مضمون میں بتایا ہے کہ جتی کا دلیا، Quacker Oats کھانے سے دل کے دورہ کا خدشہ کم ہو جاتا ہے اور خون کی کو لیسٹرول کم ہو جاتی ہے۔

ہم نے پچھلے پندرہ سالوں میں ارشاد نبویؐ کی روشنی میں دل کے ہر مریض کو بلڈ پریشر سمیت ہمارے منہ جو کا دلیا شہد ڈال کر دیا۔ نتائج ہمیشہ شاندار رہے کیونکہ اس بارگاہ سے حاصل ہونے والا نسخہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔

التبلینہ مجمة لفضاد المولین۔

(تبلینہ دل کے تمام مسائل کا مکمل علاج ہے)

(بخاری و مسلم)

حب الرشاد — الثفا

WATER CRESS

LEPIDIDIUM SATIVUM

حب الرشاد ایک قدیم درائی ہے جس کا ذکر پرانی کتابوں میں مختلف ناموں سے ملتا ہے۔ محدثین نے اسے حرف کا نام دیا ہے۔ جبکہ احادیث میں اسے انثفار کا نام بتیرے یہ ادھو میٹر سے کم بلندی کی جھاڑیاں ہیں جو سارے ایشیا میں کاشت کی جاتی ہے۔ اس کے پتوں کو کھانے میں سلاو کے طور پر شوق سے کھایا جاتا ہے۔ کتے ہیں کہ اس پودے کا اصل وطن حبشہ ہے۔ جہاں سے لوگ اسے فوائڈ کی بنا پر ایشیائی ملکوں میں لے آئے۔ اس کے پتوں کا جو شانہ بڑے شرق سے پیا جاتا ہے۔ عرب میں ان سوکھے ہوئے پتوں کو "الشیخ" کہتے ہیں۔ افغانستان کی الشیح زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ مزار شریف کے علاقہ میں پائے جانے والی یہ گھاس قمرہ میں استعمال ہوتی ہے۔ آج کل پاکستان کے بازاروں میں افغان قمرہ کے نام سے بڑی مقبول ہو رہی ہے۔ جس کی زبلہ وجہ اس کی الاچی کی مانند خوشبودار ہے۔ یورپ میں اسے کتے

ہیں۔

ان جھاڑیوں کو پھلیاں لگتی ہیں۔ جن میں گلابی رنگ کے چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہیں۔ ان بیجوں کو حب الرشاد یا ہالیوں یا حرف کہتے ہیں بعض اطباء نے اسے جرجیر بھی قرار دیا ہے۔ ماہرین نباتات نے جرجیر اور الثفا کو دو مختلف چیزیں قرار دیا ہے۔ جرجیر اصل میں ERUCA STAIVA ہے۔ سے سفید سرسوں بھی کہتے ہیں اور یہ اسی کی اقسام میں سے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محمد احمدؓ نے ایک روایت

نسرب کی ہے۔

الجر جیر بقلۃ خبیثۃ ، کافی اراھا تنبت فی
النار» (الطب النبوی)

(جر جیر ایک اذیت دینے والی نباتات ہے۔ مجھے ایسے لگتا ہے۔ جیسے کہ
یہ آگ سے پیدا ہوتی ہے)۔

احادیث میں حب الرشاد کی تعریف کی گئی ہے۔ جبکہ جر جیر کی شدید مذمت
کی گئی ہے۔ ان دو روایات سے بھی دونوں کا علیحدہ ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

ارشادات نبویؐ

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور حضرت ابان بن صالح بن انسؓ روایت کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم بالشیخ والمر والصعتر (بیہقی)

(اپنے گھروں میں حب الرشاد، مر اور صعتر سے دھونی دیتے رہا کرو)۔

اسی مؤلف نے عبد اللہ بن جعفر سے ایک اور روایت نقل کی ہے۔ بیان
کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم باللبان والشیخ (بیہقی)

(اپنے گھروں میں لبان اور حب الرشاد کی دھونی دیتے رہا کرو)۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالشفاء، فان اللہ جعل فیہ شفاء من

کل داء۔

رہنما سے پاس الشفا موجود ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری سے شفا رکھی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا ذَا فِي الْأَمْرَيْنِ مِنَ الشِّفَاءِ، الشِّفَاءِ وَالصَّبْرِ (ابوداؤد)

کیا تم نہیں جانتے کہ کن دو کاموں میں شفا ہے۔ الشفا اور صبر میں۔

یہی روایت حضرت قیس بن رافع القیسی سے بھی مذکور ہے،

حدث ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ الشفا سے مراد حرف ہے۔ محمد احمد ذہبی اسی تحقیق کو

ابو عبداللہ سے بھی منسوب کرتے ہیں۔ ابو حنیفہؒ و نیوری الشفا کی تشریح میں بیان کرتے ہیں۔

”هَذَا هُوَ : الْحَبُّ الَّذِي يَتَدَاوَى بِهِ ، وَهُوَ

الشِّفَاءُ ، الَّذِي جَاءَ فِيهِ الْخَبِيرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَنَبَاتُهُ يُقَالُ لَهُ : الْحَرْفُ وَ

تَسْمِيَةُ الْعَامَّةِ : حَبُّ الرِّشَادِ“

یہ وہ بیج ہیں جن سے لوگ علاج کرتے ہیں۔ اسے الشفا کہتے ہیں یہ وہی

ہے جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یہ وہ نباتات ہیں

جسے حرف کہتے ہیں۔ اور عوام الناس میں حب الرشاد کے نام سے مشہور ہے۔

اطباء قدیم میں سے سب ہی نے الشفا کو حرف اور حب الرشاد قرار دیا ہے۔

طب نبوی کے متقدمین میں محمد بن ابوبکر ابن القیم اور محمد احمد ذہبی نے بھی اسے حرف کے

عنوان سے بیان کیا ہے۔ محققین جدید میں مذکارنی نے حرف کو حب الرشاد قرار دیا

ہے۔ البتہ کزنل چرپڑا نے حرف کا تذکرہ نہیں کیا۔

صبر سے مراد صبر ہے۔ جس کی تائید میں ابوداؤد نے حضرت ام سلمہؓ سے یہ

روایت بیان کی۔

دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حِينَ تَوَفَّى أَبُو سَلَمَةَ قَدْ جَعَلَتْ إِلَى الصَّبْرِ فَقَالَ :

مَا ذَا يَا امْرَأَةَ سَلَمَةَ ؟ فَقُلْتُ اِنَّمَا هُوَ
صَبْرِيَا رَسُولَ اللَّهِ ، لَيْسَ فِيهِ طَيْبٌ . قَالَ
اِنَّهُ يَشِبُّ الْوَجْهَ ؟ فَلَا تَجْعَلِيهِ اِلَّا بِاللَّيْلِ
وَنَهَى عَنِ النَّهَارِ .

ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوئی تو انہوں نے صبر میرے سامنے رکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے ؟ میں نے عرض کی
کہ یہ صبر ہے اور اس میں خوشبو نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ چہرے کو نکھارتا ہے۔
لیکن اسے رات کے علاوہ نہ لگاتا۔ انہوں نے اسے دن کو لگانے سے منع کیا ہے۔

محمدین کے مشاہدات:

اس کی دھوئی کیرٹوں، کورٹوں کو ہلاک کر دیتی ہے اسے شہد میں ملا کر اگر پیٹ پر
لیپ کیا جائے تو طحال کے ورم کو دور کرتی ہے۔ اس کا جو شانہ سر میں ڈالنے سے
گرتے بال رک جاتے ہیں۔ اسے جو کے آٹے میں ملا کر سر کے میں حل کر کے کسی چوٹ یا ورم
پر لیپ کیا جائے تو پھٹوں کی اکڑن اور عرق النساء کو دور کرتی ہے۔ اسے پانی میں گھول
کر پھنسیوں پر لگایا جائے تو وہ بیٹھ جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ کمر اور چوڑھاؤں کے درد میں بھی
منفید ہے۔ اگر اسے جلا کر برص پر لگایا بلکہ ساتھ پلایا بھی جائے تو اسے دور کرتا ہے۔
پھلہری کے علاوہ اس کا لگانا چھیب میں بھی مفید ہے۔

جالینوس کے حوالے سے ابن القیم کہتے ہیں کہ یہ رائی کی مانند ہے ان کے فوائد بھی
تقریباً ایک جیسے ہیں۔ یہ طبیعت کی ٹھنڈک کو دور کرتی ہے۔ اور پیٹ سے چھوٹے
بڑے تمام کیرٹے نکال دیتی ہے۔ قوتِ باہ میں اضافہ کے ساتھ تلی کی ورم کو کم کرتی
ہے۔

اسے مندی کے بتوں کے ساتھ پکا کر پیا جائے تو سینہ کے اندر جی ہوئی بلغم کو اکھاڑ کر نکال دیتی ہے۔ اسی جر شانہ کو پینے سے کپڑوں کے کاٹے کی زہر اتر جاتی ہے۔ اس کا کھانا بھوک بڑھاتا ہے۔ دم کے دورہ کو کم کرتا ہے۔ سانس کی تالیوں کو کھولتا ہے۔ پھیپھڑوں کو صاف کرتا اور سچوں کی اکڑن کو دور کرتا ہے۔ اس کے پینے کے بعد بلغم تیلی ہو کر نکل آتی ہے۔ اگر حیض کا خون کم آ رہا ہو تو اس کو بڑھا دیتی ہے۔

حب الرشاد کا جر شانہ گرم گرم پینے سے قبض دور ہوتی ہے۔ پیٹ سے ریاہ نکل جاتے ہیں اور قویج کی دردوں کو دور کر دیتی ہے۔ اس کے گرم پانی سے کلیاں کرنے سے مسوڑھوں کی سوجن جاتی رہتی ہے اور یہ پانی اگر سر میں ڈالا جائے تو سر سے پھونڈی اور بقب نکل جاتے ہیں۔

کیماوی ماہیت:

حب الرشاد کے بیجوں میں ایک گاڑھا تباتاتی تیل ہوتا ہے اور دوسرا قرزی یعنی VOLATILE OIL ہوتا ہے۔ اس کے عناصر ترکیبی میں کوبالٹ ایوڈین فاسفورس۔ پوٹاشیم اور گندھک کے علاوہ کئی ایک معدنی نمک اور وٹامن ب پائے جاتے ہیں۔ اس میں لیسیدار ماز سے اور کڑوے عناصر بھی شامل ہیں۔ اس میں طمبات کا سراغ بھی ملا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات:

بھارت کے صوبہ اتر پردیش اور پنجاب میں اسے ہالیوں کہتے ہیں۔ اس کے سولہ بیجوں سے، ۵ تولہ تیل نکل سکتا ہے۔ اگرچہ یہ خود روچی ہوتی ہے لیکن ویدک طب کی بھوت چکتا، اور تالیف شریف، میں مرزوعہ قسم کو فوائد کے لحاظ سے بہتر قرار

دیا گیا ہے۔

اس کا لیپ چہرے سے داغ دھتے اتار دیتا ہے۔ بلبوں کی بو کو رفع کرتا ہے اور داد اور چھپیپ میں مفید ہے۔

ان بیجوں کو انڈے کی زردی کے ساتھ کھانے سے جسم فریہ ہو جاتا ہے۔ یہ بیج منقوی باہ ہیں۔ بچے والی عورتوں کے دودھ میں اضافہ کرتے ہیں۔ بعض اطباء نے اس کے بیجوں کو دودھ میں ابال کر پلانے سے عورتوں کے دودھ میں اضافہ کی نشان دہی کی ہے۔ ویدوں نے ان کو مصفی خون قرار دیا ہے۔

اس کے بیج پیس کر کھانے یا ان کا جو شانہ پینے سے سینہ میں رکی ہونی بلغم نکل جاتی ہے۔ سردی کی وجہ سے جو بھی عارضہ ہو دور ہو جاتا ہے۔ معدہ کا درد رفع ہو جاتی ہے۔ معدہ میں قوت آ جاتی ہے۔ حاملہ عورت کو یہ جو شانہ دینا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس کے جو شانہ سے زکام رفع ہو جاتا ہے۔ یہ ہلکی اور ملین ہے مگر کپنائی کے دستوں کو روکتی ہے۔ اور ام کو تحلیل کرتی ہے۔ اس کا پینا سوزش اور کھجلی کے اثرات کو دور کرتا ہے۔ اندام نہانی اور بلبوں سے آنے والی بدبو کو ٹھیک کر دیتا ہے۔

اس کی ٹہنیوں کا جو شانہ پینے سے سوکھی کھانسی اور دمہ کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے شربت سے بوا سیر میں بہتے والا خون رک جاتا ہے۔

حب الرشاد کا جو شانہ بنانے کی ثقہ ترکیب یہ ہے کہ اس کے دو تولہ بیج نیم کوب کر کے اس کے ساتھ نیم کوب پونے چار ماشہ ملٹی شامل کر لی جائے۔ پھر ساڑھے بارہ چھٹانک پانی میں ڈال کر برتن کو پوری طرح گل حکمت کر دیا جائے۔ اس طرح دس منٹ پکانے کے بعد اتار کر چھان لیں۔

جدید مشاہدات بھارتی حکومت کے محکمہ طب کی سرکاری کتاب میں اسے منفعت

بنم - مشتی - مدربول و مدر حین اور محرک باہ قرار دیا گیا ہے جس کی وجہ سے اسے سوال -
دمہ - ضعف ہنم - ضعف اشتہا - ضعف باہ - اعتبار بول - پیشاب کی کمی اور حیض کی کمی
میں مفید قرار دیا گیا ہے -

اسے چھپ اور بریں پر لگانا مفید ہے - اس کے پتے پیشاب اور دودھ لاتے

ہیں -

بھاؤ پر کاش کے نسخہ کے مطابق اس کے بیجوں کو پانی کی اٹھ گنا مقدار میں ادھ گھنٹہ
ابال کر اس پانی کے دو بڑے چمچے اس وقت تک دیتے رہیں جب تک کہ بھکی دور
نہ ہو جائے - بیج پیس کر ان میں کھانڈ ملا کر اسماں اور بد صغی میں مفید ہے - بھارت میں
عام کمزوری کے لیے اسے کھانڈ ملا کر بھی میں بھون کر سردی کے موسم میں بطور مقوی استعمال
کرتے ہیں - جب الرشا د کو دودھ میں پکا کر اس کی فرنی سی بنالی جاتی ہے - اس کو کھانے
سے دودھ میں اضافہ ہوتا ہے - سہانی دردی ٹھیک ہو جاتی ہیں - سیلان الرحم میں فائدہ ہوتا
ہے - الطبار کے نزدیک یہ فرنی مادہ متوریہ کو کاڑھا کرتی ہے - جب کہ ایک برطانوی
محقق BELLEW نے مشاہدہ کیا ہے کہ دودھ میں جب الرشا د ملا کر پکا کر دینے
سے حاملہ عورت کو استفادہ ہو سکتا ہے - اس لیے یہ دوائی حاملہ عورتوں کو نہ دی جائے -
تازہ بیٹوں میں حیاتین "ج" کافی مقدار میں ہرتی ہے - اتر پردیش کے لوگ اس
کے ساتھ گندم - چائفل - جلیوتری - الاچی خورد اور زعفران دودھ میں پکا کر برنی کی طرح کی
ڈلیاں بنا لینے میں جن کو سردی کے موسم میں ضعف باہ اور رحم کو ٹھنڈک سے محفوظ رکھنے
کے لیے استعمال کرتے ہیں -

بیرونی استعمال میں لیموں کے عرق کے ساتھ جب الرشا د کا سفوف اور ام کو دور

کرنے میں مفید ہے - جرمنی کے ڈاکٹر HONIG BERGER نے اسے دمہ

میں مفید پایا -

سعودی عرب میں الشیخ کا قہوہ دوا کے طور پر بڑا مقبول ہے۔ اگر کسی کے پیٹ میں درد ہو۔ یہ درد خواہ کسی وجہ سے بھی ہو اسے الشیخ کا قہوہ پلایا جاتا ہے۔ عجیب بات یہ کہ درد منٹوں میں جاتا رہتا ہے۔

حب الرشاد کو مر اور صحت کے ساتھ کونٹوں پر ڈال کر کمروں میں جب دھونی دی گئی تو ہر قسم کے کیڑے مکوڑے ہلاک ہو گئے۔ بازار میں ملنے والی تمام گرم کش ادویہ سے یہ نسخہ زیادہ مفید اور محفوظ ہے۔

ہمارے ذاتی تجربات نہ صرف کہ ان بیانات کی تصدیق کرتے ہیں بلکہ ہم نے اس کے پتوں کے قہوہ کو وزن کم کرنے میں بڑا مفید پایا۔

حب الرشاد کا سرکہ جو آٹے میں پیسٹر جوڑوں اور اعصاب کی درد میں مہینہ ہے۔

حب الرشاد کو بال اُگلانے میں مفید پایا گیا۔

حِنَا

HENNA

LAWSONIA ALBA

ہندی کا پودا دو میٹر کے قریب بلند اور ہندوستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ اسے عام طور پر گھروں اور کھیتوں کے ارد گرد باڑ لگانے کے لیے لگایا جاتا ہے۔ رات کو خوشبودتیا ہے۔ بھارت میں فرید آباد اور پاکستان میں بھیرہ اور حیدرآباد کی ہندی زیادہ مقبول ہے۔ اس پودے کے پتے، شاخیں اور پھول دوا اور زیبائش کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

ارشاداتِ نبویؐ:

اُمّ المؤمنین حضرت ام سلمہؓ روایت فرماتی ہیں۔

كَانَ لَا يَصِيبُ رَسُولَ اللَّهِ قَرْحَةً وَلَا شَوْكَةً إِلَّا وَضَعَهَا عَلَيْهِا الْحِنَا۔
(ترمذی - مسند احمد)

سلمان نام کی مناسبت سے یہ بات مختلف کتابوں میں سلمہؓ جو کہ ام رافع اور نبی اللہؐ کی خادمہ تھیں، سے بھی مروی بتایا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں نہ تو ایسا کوئی زخم ہوا اور نہ ہی کانٹا چبھا جس پر ہندی نہ لگائی گئی ہو۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما شکا الیہ احد وجعاً فی ماسہ، الا قال: احتججہ، ولا شکا الیہ وجعاً فی

س جلیہ ، الا قال له : اختضب بالحناء .

(بخاری، ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بھی کوئی سر درد کی شکایت لے کر آیا تو آپ نے اسے کچھنے لگوانے کی ہدایت فرمائی۔ اور جس نے پیروں میں درد کی شکایت کی اسے مندی لگانے کا مشورہ دیا گیا۔

ایک دوسری روایت میں سر درد کے لیے بھی مندی تجویز فرمائی گئی۔
حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الیہود والنصری
لا یصبغون فخالقوہم۔ (مسلم، بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی اور عیسائی خضاب نہیں کرتے۔ تم ان کی مخالفت کرو

دوسرے راویوں کے ذریعہ یہی ارشاد نسائی اور ترمذی نے بیان کیا ہے۔
عثمان بن عبداللہ ابن موہب بیان کرتے ہیں۔

ارسلنی اہلی الی امر سلمة بقدر ح من ماء وقبض
اسرائیل ثلاث اصابع من قضة فیہ شعر من شعر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وكان اذا اصاب الانسان
عین او شیء بعث الیہا منخضبة فاطلعت فی
الحجل فرایت شعرات حمراء۔ (بخاری)

میرے گھر والوں نے مجھے پانی کا پیالہ دے کر ام المؤمنین سلمہؓ کے پاس بھیجا۔
(اس پر حدیث کے راوی اسرائیل نے اپنی تین انگلیاں بند کر کے کہا کہ یہ پیالہ
چاندی کا تھا) اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے چند بال تھے۔ اگر

کسی کو نظر تک جاتی یا کولی اور تکمیف ہوتی تو وہ پیالہ میں پانی ام سلمہ کو روانہ کرتا
(حمیدیں وہ پیالی ڈبروتی تھیں) میں نے جھیسے میں تھانہ کر دیکھا کہ وہ بال سرخ تھے۔
یہ حدیث دوسرے واسطوں سے بخاری اور دوسرے محدثین نے تو از سے نقل کی ہے۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ عبید الرحمن بن ابی سعید بن نبیث ان کا ہم جلسی
تھا۔ اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ ایک روز صبح آیا تو بالوں پر سرخ خضاب
رعمذی لگی تھی۔ لوگوں نے اس کی تعریف کی تو بتایا کہ میری ماں عائشہ زوجۃ النبی صلی اللہ
عبدہ وسلم نے اپنی لونڈی نخیلہ کے ہاتھ قسم دے کر حکم دیا کہ میں اپنے بال زٹوں۔ اور
فرمایا کہ ابو بکر صدیقؓ بھی خضاب لگایا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک)

بخاری اور ترمذی میں حضرت انس بن مالک کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں سفید بالوں کی تعداد بیس سے کم تھی۔ اس گنتی میں ترمذی
کے پاس جابرؓ کی اضافی شہادت بھی موجود ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ بھی ان کے ہمتوا ہیں۔

سئل ابوہمیرہ اهل خضب رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال نعم۔ (ترمذی)

(ابو ہمیرہ رضی سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگایا
کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں)۔

بشیر بن خصاصیہ کی بیگم جند مہ روایت کرتی ہیں۔

روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من
بیتہ ینعص ماسہ وقد اغتسل وبراسہ مردخا
قال مردء من حناء۔ (ترمذی)

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لہر سے نکلتے دیکھا۔ وہ غسل کر کے

تشریف لارہے تھے اس لیے اپنے سر کو جھاڑ رہے تھے۔ آپ کے سر پر مندی کا رنگ نظر آرہا تھا،

عبداللہ بن عبدالرحمن۔ عمرو بن عاصم اور تما بن سمر نے امام عین ترمذی کی روایت کے مطابق انسؓ مالک کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال دیکھے جن پر خضاب لگا ہوا تھا۔

وَأَلِدُهُ رُوَايَتُ كَرْتِي هِي كَرْنِي صَلِي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِي فَرَمَايَا:
 عَلَيْكُمْ بِالْحَنَاءِ فَانَدِ نَوِي، رُوَسْكَو وَيَطْهَرُ قُلُوبَكُمْ وَيَزِيدُ
 فِي الْجَمَاعَةِ وَهَرُ شَاهِدُ فِي الْقَبْرِ۔ (ابن عساکر)
 تمہارے پاس مندی موجود ہے۔ یہ تمہارے سروں کو پر نور بناتی ہے تمہارے
 دلوں کو پاک کرتی ہے۔ قوتِ باہ میں اضافہ کرتی ہے اور قبر میں تمہاری
 گواہ ہوگی۔

كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَسَّ يَدَهُ عَلَى
 رَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِسَيِّدِ الْخَضَابِ الْحَنَاءِ يَطْبِيبُ
 الْبَشَرَةَ وَيَزِيدُ فِي الْجَمَاعَةِ۔ (ابونعیم)
 میں بارگاہِ رسالت میں حاضر تھا۔ حضورِ اکرمؐ نے اپنا ہاتھ سر پر پھیرتے ہوئے
 فرمایا تمہارے لیے تمام خضابوں کی سردار مندی ہے۔ جو کہ چہرے کو نکھارتی
 ہے اور قوتِ باہ میں اضافہ کرتی ہے۔
 حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں۔

اخْضَبُوا بِالْحَنَاءِ فَانَهُ يَزِيدُ فِي شَبَابِكُمْ وَجَمَالَكُمْ وَ
 نَكَاحِكُمْ۔ (ابونعیم)

(مندى کا خضاب لگاؤ کہ یہ جوانی کو بڑھاتی حسن میں اضافہ کرتی اور باہ کو

بڑھاتی ہے۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ روایت فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 ان احسن ما غیرتہ بہ النشیب الحناء و الکتھ و یکرہ
 السواد۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابونعیم، ابن ماجہ)
 (بڑھاپے کو بدسنے کی بہترین ترکیب مہندی اور وسملہ ہیں۔ مگر انہوں نے سیاہ
 رنگ سے نفرت فرمائی)

کتھ کے پتے زیتون کی مانند ہوتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ مہندی اور کتھ کا
 خضاب لگایا کرتے تھے۔ (بخاری اور مسلم) کی روایت کے مطابق جب حضرت ابو بکرؓ
 کے والد محترم فتح مکہ والے دن دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کی سفید ڈاڑھی دکھ کر
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کو مہندی اور وسملہ لگایا جائے۔ مگر اس سے
 وہ وسملہ مراد نہیں جو ہمارے یہاں عام طور پر ملتا ہے۔ جس سے بالوں کا رنگ بالکل
 سیاہ ہو جاتا ہے۔ کتھ کا ایک حصہ تین گنا مہندی میں ملا کر خضاب لگایا جائے تو
 مہندی کی سُرخئی گہرے باوامی رنگ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

مہندی کے بارے میں ایک غلط فہمی

کریمہ بنت ہمامؓ روایت فرماتی ہیں۔

ان امراتہ سألت عائشۃ عن خضاب الحناء فقالت لا بأس
 ولكنی اکرهہ کان حبیبی یکرہہ ریحہ۔ (ابوداؤد، النسائی)
 (ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے مہندی کا خضاب لگانے کے بارے
 میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کوئی مضائقہ نہیں لیکن میں اسے اس لیے پسند نہیں
 کرتی کہ میرے محبوبؐ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کی بو نہ پسند تھی۔)

علامہ شبلی نعمانی نے اس حدیث کو سند بنا کر مہندی لگانے کو ناپسندیدہ قرار دیا۔
جیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مہندی لگانا متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہؓ
ہی سے روایت ہے۔

قالت اومت امرأة من وراء ستر بیدھا کتاب الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبحض النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری ایذا رجل اویدا امرأة
قالت بل امرأة قال لو کنت امرأة تغیرت اظفارک
یعنی بالحناء۔ زابوداؤد، النساء

(ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کے پیچھے سے خطا دینے لگی انہوں
نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا میں نہیں جانتا کہ یہ ہاتھ مرد کا ہے یا عورت کا۔ اس
نے کہا کہ عورت کا۔ فرمایا کہ اگر تو عورت ہے تو پھر کم از کم اپنے ناخن ہی مہندی
سے رنگ لیتی)۔

انہی دو کتابوں سے یہ حدیث اس امر کا ثبوت ہے کہ کریمہ بنت حمامؓ والی حدیث
مشتبہ ہے۔

کتاب مقدسہ:

مہندی زمانہ قبل از تاریخ سے مستعمل ہے۔ مصر قدیم میں اسے مقبولیت حاصل
تھی۔ مصری عورتیں چونا ملا کر اسے ہاتھوں اور بالوں پر لگاتی تھیں۔ معبدوں میں لوبان
اور دوسرے اجزاء کے ساتھ مہندی ملا کر خوشبو کے لیے جلائی جاتی تھی۔ ماہرین مہریت
کا خیال ہے کہ آرائش جمال کے علاوہ مہندی کا استعمال برکت حاصل کرنے کے لیے
بھی کیا جاتا تھا۔ فرعون مصر مہندی کو پسند کرتے تھے۔ وہ خود مہندی لگاتے تھے

مندی میں رٹے کپڑے استعمال کرتے تھے۔ اپنی خواتین کے جسم سے مندی کی خوشبو پسند کرتے تھے اور مرنے کے بعد اپنے مقابر میں مندی کے پتے خوشبو اور کپڑوں کلوڑوں کو در رکھنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ جب قدیم مقبروں کو اب کھولا گیا تو اکثر بادشاہوں کے کفن مندی سے رٹے ہونے ملے اور یہ رنگائی ان پتوں سے علاوہ ٹھنی جو تازیانوں میں لٹے گئے تھے۔

یہودی علماء کو مندی کا رنگ اور خوشبو نا پسند تھے۔ اہل یسے جب بنی اسرائیل دریائے نیل کے کنارے پہنچے تو ان علماء نے خواتین کو مندی لگانے سے روک دیا۔ یہی کیفیت عیسائی علماء کی رہی ہے۔ ان کی مندی سے نفرت انہیں بڑھا پے میں حساب لگانے سے مانع رہی ہے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کلیسائی تصویروں میں ان کی رٹوں اور وارٹھی پر مندی کا رنگ غالب معلوم ہوتا ہے۔

اسی پس منظر کے پیش نظر پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا مندی لگا کر یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کرو۔

یونانی حکماء مندی سے واقف تھے۔ بقراط نے کرومانام کی جس بناات کا ذکر کیا ہے اطار نے اسے مندی قرار دیا ہے۔ کنگ جس نے جب توریت اور انجیل کا ترجمہ کیا تو مندی کے لیے کیمفائر کا لفظ استعمال کیا جسکے لیرناتی زبان میں اسے کپڑے کہا جاتا ہے۔

مندی کو ہندو مذہب میں مت اور بدھ عقائد میں اہمیت رہی ہے۔ مندروں میں جلسے جانی والی خوشبوؤں میں مندی ملائی جاتی رہی ہے۔ ولہن کے ہاتھوں کو مندی اور بعض خواتین سماگ کی مائٹ بھرتے میں سیندور کے ساتھ مندی بھی ملاتی رہی ہے۔ قدیم سنسکرت کتابوں میں مندی کا ذکر اتنی اہمیت کے ساتھ ملتا ہے کہ ولہن کے سر پر سونے کے ساتھ مندی کے پتوں کا حاشیہ لگا کر امر اپنی بیٹیوں کو تاج

پہناتے تھے۔

توریت مقدس میں مہندی کا ذکر متعدد مقامات پر آتا ہے۔
میرا محبوب میرے لیے عین جدی کے انگورستان سے مہندی کے پھولوں کا
گچھا ہے۔ (غزل الغزلات ۱-۱۵-۱۴)

دوسری جگہ اسی کتاب میں مذکور ہوا۔

تیرے باغ کے پودے لذیذ میوہ دارا نارہی۔ مہندی اور سنبل بھی ہیں۔

(ب-۲-۱۳)

کیمیائی ساخت

اس کے پتوں میں ۱۵-۱۲ فیصدی رنگ ہوتا ہے۔ جو کیمیائی صنعت میں
HENNA DYE کے نام سے مستعمل ہے۔ اس میں پیسے رنگ کی ایک گوند پائی جاتی
ہے جو کہ انکل اور ایٹھر میں حل پذیر ہے۔ مقامی طور پر قابض ٹینک ایڈ کی قسم
HANNO TANNIC ACID پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک GLUCOSIDE

بھی موجود ہے۔

اس کی کیمیائی ساخت کی روشنی میں درخت کے اجزاء کے عمل کو کیمیائی دانوں
نے یوں تخصیص کیا ہے۔ درخت کی چھال مقامی طور پر قابض مسکن اور مفرح ہے۔ جبکہ
اس کے پتے واقع تعفن۔ بدبو کو ہارنے والے محرک ہیں۔ مہندی کے پھول ٹھنڈک
بیدار کرنے اور خراب آور ہیں۔ اس کی جڑیں چھال کی مانند ہیں۔ جبکہ اس کے بیج واقع
تعفن ہیں۔

محدثین کے مشاہدات اور

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مہندی کی بار بار تعریف اور امام بخاریؒ

کی جانب سے کتاب التاریخ کی اس روایت

ما من شجرة احب الى الله من الحناء .

(اللہ کے نزدیک درختوں میں سب سے پیارا مہندی کا پودا ہے۔)

کے بعد محدثین نے پوری توجہ اور اہمیت دی۔ اصبہ اور تابعین میں ابو یوسفؒ، عمر رضی اللہ عنہ، ابو عبیدہؒ، محمد بن الحنفیہؒ، محمد بن سیرینؒ۔ اپنے بال مہندی سے رنگتے تھے۔

حدث عبد اللطیف بغدادی کہتے ہیں کہ اس کا آتش رنگ دل پسند ہوتا ہے۔ اس کا رنگ اور خوشبو محرک اعصاب ہیں۔ اس کے لگانے سے اعصاب کو تحریک ہوتی ہے۔ عبد اللطیف کا یہ مشاہدہ محض خیال آرائی نہیں بلکہ جدید نفسیات میں مختلف رنگوں اور خوشبوؤں کے بصری اور ذہنی اثرات کے بارے میں خاصی تحقیق ہوئی ہے۔ اور اب یہ بات ثابت ہے کہ خوشبو اور رنگ اعصاب اور باہ کو تحریک دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اس کے لگانے سے ناخنوں کا پھٹنا ٹھیک ہو جاتا ہے۔

محمد احمد ذہبیؒ بیان کرتے ہیں کہ کسی بھی زخم کے علاج کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اس میں موجود رطوبت نکل جائے مزید پیدا نہ ہو اور اس میں تندرست گوشت پیدا ہو کر شکاف کو بھروسے۔ مہندی کے اثرات میں یہ تینوں صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ مہندی کے پتے رات پانی میں بھگو کر صبح پھوڑ کر ان کا رس شکر ملا کر اگر چالیس دن لگاتار پیا جائے تو یہ نہ صرف کہ جذام کا علاج ہے بلکہ زخموں کو مندمل کر دے گا۔

حافظ ابن القیم اپنے تجربات میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آگ سے جلے ہوئے کا معرین علاج ہے۔ اس کو پانی میں ملا کر اگر غرارے کئے جائیں تو گلے، منہ اور زبان کے تمام زخموں اور منہ پک جانے میں از حد مفید ہے۔ اس کا لیپ گرم پھوڑوں اور سوزشوں کو کم کرتا اور اگر پھوڑے میں پیپ نہ پڑ گئی ہو تو اسے مندمل کر دیتا ہے۔ اگر اس میں گرم کر کے موم اور گلاب کا تیل ملا کر سینے کے اطراف اور گردن والے مقام پر لیپ

کریں تو درد جانا رہتا ہے۔

یہ حقیقت مجرب اور آزمودہ ہے کہ چیچک کے مریض کے پیروں کے تلووں پر اگر مہندی صبح شام لگائی جائے تو اس کی آنکھیں بیماری سے محفوظ رہتی ہیں اور چیچک کے آئے جلد خشک ہو جاتے ہیں۔

اگر اس کے پتے گرم کپڑوں میں رکھے جائیں تو ان کو کیرا نہیں کھاتا۔ اس کی ایک عجیب صفت یہ ہے کہ اس کا خساندہ شکر ملا کر اگر چالیس دن پیا جائے تو ابتدائی جذام ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس جو شاندرہ کے ساتھ مریض کو مرغی کا گوشت کھانا چاہیے۔

مہندی کو اگر ناخنوں پر باقاعدہ لگایا جائے تو ان کو چمکدار اور خوبصورت بناتی ہے۔ پیروں پر لگانے سے ان کی جلد نرم ہوتی اور مانگوں کی پھنسیاں مندمل ہو جاتی ہیں۔ وہ ناخن جو چوڑے لگنے سے سیاہ پڑ جائے یا پھیپھوندی لگ جانے سے متورم ہو جائے اس پر مہندی لگانے سے نیا ناخن صاف اور خوبصورت نکلتا ہے۔ اس غرض کے لیے ہمارے تجربے کے مطابق اگر محلول میں حقوڑا سا سرکہ ملا لیں تو فائدہ جلد حاصل ہو جاتا ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات :

چینی طریقہ علاج میں مہندی کا ذکر پہلی مرتبہ شاہ کیا سنگ KIATSUNG کی مرتبہ کتاب الادویہ میں بطور مقوی ملتا ہے۔ اطباءِ یونان اس کے قدر دان تھے جالینوس نے مہندی کا لیمپ لگا کر چیچک کے مریضوں کی آنکھیں بچانے کا نسخہ بیان کیا ہے۔ مصر۔ بھارت، مشرق وسطیٰ اور اندلس میں اسے اہمیت حاصل تھی۔ یورپ میں اس کا پہلا تذکرہ برٹش فارما کوپیا کی پہلی اشاعت میں ملتا ہے۔ جن کے مطابق اس کے تازہ پتے کو ٹاکر معدہ کے السر اور پچش کے لیے مفید بتائے گئے۔

ابن زہر کتاب سے کہ ناخن اگر ٹیڑھا ہو جائے تو مہندی کے پتے پیس کر مکھن میں ملا کر

لگانے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔ آگ سے جلے ہوئے پراس پیس کر لگانا مفید ہے
مندی کو روغن زیتون میں ملا کر لگانے سے سر کی پھنسیاں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔

حکیم کبیر الدین نے مندی کو مصغنی خون قرار دیا ہے۔ مسیح الملک حکیم جمیل خان نے
کثرتِ حیض کی ایک ایسی مریضہ کو جس کا خون پورا مہینہ جاری رہتا تھا کو مندی اور کچھاں
پیس کر دی۔ یہ مرکب پانی میں حل کر کے اس کی ہتھیلیوں پر لپیپ کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جریان
خون دس منٹ میں بند ہو گیا۔ پھوڑے پھنسیوں کے لیے خاندان شریفی کے اطباء نے
مندى کا جو شانہ پینے میں اور اس کا لیپ لگانے میں تجویز کر کے اچھے نتائج حاصل
کئے ہیں۔

مندى کا پھول سوٹھنے سے گرمی سے ہونے والا سرد و جاتا رہتا ہے۔ مندى
کے پھولوں کو کسی تیل یا روغن زیتون میں ملا کر دھوپ میں رکھ کر ہلکی آہنی پر پکا کر مندى کا تیل
تیار کیا جاتا ہے۔ جس کی مالش سے پھولوں کی اکڑان جاتی رہتی ہے۔
مندى کے پتوں کو پانی میں رات بھر بھگو کر صبح اس کا پانی شکر ملا کر یرقان کے مریض
کو دینا مفید ہے۔ اسی پانی کے پینے سے بڑھی ہوئی تلی بھی کم ہو جاتی ہے۔

جدید مشاہدات

اطباء قدیم اور محدثین نے مندى کے مقامی استعمال سے جن فوائد کا ذکر کیا ہے۔
جدید تحقیق سے ان میں سے ہر بات ثابت ہو گئی ہے۔
مندى میں زہک کی موجودگی سے لوگوں نے خضاب کا کام لینے کی کوشش اس
لیے بھی زیادہ کی ہے کہ دورِ حاضر میں منے والے خضابوں میں پایا جانے والا رنگ کثرت
استعمال سے جلد کا سرطان پیدا کرنے کی اہمیت رکھتا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق مندى کے
پتوں کو صابون کے پانی میں حل کر کے سر پر لگائیں تو بال سیاہی مائل ہو جاتے ہیں۔ قدیم

مشاہدات میں مہندی کے ساتھ سنار کی کے پتے پس کر سر پر لگانا بہترین خضاب ہے۔
 بھارتی ماہرین نے حال ہی میں خضاب کے لیے مہندی میں چائے کی پتی اور
 کافی ملا کر اسے کھانڈ ڈال کر ابالا اور اس میں تیزابیت پیدا کرنے کے لیے لمیوں کا عرق
 یا سرکہ ملا کر استعمال کرنے کی تلقین کی ہے۔ یہ نسخہ بلاشبہ مفید۔ ارزاں اور محفوظ ہے۔ اس
 نسخہ میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مہندی اور سرکہ گرتے بالوں کا علاج بھی ہیں اور
 ان کے لگانے سے سر سے سیکری (بفہ) بھی ختم ہو جاتی ہے۔

ہم نے مہندی کے ساتھ حب الرشاد جلیہ۔ اور سنار کی ملا کر اسے سرکہ میں جوش دے
 کر سر کی پھنسیوں اور لفہ میں نہایت عمدہ نتائج کے ساتھ آزما یا ہے۔ یہ نسخہ جسم میں کسی جگہ
 بھی پھپھوندی کے لیے مفید ہے۔ خاص طور پر ناحتوں کی FUNGUS INFECTION جہاں
 کسی بھی دوائی کا آسانی سے مؤثر ہونا ثابت نہیں۔ یہ روش بہترین پایا گیا۔ ۱۹۵۹ء میں ایک
 بھارتی سائنسدان لطیف نے NEPHTHA QUINONE کے ٹھانڈان کا ایک مرکب اس میں
 سے علیحدہ کیا ہے۔ کرنل چوہڑا بیان کرتے ہیں مہندی بہترین مصنوعی خون ہے۔ اس کے مسلسل
 استعمال سے بڑھی ہوئی تلی کم ہو جاتی ہے۔

برطانوی سائنسدان جوہن نے مہندی کے پتوں کے جوشاندہ کو پیٹ کے سر میں
 مفید پایا۔ اس امر کی تصدیق امریکی محقق ہتھی سے بھی میسر ہے۔

مہندی کا جوشاندہ جریان میں مفید پایا گیا۔ اس کے علاوہ مٹانہ میں گرمی اور جلن کو بھی
 فائدہ ہوا۔ دورِ حاضر کے اطباء جریان کو پرانی تعریف کے مطابق بیماری نہیں مانتے۔ ان کی
 تحقیقات کے مطابق پٹیاب میں آنے والی سفید رطوبت عام طور پر ہاضمہ کی خرابی کی وجہ سے
 آنے والے معدنی نمک ہوتے ہیں۔ مہندی کے جوشاندہ سے ان میں فائدہ کا مطلب یہ ہوا
 کہ مہندی نے آنٹوں میں بھی اپنی قوت شفا کا مظاہرہ کیا۔

مریض کے نکیہ میں اگر مہندی کے پتے بھرو دیئے جائیں تو اسے جلد اور اچھی نیند

آتی ہے۔ جمنڈز کے پیپوں اور تپوں سے نکالا ہوا تیل یا ان کا جو شانڈہ کوڑھ کی تبدلی صورت
 میں مفید پایا گیا ہے۔ اسکی قسم کا تیل یہودیوں کی عبادت گاہوں میں جلا یا جاتا تھا اور اب وہ
 اپنے مردوں کو سڑاند سے بچانے کے لیے جسم پر اس تیل کی مالش کرتے ہیں۔
 مسیح الملک حکیم جمیل والا تجربہ بھارتی سائنسدانوں نے بھی کیا ہے۔ وہ کثرت جنس کے علاوہ
 اندام انسانی کی سوزش اور لیکوریا میں بھی مندی کا سفوف منقاری طور پر استعمال کرنے کے ساتھ
 ساتھ اس کا جو شانڈہ پلاتے ہیں۔

باچھ — ذریرہ

SWEETFLAG

ACORUS CALAMUS

یہ ایک نیم آبی پودہ ہے جو بنیادی طور پر یورپ اور امریکہ میں ہوتا تھا۔ مگر اب ہندوستان میں بھی دریاؤں، ندی نالوں اور ایسے آبی ذخیروں کے کنارے ہوتا ہے جہاں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ پاکستان میں یہ کاغان اور ہنزہ کے علاقہ میں ملتا ہے جبکہ ترکی میں اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اسے طیب یونانی میں وح نرکی، کا نام دیا گیا ہے۔ اس کے ترکی نام کا بگاڑ ہی لاطینی میں اکورس بن گیا۔

یہ ایک خوشبودار پودا ہے جس کی جڑیں زیادہ خوشبودار ہوتی ہیں۔ قداس کا ایک فط سے کم۔ ذائقہ میں تلخ اور رنگت میں سفیدی مائل ہوتا ہے۔ "فارسی میں اسے "اگر ترکی" عربی میں ذریرہ سنسکرت میں اگر گرنتھی اور انگریزی میں SWEET FLAG کہتے ہیں۔ ہندی اور اردو نام باچھ کو بگاڑ کر بچھ یا وچھ ہیں۔

اطباء رینان اس سے آشنا تھے اور قدیم عربی کتب میں اسے قصب الزیرہ کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ عربی سے اردو میں نرجمہ کے دوران نام کا مغالطہ دوسری صورت اختیار کر گیا اور قصب الزیرہ مذکور تھا لوگوں نے چرائے شیریں ڈال کر نسخہ میں افادیت کو کم کر دیا۔ حالانکہ یہاں ذریرہ ہونا چاہیے تھا۔

ارشادات نبویؐ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو پسند فرماتے تھے اور عام طور پر اس غرض کے لیے

کستوری زیادہ مقبول تھی۔ ان کے ذاتی استعمال کے سرمہ میں بھی کستوری شامل ہوتی تھی اس لیے وہ "امد المروح" کہلاتا تھا۔ مگر حجۃ الوداع کے اہم موقعہ پر انہوں نے ایک درآمدی خوشبو استعمال فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں۔

طیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی بذریعہ

فی حجۃ الوداع، للحل والحرام۔ (بخاری، مسلم)

اسی نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام اور واپسی پر ذریرہ کی خوشبو لگائی۔

دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو پسا ہوا ذریرہ جسم اور احرام پر جب لگایا گیا تو اس کے سفیدی مائل ذروں کی چمک سر کی مانگ میں نظر آرہی تھی۔ اس وقت تک لوگوں میں خوشبو کا تصور دھونی دینے کی حد تک تھا۔ یورپ میں خوشبو کو جو مقبولیت میسر آئی وہ بنیادی طور پر عیسائی رابیوں کی وجہ سے تھی۔ چونکہ وہ برسوں نہاتے نہ تھے۔ اس لیے ان کے جسم سے بدبو آتی تھی۔ اس بدبو کو روکنے کے لیے ان کے یہاں خوشبو کا رواج ہوا جس کی اب تک کی تمام اقسام یوڈی کولون، پرمینی ہیں کیمیسٹری کے اصول پر جب بھی کوئی ترشہ کسی الکحل سے ملایا جاتا ہے تو ایک خوشبودار مرکب بن جاتا ہے۔ جدید ترین خوشبوئیں بھی اسی اصول پر بنتی ہیں۔ جن میں ایک نئی اضافت خوشبو کا سفوف ہے۔ بعلوں اور راتوں کے درمیان مسلسل سپینہ زیادہ گرم کپڑوں کے استعمال اور غلاظت کی وجہ سے آنے والی بدبو کو کم کرنے کے لیے خوشبو کی ایک جاہد قسم SOLID EAUDE COLOGNE کے نام سے اب مروجہ ہوئی ہے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام دریافتوں سے پہلے ذریرہ کے سفوف کو خشک خوشبو کی صورت میں استعمال کر کے اس مضمون میں ایک نئے راستہ کا سراغ بتایا۔ بلکہ وہ کثیر الفوائد بھی ہوتی ہے۔

وہ جب بھی کسی چیز کو استعمال فرماتے تھے وہ صرف ایک ہی مقصد کے لیے نہ ہوتے تھے۔ بلکہ وہ ہمہ صفت ہوتی تھی۔ جیسے کزیتون کا تیل۔ کلرینچی۔ قسط۔ شہد اور اب ذریرہ۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما میں سے ایک محترمہ نے روایت فرمائی ہے۔

دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد خرج في اصبعي بثره . فقال : عندك ذريرة ؟ قلت : نعم قال ضعيفا عليها . وقال : قولي : اللهم مصغر الكبير ، ومكبر الصغير . صغر ما بي ؛ ابن السني مستدرک الحاكم میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میری انگلی پر پھنسی نکلی ہوئی تھی۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا تیرے پاس ذریرہ ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں! انہوں نے فرمایا کہ اس پھنسی پر ذریرہ لگاؤ اور یہ دعا پڑھو۔

”اے اللہ تو بڑوں کو چھوٹا کرتا ہے اور چھوٹوں کو بڑا۔ میرے جو نکلا ہے تو اس کو چھوٹا کر دے۔“

محدثین کے مشاہدات :

انہوں نے بتایا ہے کہ ذریرہ ایک ہندوستانی دوا ہے جو تاثیر میں گرم اور مقامی طور پر پرقا لبض ہے۔ سوزش کی وجہ سے پیدا ہونے والی سوجن میں مفید ہے۔ معدہ۔ جگر اور آنٹوں کی سوزش کو دور کرتی ہے۔ جگر کی اصلاح کر کے پیٹ میں بھرے ہوئے پانی کو نکالتی ہے۔ مدرابول ہے۔ دل کو طاقت دیتی ہے۔ اس کی خوشبو دل میں خوشی لاتی اور طبیعت سے تکدر کو دور کرتی ہے۔

کیمیاء کی تجزیہ : بنیادی طور پر اس میں ایک تیل۔ نشاستہ۔ گلوکوسائیڈ اور کیلا میں

پائے جاتے ہیں۔ کیلا میں آنتوں کو سکون دیتا ہے اور سوزش کو رفع کر کے اسہال میں کمی لاتا اور بیاض کو خارج کرتا ہے۔ بخوڑ اس لعاب بھی پایا جاتا ہے۔ اس میں روغن فرازی کی مقدار ایک فیصدی کے قریب ہوتی ہے۔ مگر جڑوں اور ان کی گانٹھوں میں اس تیل کی مقدار تین فیصدی سے زائد ہوتی ہے۔

اس کا روغن فرازی ایک پیچیدہ مرکب ہے جس میں گارٹھے تیلوں والے اجزاء کے ساتھ زنگ کے تیل کا عنصر بھی موجود ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک جزو عامل ACROPETIN بھی پایا جاتا ہے۔ جو زائقہ میں تلخ لیکن جراثیم کش ہے۔

اطیاق قدیم کے مشاہدات :

یہ اورام کو تحلیل کرتا ہے۔ برص اور سہق میں اس کا رگانا مفید ہے۔ اس کا پانی ابال کر کلیاں کی جامی تو مسوڑھوں کی سوجن کی وجہ سے ہونے والی دانت درد ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی جڑوں کو چبانے سے دانت درد کو فائدہ کے علاوہ پیٹ کا درد اور نفع جاتے رہتے ہیں۔ اس کو ادنی کپڑوں میں رکھیں نوان کو کیرا نہیں لگتا۔ اس کو سرسوں کے ساتھ پیس کر دکتے جوڑوں پر لپیٹ کرنے سے ان کا درد اور ورم جاتے رہتے ہیں۔ بچوں کے پیٹ پر باچھ کا لپیٹ کرنے سے پیٹ کا درد جاتا رہتا ہے۔ ایک دوسرے ویدک نسخہ کے مطابق باچھ کو جلا کر اس کی راکھ کو ناریل کے تیل میں ملا کر بچے کے پیٹ پر ملنے سے پیٹ کا درد جاتا رہتا ہے۔

باچھ کا جو شانہ شہد ملا کر پینے سے پیٹ کی تمام تکالیف ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کا تازہ عصارہ آنکھوں میں ڈالنے سے نزول الما میں فائدہ ہوتا ہے۔ باچھ کا جو شانہ دستوں میں فائدہ دیتا ہے۔ اگر ابالنے وقت تھوڑی سی ملٹھی شامل کر لی جائے تو خشک کھانسی میں مفید ہے۔ شہد کے ساتھ اس کا سفوف بچوں کو چٹانے سے

وہ جلد باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اس کے پینے سے حافظہ کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور تشنج میں مفید ہے۔

مدر البول اور مدر حمض والی کی وجہ سے حمض کی قلت کو دور کرتا ہے اور گردوں میں سوزش کی وجہ سے اگر پیشاب میں کمی آگئی ہو تو اسے دور کرتا ہے۔ اس کا یہی اثر استسقاء کو کم کرتا ہے۔ اس کا مرہ فالح اور مرگی میں مفید ہے۔

دمہ کا دورہ ختم کرنے کے لیے پہلی خوراک ایک ماشر دینے کے بعد ہر تین گھنٹے کے بعد پانچ رتی دینے سے سانس کی گھٹن ختم ہو جاتی ہے۔

جالینوس نے باجھ کی جڑ کو اس کا مفید ترین حصہ قرار دیا ہے اور اس کی رائے کو اب کیمیاوی تجزیہ سے تائید ملتی ہے۔ کیونکہ باقی پودے کی نسبت جڑوں میں روغن قرازی کی مقدار تین گنا سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے مشاہدات کے مطابق یہ بھوک بڑھاتی اور عقل و فہم میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کو بھتی ہوئی ہینگ کے ساتھ دینے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

باجھ کا سفوف شہد میں ملا کر چٹانے سے مرگی جاتی رہتی ہے۔ یہی نسخہ بچوں کے گلے کی سوزش میں مفید ہے۔ باجھ کو زیادہ مقدار میں قے لانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ اکثر زہروں اور خاص طور پر جمال گوڑ کا تریاق ہے۔

جدید مشاہدات

حکومت ہند کے شعبہ طب یونانی کی تحقیقات کے مطابق یہ ہاضمہ کا سرالریاح، درہل قاتل کرم شکم ہے۔ مقوی ہونے کی وجہ سے اعصابی امراض، فالج، نسیان، لقوہ، تشنج، مرگی اور ہسٹریا میں مفید ہے۔ رازی کی مشہور دوا معجون ملیت کے اجزاء میں باجھ بھی شامل تھی جسے وہ لقوہ اور فالج کے لیے بڑے اعتماد سے دیا کرتا تھا۔

نڈکارنی اور چوڑانے اسے محرک اعصاب۔ مخزش معدہ اور تھے اور قرار دیا ہے۔
 باجھ کا تیس گرین سفوف کھانے سے تھے ہونے لگتی ہے۔ یہ قویج کو رفع کرتی۔ سدوں کو
 کھولتی۔ مخزج بلغم مقوی معدہ اور دفاع عفونت ہے۔ اعصاب پر مسکن اثر کی وجہ سے
 مقوی ہے۔ ویدک تحقیقات میں اسے جنون میں بھی دیا جاتا ہے۔

ایک حصہ سفوف کو دس گنا پانی میں ابال کر جو شانڈہ بناتے ہیں۔ اگر اگرین سفوف لیا
 جائے تو اس کے جو شانڈہ کے دو بڑے چمچے دن میں تین سے چار مرتبہ دیشے جاتے ہیں
 اعصابی دردوں کے علاوہ امی مقدار سے تیسرے دن چڑھنے والے طیر یا بخار میں بھی فائدہ
 دیا ہے۔ جو شانڈہ میں ٹسٹی کی چٹکی ملا دینے سے سانس کی نالیوں کو کھولتی اور بلغم کا اخراج
 کرتی ہے۔ اس کی جڑیں تھوڑی مقدار میں چبانے سے منہ میں گرمی محسوس ہوتی ہے اور
 تھوک نکلتی ہے۔ اس کا استعمال زہروں اور خاص طور پر سانپ کی زہر کا تزیاق ہے۔
 دباؤں کے دوران اسے کھانے سے شخصی بچاؤ ہو سکتا ہے۔

اس کا لیب جوڑوں کے دردوں میں مفید ہے۔ اس کی راکھ ناریل کے تیل یا کسٹرائیل
 میں ملا کر پیٹ پر مٹنے سے قویج دور ہوتا ہے۔ چھاتی پر لیب کرنے سے پھول کا درد
 اور اینٹھن جلتے رہتے ہیں۔

چھوٹے بچوں کو جڑوں کی راکھ کے تین گرین پرانے اسہال میں مفید ہیں۔ اجڑان اور
 باجھ کا سفوف مفلوج حصوں پر مالش کے لیے مفید ہے۔

یہ فالج کی بہترین دوائی ہے۔ لیکن بہت کم مقدار میں دی جاتے۔
 کھانے کے ساتھ ہی دی جاتے۔ ڈرنڈے لائی ہے۔

زیتون — زیتون

OLIVE OIL

OLEA EUROPEA

زیتون کا درخت تین میٹر کے قریب اونچا ہوتا ہے۔ چمکدار پتوں کے علاوہ اس میں بیر کی شکل کا ایک پھل لگتا ہے جس کا رنگ اودا اور جامنی ذائقہ بظاہر کسیلا اور چمکدار ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ درخت ایشیائے کوچک، فلسطین، بحیرہ روم کے خطہ۔ یونان۔ پرتگال۔ سپین۔ ترکی۔ اٹلی۔ شمالی افریقہ۔ الجزائر۔ ٹیونس۔ امریکہ میں کیلی فورنیا۔ میکسیکو۔ پیرو اور آسٹریلیا کے جنوبی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ زیتون کا تیل بطور صنعت اور برآمد کے فرانس، اٹلی، سپین، ترکی، الجزائر، تیونس اور یونان سے آتا ہے۔ حال ہی میں بلوچستان سے بھی زیتون کا تیل ڈبوں میں برآمد کیا گیا ہے۔

مفسرین کی تحقیقات کے مطابق زیتون کا درخت تاریخ کا قدیم ترین پودا ہے۔ یونان نوح کے اختتام پر پانی اترنے کے بعد زمین پر جو سب سے پہلی چیز نمایاں ہوئی وہ زیتون کا درخت تھا۔ اس پس منظر کی بدولت زیتون کا درخت سیاست میں امن اور سلامتی کا نشان بن گیا ہے۔ فلسطینی رہنما محمد عبدالروف یا سر عرفات نے جب اقوام متحدہ کے اجلاس سے خطاب کیا تو سب سے پہلی بات یہ کہی۔

”میں آپ کے پاس زیتون کی ڈال لے کر آیا ہوں“

اس سے مفہوم یہ لیا گیا کہ وہ اقوام متحدہ میں امن اور سلامتی کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ مصر قدیم میں بھی زیتون کا تیل کھانے، پکانے، بکلا، شیار کو محفوظ کرنے، جسم پر لگانے اور علاج میں استعمال ہوتا تھا۔ مصری مقابر سے برآمد ہونے والے اشیا میں زیتون کے تیل

سے بھبھے ہوئے برتن بھی شامل تھے۔ توریث میں تیل ملنے کا ذکر ملتا ہے۔

زیتون کا پھل غذائیت سے بھرپور ہے۔ مگر اپنے ذائقہ کی وجہ سے پھل کی صورت میں زیادہ مقبول نہیں۔ اس کے باوجود مشرق وسطیٰ۔ اٹلی یونان اور ترکی میں بہت لوگ یہ پھل خاص صورت میں اور یورپ میں اس کا اچار بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ یونان سے زیتون کا اچار سرکہ میں آتا ہے اور مغربی ممالک میں بڑی مقبولیت رکھتا ہے۔ سعودی عرب کے پہلے فرمانروا عبداللہ الملک عبدالعزیز ابن سعود منفقور کا ناشتہ کھجور۔ اونٹنی کا پیسیر۔ تازہ زیتون اور اونٹنی کے دودھ پر مشتمل ہوتا تھا۔ اسی لیے وہ جب تک زندہ رہے اپنی توانائی میں ضرب المثل تھے۔ اس کی زیادہ تر شہرت پھل سے برآمد ہونے والے تیل سے ہے ڈبوں میں فروخت ہونے والی سارڈین اور دوسری مچھلیاں محفوظ رکھنے کے لیے زیتون کے تیل میں رکھ کر پیک ہوتی ہیں۔ اس تیل کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ بول خوراہ کھلی بھی رہے اس پر چیز نمیاں نہیں آتیں اور جب اسے دینے میں جلایا جائے تو یہ دوسرے تیلوں کی طرح دھواں نہیں دیتا۔

قرآن مجید نے زیتون اور اس کے تیل کا بار بار ذکر کر کے شہرتِ دوام عطا کر دی ہے

والنخل والزروع مختلفاً اكله والزيتون والرمون

متشابهها وغير متشابهها. كلوا من ثمرها اذا اثمر.

(۱۹۱ م الانعام ۶)

..... اور کھجور اور مزروعات جن کے ذائقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور

زیتون اور انار جن کی شکلیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں اور وہ جن کی شکلیں نہیں ملتیں

تم اس کے پھلوں کو اس وقت خوب کھاؤ جب وہ پک جائیں۔ مگر ضائع نہ کرو۔

وجنات من اعناب والزيتون والرمون متشابهها

وغير متشابهه: انظروا اي ثمره اذا اثمر وينعه

ان فی ذلک الاٰیة لقوم یؤمنون (۹۹، الانعام، ۶۱)
 (اس نے آسمان سے جو پانی برسا یا اس کا کرشمہ تمہارے باغات ہیں جن میں انگور،
 زیتون، انار اور دوسرے پھل اگتے ہیں۔ ان پھلوں میں دلچسپی کی بات یہ ہے کہ
 ظاہری ہیئت ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے بھی ہیں اور نہیں بھی رکھتے۔
 پھر پھلوں کی طرف دیکھو کہ وہ رجب پھول کی کونپل سے پھل بننے تک، کس طرح
 پک جاتے ہیں۔ عالم نباتات کے ان اعمال میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے
 جو اس کی قدرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ بڑی اہمیت والی نشانیاں رکھ دی ہیں)۔
 هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب ومنہ
 شجر فیہ تسیمون ینبت لکم بہ الذرع والذیتون
 والنخیل والاعناب ومن الشمرات ان فی ذلک الاٰیة
 لقوم یتفکرون۔ (۱۱۰، النحل، ۱۶)

(یہ وہی خدا ہے کہ جو آسمان سے پانی برساتا ہے۔ اس پانی کو انسان پیتے ہیں
 اور اسی پانی سے درخت اُگتے ہیں جن پر تم اپنے جانور چراتے ہو۔ اسی پانی سے
 وہ تمہارے کھیتوں کو اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور دوسرے پھل اگتے ہیں۔
 — وہ لوگ جو فکر و دانش رکھتے ہیں ان کے لیے اس عمل میں بہت سی مفید

لشائیاں پنہاں کر دی گئی ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اس عمل پر غور کرنے والوں کو
 یوقد من شجرة مباركة تایتونہ لا شرقیة ولا غربیة
 یکاد تایتها یضئ ولولم تمسسه ناس۔ (النور: ۳۵)
 اللہ تعالیٰ اپنے نور کی مثال میں ایک ایسے چراغ کو بیان کرتے ہیں جس کے اوپر
 قبذیل چڑھی ہو۔ چراغ کی روشنی سے یہ قبذیل ستاروں کی مانند چمکتی ہے۔ اس
 چراغ کی روشنی کے لیے ترانائی زیتون کے مبارک درخت کے تیل سے حاصل

ہلڈے۔ زیتون کے تیل والا یہ درخت مذکور مشرق میں ہے اور مغرب میں قریب ہے کہ یہ تیل اپنے آپ ہی روشنی دینے لگے اور اس عمل کے لیے خواہ اسے شعلہ دھج لکایا گیا ہو۔

اس سے مراد درخت ایسی صورت میں استوار ہے کہ سورج کی روشنی طلوع سے غروب تک اس پر کھل کر پڑتی ہے اور پھر ایک ایسا تیل پیدا کرتا ہے جو پاک صاف اور چمک دار ہوتا ہے۔

فَانشَانَا بَكْرَہ جَنَّتْ مِّنْ تَخِيلٍ وَّاعْنَابٍ لَّكُم فِیہَا
فَاكُهَاتُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْہَا تَاكَلُوْنَ وَّشَجَرَةٌ تَخْرُجُ مِنْ طَوْرٍ
سِیْنَاءٍ تَنْبِتُ بِالذَّهْنِ وَصِبْغٌ لِّلْكَالِیْنِ۔

(المؤمنون)

اور پھر تم ایسے باغ اگاؤ گے جن میں کھجور، اور انجور کے علاوہ دوسرے پھل
ہوں گے۔ اور یہ پھل تم رغبت سے کھاتے ہو۔ اور طور پہاڑ کے علاقہ میں وہ
درخت ہے جس سے وہ تیل نکلتا ہے جو تمہاری روٹی کے ساتھ ماں کا کام دیتا ہے
”والتین والزیتون۔ و طور سینین و هذا البلد
الامین“ (الک۔ التین، ۹۵)

قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طور سینا کی اور قسم ہے اس
امن والے شہر کی

(اس آیت کی تفسیر انجیر کے عنوان کے ساتھ بیان کی جا چکی ہے)

ان آیات میں غور طلب نکات یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زیتون کے درخت کو ایک
مبارک یعنی برکت والا درخت قرار دیا۔ اس کے پھل کو اہمیت عطا فرمائی۔ پھر لوگوں کو
متوجہ کیا کہ زیتون، کھجور، انار، اور انجور میں فوائد کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔ بشرطیکہ

تم ان کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرو۔ سورۃ الانعام کی دونوں آیات غور و فکر کے لئے تازیانہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بات اس سے شروع ہوئی کہ آسمان سے پانی برستا ہے جس میں پینے کے ساتھ ساتھ جانوروں اور زراعت کے لیے اہمیت ہے اور اہمیت کے اسی تسلسل میں زیتون کا ذکر آیا اور اس کے ساتھ ہی دوسرے پھل بھی مذکور ہوئے۔ کھجور، انگور اور انار لذیذ میوے ہیں۔ اگر کوئی ان کی جانب متوجہ نہ بھی کروائے تو بھی لوگ ان کو خوشی خوشی کھاتے ہیں۔ مگر زیتون کا ذائقہ ایسا نہیں کہ کوئی اس سے رغبت محسوس کرے۔ تو ظاہر ہے کہ اس کی جانب بار بار متوجہ کروانے کی ضرورت اور اس کے فوائد کے بارے میں روشنی دکھانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ پھل ذائقہ کے لیے نہیں فوائد کے لیے ہے۔ اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک جگہ اس کی نشان دہی کر کے فرمایا کہ یہ ستر بیماری کی دوا ہے۔ اب اس میں دلچسپی لے کر فائدہ اٹھانا ہمارا کام ہے۔

کتاب مقدسہ

قرآن مجید نے مطلع کیا ہے کہ زیتون کا پھل ایک مبارک و رحمت سے ہے۔ اس کے بابرکت ہونے کی وجہ سے ابتدائے آفرینش میں خداوند کی بارگاہ میں جو قربانیاں پیش کی جاتی تھیں ان پر زیتون کا تیل لگانا ضروری تھی۔

طوفان نوح کا سلسلہ ختم ہونے کی اطلاع بھی زیتون کی ٹوٹی سے میسر آئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اور وہ کبوتری شام کے وقت اس کے پاس لوٹ آئی۔ اور دیکھا تو زیتون

کی ایک تازہ پتی اس کی چوہنج میں تھی۔ نب نوح نے معلوم کیا کہ پانی زمین سے کم ہو گیا۔

(پیدائش - ۱۲ - ۱۱ ص ۸)

یہاں پر ترجمہ کی غلطی سے کبوتری مذکور ہے جبکہ اصل کے مفہوم سے اڑنے

والا پرندہ نا تھتا تھی۔

..... اپنے انگور اور زیتون کے باغ سے بھی ایسا ہی کرنا۔

(خروج - ۱۱: ۲۳)

یہاں پر مختلف فصلوں کی زراعت اور اس سے فوائد کا تذکرہ ہے جن میں خصوصی ذکر زیتون اور انگور کا کیا گیا۔

..... وہ ایسا ملک ہے جہاں گندم اور جو اور انگور اور انجیر کے درخت اور

انار ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن وازریتون اور شہد بھی ہے۔ اس

ملک میں روٹی تجھ کو باقرا طے گی اور تجھ کو کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔

یہ ایک مثالی ملک کی نوید ہے جو بنی اسرائیل کو تیک و پاک رہنے کی صورت میں

دیا جانے والا تھا۔ بشرطیکہ وہ وہاں جا کر غرور سے اترانے نہ لگیں۔ دوسرے الفاظ میں

انہیں زمین پر جنت کا ٹیل مہیا کیا جا رہا تھا کیونکہ قرآن مجید نے جنت کی صفات میں بھی

یہی چیزیں گنوائی ہیں۔

بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کو پانے کے بعد اپنی ناشکری کا سلسلہ ترک نہ کیا تھا

تو پھر ان کی اہم فصلوں کے نقصان کی صورت یہ بتائی گئی۔

تیری سب حدود میں زیتون کے درخت لگے ہوں گے۔ پر تو ان کا تیل نہیں لگانے

پائے گا۔ کیونکہ تیرے زیتون کے درختوں کا پھل چھڑ جائے گا۔

(استثنا - ۴۱ - ۴۰: ۲۸)

لیکن میں تو خداوند کے گھر میں زیتون کے برے درخت کی مانند ہوں۔ میرا توکل

ابراہیم اور خدا کی شفقت پر ہے۔ (زلزور - ۸: ۵۲)

خداوند نے خوش میوہ ہر از زیتون تیرا نام رکھا ہے۔ (یسعیاہ ۱۹۵ - ۴۱)

انجیل مقدس میں یعقوب کا نام خنز زیتون ہی کی مثال لیے ہوئے ہے۔

ہاں میرے بھائیوں انجیر کے درخت میں زیتون اور انجور میں انجیر پیدا ہو

سکتے ہیں؟ اسی طرح کھاری چٹمہ سے میٹھا پانی نہیں نکلی سکتا۔ (یعقوب ۱۲: ۳)

ارشاداتِ نبویؐ

قرآن مجید نے زیتون کا بار بار ذکر فرمایا۔ جہاں کسی اچھل فصل کا تذکرہ ہو ازیتون ضرور شامل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نور کو مثال دے کر واضح کیا تو مثال زیتون کا تیل۔ اس کی روشنی اور اس کی خوشنمائی پر منتج ہوئی۔ پھر فرمایا کہ یہ ایک مبارک درخت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو اتنی اہمیت عطا فرمائی ہے تو جی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہمیت کے اسباب پر بھی یقیناً روشنی ڈالی ہے۔

حضرت اسید الانصاریؒ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
كلوا الزيت وادهنوا به۔ فانه من شجرة مباركة۔

(ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

(زیتون کے تیل کو کھاؤ اور اس سے جسم کی مالش کرو کہ یہ ایک مبارک درخت سے ہے)۔

یہی روایت حضرت ابوسعید الخدریؓ سے اور شدرک الحاکم میں ابوہریرہؓ سے بھی منقول ہے۔

حضرت علقمہ بن عامرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عليكم بزيت الزيتون، كلوه وادهنوا به، فانه تنفع

من البواسير۔ (ابن الجوزی)

(تمہارے لیے زیتون کا تیل موجود ہے۔ اسے کھاؤ اور بدن پر مالش کرو۔ کیونکہ

یہ بواسیر میں فائدہ دیتا ہے)۔

عليكم بهذه الشجرة المباركة زيت الزيتون فتداوا

به فانه مصحة من الباسور۔ (ابن السنی ابو نعیم)

دھنارے پاس اس مبارک دزخت سے زیتون کا تیل موجود ہے۔ اس سے علاج

کرو کہ یہ باسور کو ٹھیک کر دیتا ہے)

یہ روایت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے جبکہ ذہبی نے بالائی روایت ان کے
برادر مکرم علقمہ سے بیان کی اور اس میں لفظ لبوا سیر ہے جبکہ یہاں باسور مذکور ہے۔
باسور سے مراد مقعد کا رخم ہے۔

کنز العمال نے مسند عمر اور ابراہیم بن ابی ثابت کی حدیث سے روایت کی ہے
کہ حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں جبکہ بیہقی اور ابن ماجہ نے اسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ
سے روایت کیا ہے۔

ابتدوا بالزیت وادھنوا به فانه من شجرة مباركة۔

(زیتون کے تیل سے علاج کرو۔ اسے کھاؤ اور لگاؤ۔ کیونکہ یہ ایک مبارک

دزخت سے ہے)

(خالد بن سعد روایت کرتے ہیں کہ میں غالب بن ابیجر کے ہمراہ مدینہ آیا۔ راستے
میں غالب بیمار ہو گئے۔ ان کی عبارت کو ابن ابی عتیق آئے اور بتایا کہ حضرت عائشہؓ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلونجی میں شفا بتائی ہے۔ اس لیے کلونجی کے
چند دانے کوٹ کر زیتون کے تیل میں ملا کر ناک کی دونوں اطراف میں پکایا جائے۔ ہم
نے ایسا کیا تو غالب بن ابیجر شفا پا کر ہو گئے) (ابن ماجہ - بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كلوا الزیت وادھنوا به فان فيه شفاء من سبعین حاء

منها الجذام۔ (ابو نعیم)

زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے جن میں

سے ایک کوڑھ بھی ہے۔)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
كلوا الزيت وادهنوا به فإنه يطيب مباركة. (ابن ماجہ المہاکم)

(زیتون کا تیل کھاؤ۔ اسے لگاؤ۔ کیونکہ یہ پاک صاف اور مبارک ہے)

حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں۔

أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نتداوى
ذات الجنب بالقسط البحرى والزيت.

(ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

رہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب (پوری) کا علاج
قسط البحرى (قسط شیریں) اور زیتون کے تیل سے کریں)

حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينعت الزيت والورس
من ذات الجنب. (ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات الجنب کے علاج میں ورس اور زیتون کے
تیل کی افادیت کی تعریف فرمایا کرتے تھے)

ذات الجنب کو پرانے اطباء نے نمونیہ قرار دیا ہے۔ جبکہ نوعیت کے لحاظ سے

یہ پوری ہے۔ اس کی تشریح میں امام عیسیٰ ترمذی کہتے ہیں۔ قال اصحاب العلمان

الذات الجنب السل۔ یعنی اصحاب علم بیان کرتے ہیں کہ ذات الجنب واصل

تپ و ق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بیسویں صدی کی تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ

پوری کا عمومی سبب تپ و ق ہوتا ہے یا اسے ق کی ایک قسم قرار دے سکتے ہیں۔

محمد احمد ذہبیؒ نے سند روایت کے بغیر ابن الجوزی سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ

عید و سلم نے فرمایا۔

من ادھن بزیت لہ یقر بہ شیطان
(جس نے زیتون کے تیل کی مالش کی۔ شیطان اس کے قریب نہ جائے گا)

کیمیاوی حیثیت

زیتون کے تیل کو امریکہ کے سرکاری فارما کو پیٹا۔ U.S. PHARMACOPEA میں

سرکاری حیثیت حاصل ہے۔ برطانیہ کے B.P.C. PHARMACOPEA CODEX

کے مطابق یہ علاج کے لیے ایک مسلمہ دوائی ہے۔ ان دونوں کتابوں کے مقرر کردہ سرکاری معیار کے مطابق یہ تازہ زیتون سے نکالا جاتا ہے جس کا رنگ مرتیلا یا سبزی مائل پیلا ہونا چاہیے۔ اس میں کوئی خاص خوشبو نہ ہو اور عام حالات میں کسبیل ہو۔ ۲۰ کے درجہ حرارت پر ایک ملی لیٹر کا وزن ۹۱۳ گرام کے قریب ہو (یعنی کہ پانی سے ہلکا) ۴۰ کے درجہ حرارت پر یہ جسنے لگتا ہے۔ ہیٹ کی یہ تبدیلی اس کی فعالیت پر اثر انداز نہیں ہوتی

اس کے کیمیاوی اجزاء میں OLEIC ACID PALMATIC ACID ARACHIS OIL

LINOLEIC ACID STEARIC ACID MYRISTIC ACID GLYCERIDES

شامل ہوتے ہیں۔ یہ پانی میں حل نہیں ہوتا مگر اکمل۔ ایچتر۔ کلوروفارم اور لیکوڈ پیرائین کے ساتھ حل ہو جاتا ہے۔ برطانوی تحقیقات کے مطابق اس میں ملاوٹ کے لیے چائے کے بیجوں کا تیل اور ARACHIS OIL استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر حال ہی کی معلومات کے مطابق مراکش کے ایک شخص نے اس میں مشین گن آئل اور امریکی تحقیقات کے مطابق سپین میں صاف کئے ہوئے موبل آئل کی ملاوٹ پائی گئی ہے۔

زیتون کا تیل پکے ہوئے پھل سے نکالا جاتا ہے۔ پکے یا گلے ہوئے پھل میں تیل کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کے بیجوں میں بھی تیل پایا جاتا ہے مگر ان کا معیار

عمدہ نہیں ہوتا۔ تیل نکالنے سے پہلے پھل کو صاف کر کے اس کا چھلکا اتار لینا ضروری ہے۔ پھل کو براہ راست مشین کے کولہوں میں ڈال کر تیل کی جو قسم برآمد ہوتی ہے۔ اسے سب سے عمدہ تیل قرار دیا جاتا ہے اور اسے VIRGIN OIL کہتے ہیں۔ جبکہ پہلی کھیپ وصول کرنے کے بعد پھوک پر گرم پانی ڈال کر دو بار دہرے بارہ کولہوں میں ڈالا جاتا ہے۔ بعد میں پانی کو تیل سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ اٹلی میں اس عمل کے دوران TANNIC OIL بھی شامل کیا جاتا ہے دوسری اور تیسری کھیپ کو TABLE OIL کہتے ہیں۔ پہلی کھیپ کے تیل کا رنگ سنہری اور اس میں ہلکی سی خوشبو ہوتی ہے۔ یہ تیل مدتوں خراب نہیں ہوتا۔ اگر اسے کھلا رہنے دیا جائے یا اس میں پانی پڑ جائے تو اس صورت میں اس کے اندر کھچھپو نندی پیدا ہو جاتی ہیں دوسری تیسری کھیپ کے تیلوں کا رنگ سبزی مائل اور پہلی گھانی سے گاڑھا ہوتا ہے۔ زیتون کی ایسی اقسام بھی ہیں جن سے وزن کے حساب سے ستر فیصدی تک تیل حاصل ہو سکتا ہے۔ کیلی فورنیا میں پیدا ہونے والے پھل میں تیل کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اب تک یقین کیا جاتا تھا کہ اس میں PHYTOSTEROL نہیں ہوتا مگر اب بعض قسموں سے CHOLESTROL برآمد ہوتی ہے جو اسی خاندان سے ہے۔ اور نقصان سے مبرا ہے۔

محدثین کے مشاہدات :

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس ایک مہمان آیا۔ انہوں نے رات کے کھانے میں اسے اونٹ کی سری اور زیتون کا تیل پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ تمہیں اس لیے کھلا رہا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مبارک درخت سے قرار دیا ہے۔ قرآن مجید نے اس تیل کو جو اہمیت دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعریف فرمائی اس کے بعد لوگوں نے اسے متبرک تو قرار دیا مگر یہ کوشش نہیں کی کہ انہوں نے جن ستر

فوائد کا تذکرہ فرمایا وہ کیا ہیں۔ سانہوں نے خود ان میں سے پانچ کا ذکر فرما دیا۔ بوا سیر۔ با سور۔ جلدی امراض۔ پوری اور کوڑھ۔ مگر اس کے بعد کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا۔

ابن القیم کہتے ہیں کہ سرخ زیتون کا تیل سیاہی مائل سے بہتر ہوتا ہے۔ یہ طبیعت کو بحال کرتا ہے۔ چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے۔ زہروں کے خلاف تحفظ دیتا ہے۔ پیٹ کے فعل کو اعتدال پر لاتا ہے۔ پیٹ سے کیڑے نکالتا ہے۔ بالوں کو چمکاتا اور بڑھاپے کی تکالیف اور اثرات کو کم کرتا ہے۔ زیتون کے تیل میں نمک ملا کر اگر مسوڑھوں پر ملا جائے تو یہ ان کو تقویت دیتا ہے۔ یہی نمکین مرکب آگ سے جلے ہوئے کے لیے مفید ہے۔ تیل یا زیتون کے پتوں کا پانی لگانے سے سرخ پھسیوں۔ پتی۔ خارش میں فائدہ ہوتا ہے۔ وہ پھوڑے جن سے بدبو آتی ہو یا پرانی سوزش کی وجہ سے ٹھیک ہونے میں نہ آتے ہوں زیتون کے تیل سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

ذہبی کی تحقیقات کے مطابق بالوں اور جسم کو مضبوط کر کے بڑھاپے کے آثار کم کرتا ہے۔ کسی بھی چکنائی اور تیل کے پینے سے پیٹ خراب ہوتا ہے۔ مگر زیتون کا تیل اس سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ یہ تیل ہونے کے باوجود پیٹ کی بہت سی بیماریوں کے لیے مصلح ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ زیتون کا تیل غربا کے لیے بہترین ٹانگ ہے۔ مگر زیتون کا وہ تیل جو سبز اور سنہری ہو وہی مفید بھی ہے۔ سیاہی مائل رنگ کا تیل بے کار اور مضر صحت ہے۔ صحیح تیل مغوی باہ۔ مغوی معدہ۔ اور سینے کی بیماریوں سے تحفظ مہیا کرتا ہے۔ زیتون کا نمکین تیل آگ سے ہونے والے زخموں کے لیے اکیر ہے۔

زیتون کے درخت کے پتوں کا رس نکال کر یا خشک ہیں تران کو پانی میں ابال کر ان سے کلیاں کرنا منہ اور زبان کے زخموں کو مندمل کر دیتا ہے۔ زیتون کے پتوں کا عرق لگانے سے حساسیت سے پیدا ہونے والے جلدی امراض ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

ان مشاہدات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلب نبویؐ پر کام کرنے والے دو عظیم محققوں

نے اپنی اپنی کوشش سے زیتون کے جو فوائد معلوم کئے ہیں وہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ دونوں متفق ہیں کہ تیل مقوی۔ امراضِ جلد میں شفا اور مقامی طور پر آگ سے جلے کے علاوہ پیٹ کی بیماریوں کا مکمل علاج ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات :

تریتون کا پھل : زیتون کے پھل اور پتوں کا رس نچوڑ کر اسے اتنی دیر پکا میں کہ وہ شہد کی مانند گاڑھا ہو جائے۔ اسے کپڑے والے وانت پر لگائیں تو کیرا اکھڑ جاتا ہے۔ اگر اس سے کلیاں کریں تو منہ کے اندر کے زخم اور سفید داغ (قلاع سفید) ٹھیک ہو جاتا ہے۔ مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔ اس میں سرکہ یا سپرٹ ملا کر سر پر لپیپ کریں تو گنج اور داء الثعلب میں مفید ہے۔ اس لپیپ میں شہد ملا کر زخموں پر لگانے سے ان کی سرخی۔ جلن اور تعفن دور ہوتے ہیں۔ اگر زخم پر چھلکا آیا ہو تو اس کے لگانے سے وہ اتر جاتا ہے۔ بعض اطباء نے لکھا ہے کہ اس کے مسلسل لپیپ سے پھنسیوں اور چھپک کے داغ دور ہو جاتے ہیں۔ اس کی گٹھلی کر پیس کر اور چربی میں حل کر کے لگانے سے ناخنوں کا مرض ٹھیک ہو جاتا ہے۔

زیتون کا اچار بھوک بڑھاتا ہے۔ زیادہ مقدار میں قبض کُشتا ہے۔

زیتون کے پتوں کو گھونٹ کر لگانے سے سینہ کی شدت میں کمی آ جاتی ہے۔ ان پتوں کا ضاد جمرہ۔ داد فویا۔ پتی اور نملہ کو نافع ہے۔ خواب اور گندے زخموں پر لگانے سے ان کی بدبو دور کر کے جلد ٹھیک کر دیتا ہے۔ جنگلی زیتون کے پتوں کا رس کان میں ڈالنے سے کان بننے بند ہو جاتے ہیں۔ اگر اس میں شہد ملا کر گرم ٹپکائیں تو کان کی پھنسی۔ میل کی زیادتی اور اس سے پیدا ہونے والے بہرہ پن میں مفید ہے۔ پتوں کو سرکہ میں جوش دے کر کلیاں کرنے سے دانٹوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ زیتون کی لکڑی کو آگ لگا کر جلا میں تو اس سے نکلنے والا تیل پھپھوندی سے پیدا ہونے والی تمام جلدی بیماریوں۔ داد۔ چھیب۔ خیل۔ سرکا بھ اور

گنجد کرٹھیک کر دیتا ہے۔

زیتون کا تیل :

جب تازہ پکے ہوئے پھل کو دبا کر نچوڑا جائے تو حاصل ہونے والا تیل 'زیت غذب' کہلاتا ہے۔ یہ سنہری رنگ کا ہوتا ہے۔ جب یہ چھ برس پرانا ہو جائے تو وہ 'زیت العتیق' ہے۔ جو خام پھلوں سے نکالا جائے وہ زیت الافاق ہے۔ اسے زیت الکابی بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ فلسطین اور شام سے اونٹوں پر لا کر عراق میں لایا جاتا تھا۔ بو علی سینا کہتا ہے کہ زیتون کا تیل جب پرانا ہو جائے تو اس کی طبیعت روغن شیریں کی طرح ہو جاتی ہے ورنہ اسی قسم کے فوائد حاصل کرنے کے لیے نئے تیل کو اتنا پکائیں کہ وہ شہد کی مانند گاڑھا ہو جائے۔ یہ تیل اپنے اوصاف کے لحاظ سے روغن کلونجی اور روغن بلسان سے بھی انہی فوائد میں بہتر ہے۔ وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ زیتون کا تیل چار ہزار سال پرانا بھی ہو جائے تو بھی مفید رہتا ہے۔

جو لوگ باقاعدگی سے یہ تیل سر پر لگاتے ہیں نہ تو ان کے بال گرتے ہیں اور نہ ہی جلد سفید ہوتے ہیں۔ اس کی مالش سے داوا اور بھوسی زائل ہو جاتے ہیں۔ کان میں پانی پڑا ہو تو زیتون کا تیل ڈالنے سے یہ پانی نکل جاتا ہے۔ اطباء نے لکھا ہے کہ اس کی سلائی باقاعدہ آنکھ میں لگانے سے آنکھ کی سرفی کٹ جاتی ہے اور موتیا بند کو کم کرنے میں مفید ہے۔

زیتون کے تیل کی مالش کرنے سے اعضاء کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ بچھوں کا درد جاتا رہتا ہے بعض طبیب اس کی مالش کو مرگی کے لیے بھی مفید قرار دیتے ہیں۔ وجع المفاصل اور عرق النساء کو دور کرتا ہے چہرے کو بشاشت دیتا ہے۔ اسے مرہم میں شامل کرنے سے زخم بہت جلد بھرتے ہیں۔ ناسور کو مندل کرنے میں کوئی دوائی زیتون

سے بہتر نہیں۔

اکیس تولہ جو کے پانی میں روغن زیتون ملا کر پیسے سے پرانی قبض جاتی رہتی ہے۔ تیل پیسے سے معدہ اور آنتوں کے اکثر امراض جاتے رہتے ہیں چپش میں مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑے مارتا ہے۔ گروہ کی پتھری توڑ کر نکال سکتا ہے۔ استسقا میں مفید ہے جسمانی کمزوری کو رفع کرتا ہے پشیاہ آور ہے۔

منہ کے زخموں کو جلد مندمل کرتا ہے۔ گلے کو صاف کرتا ہے۔ زہروں کے اثرات دور کرنے میں مفید ہے۔ عام طور پر تیزابی زہروں کے علاج میں قلوی ادویہ دی جاتی ہیں جبکہ قلوی زہروں کا انزائل کرنے کے لیے تیزابی دوائیں استعمال ہوتی ہیں۔ اس لیے زہروں کے فوری علاج میں اگر زہر سے واقفیت نہ بھی ہو۔ اکثر اوقات دودھ استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر زیتون کا تیل وہ منفرد دوائی ہے جو ہر قسم کی زہروں کے اثر کو زائل کرنے کے ساتھ ساتھ آنتوں پر ان کے مضر اثرات کو ختم کرتا ہے۔ مثال کے طور پر سنکھیا کی زہر خورانی میں اندرونی علامات سے قطع نظر خرابی کا اصل ذریعہ معدہ اور آنتوں میں سوزش ہے۔ سنکھیا کھانے کے فوراً بعد آنتوں میں خیزش کی وجہ سے اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد دستوں کے ساتھ خون آنے لگتا ہے۔ خون کے بعد آنتوں میں زخم اور سوراخ ہو جاتے ہیں۔ اندرونی اثرات کے علاوہ اتنا کچھ ہی موت کا باعث ہو سکتا ہے، اگر ان حالات میں مریض کو زیتون کا تیل بار بار پلایا جائے تو وہ آنتوں کے زخموں کو مندمل کر دیتا ہے۔ خیزش کو ختم کرتا ہے۔ اس عمل میں اس کے ساتھ لعاب ہی دانہ بھی شامل کر لیا جائے تو فوائد میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اس کے یہاں جواب اثرات صرت سنکھیا کی زہر خورانی ہی میں مفید نہیں بلکہ ہر اس زہر کا تڑپا ہے جو تیز۔ جلانے والی اور آنتوں یا گردوں میں زخم پیدا کرتی ہو جیسے کہ کنٹھرا ڈینے

CANTHARIDES (تلتنی کھی کا جوہر)

اطباء نے اسے مرارہ کی پتھری میں بھی مفید قرار دیا ہے۔ پتہ کی سوزش اور پتھری

کے مریضوں کو بنیادی طور پر چکنائی سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔ مگر روغنِ زیتون ان کے لیے بھی مفید ہے۔ بلکہ پرنے استادوں نے مریضوں کو ڈیڑھ پاؤتھک تیل روزانہ پلا کر صفر اوی نابوں سے سرے نکلانے کا کام لیا ہے بعض اوقات اسی عمل کے دوران پتھریاں بھی نکل جاتی ہیں۔

جدید مشاہدات :

برطانیہ اور امریکہ کی ادویہ کی سرکاری فرسٹ یعنی قرابادین کے مطابق یہ ایک مؤثر دوائی ہے۔ ان کی سفارش کے مطابق یہ غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ گردوں کے امراض جہاں نائٹروجن والی غذا میں دینا مناسب نہیں ہوتا۔ وہاں زیتون بہترین غذا ہے۔ یہ سوزش والی جگہوں کو تسکین دیتا ہے۔ آنتوں کی جلن کو کم کرتا ہے۔ پیٹ کو ملائم کرتا ہے۔ اور جین بچوں میں کئی دن اجابت نہ ہونے سے تیل کا حقن کرنا آنتوں کو نرم کرنے کے ساتھ فضلہ کو تکلیف کے بغیر نکال دیتا ہے۔ اس عمل میں یہ گلیسرین سے زیادہ مفید اور مؤثر ہے۔

زیتون کا چھل کسبلا ہوتا ہے پھل کا اچھا بنانے کے لیے پکے ہوئے زیتون لے کر ان کو گرم نمکین پانی میں کچھ دیر بھگوایا جاتا ہے۔ بعض کا رخلنے اس میں چرنا اور راکھ بھی ملا دیتے ہیں۔ پھر تیز نمک والے خوشبودار پانی میں انہیں بوتلوں میں بند کر کے روانہ کر دیتے ہیں۔

بھارتی ماہرین طب نے اسے فایع عرق النسا، پٹھوں اور جھڑوں کے دروں اور کمزوری سے پیدا ہونے والے دوسرے امراض میں از حد مفید پایا ہے۔ وہ اس تیل کو کھانے اور لگانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ بدن کی خشکی کو دور کرنے جلدی امراض مثلاً چینل خشک گنج میں مفید ہے۔ لاغر بچوں اور فصیف اشخاص کو تیل کی مالش سے فائدہ ہوتا ہے۔ امراضِ بطن میں یہ تیل ہر قسم کی خراش کو دور کرتا ہے۔ التھابِ عمدہ اور اثنا عشری میں مفید ہے ۲۵ گرام روزانہ کھانے سے پرانی قبض جاتی رہتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیتون کو باسور کے لیے مفید قرار دیا ہے۔ اس بیماری کے

یہ مریضوں کو رات سوتے وقت دو بڑے چمچے روغن زیتون پینے کو کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ دو چمچے برگ ہندی کو پیس کر اس میں آٹھ چمچے روغن زیتون ملا کر پانچ منٹ جوش دے کر مرہم تیار کر لی گئی۔ باسور کہنے کے مریضوں کو یہ مرہم رات سوتے سے پہلے اور صبح اٹھ کر بیت الخلاء جانے سے پہلے لگانے کی ہدایت کی گئی۔ اکثر مریضوں میں اس کے علاوہ اور کوئی دوائی دینے کی ضرورت نہ پڑی۔ جن کے زخم زیادہ اور جسمانی حالت کمزور تھی ان کو تین سے چار گرام قسط شیریں کھانے کے بعد دی گئی۔ تین سے چار ماہ میں مکمل شفا ہو گئی۔ مگر آئندہ کے لیے تیل کا پینا اور قبض سے محتاط رہنا ضروری قرار دیا گیا۔

بالوں کو اگانے کے لیے کلونجی۔ حسب الرشاد سناسکی۔ ہندی کو ہم وزن پیس کر چھ گنا روغن زیتون میں ملا کر نپہرہ منٹ ہلکی آہنی پر پکا یا گیا۔ پھر اسے چھان کر تیل کی صورت جب مسلسل لگا یا گیا تو اس سے بال بڑھنے کی رفتار بہتر ہو گئی۔ سر کی چھتیاں ٹھیک ہو گئیں یہی تیل ایگزیمیا اور نعلوں کی خارش میں مفید ثابت ہوا۔

ایک ایسی بیماری
MYCODERMA ACEII

ہے جس کا کوئی بھی سبب معلوم نہیں۔ طب جدید میں اس کے مقامی علاج کے لیے CRYSAROBIN ICTHYOL CORTISONE کے مرکبات استعمال ہوتے ہیں۔ مگر ان کوششوں کے باوجود زخموں کے چمکدار چھلکے آسانی سے اترنے میں نہیں آتے۔ اس بیماری میں قسط شیریں سناسکی اور ہندی کو ہم وزن پیس کر چار گنا روغن زیتون میں پکانے کے بعد لگا یا گیا۔ چھلکے اتارنے میں یہ نسخہ CORTISONE کے کسی بھی مرکب سے زیادہ مفید رہا۔ ایک ڈاکٹر کے ہاتھ کی اٹی طرف پر زخم تھا۔ ماہرین امراض جلد نے اسے

CHRONIC INFECTIVE ECZEMA تشخیص کیا۔ مقامی طور پر زنگ بڑنگی مرہموں

کے ساتھ اسے جراثیم کش ادویہ کی افسوسناک مقدار میں دی جاتی رہی۔ مسلسل علاج سے مرض کی شدت میں کمی آجاتی رہی۔ مگر دیکھنے میں وہ بول لگتا تھا جیسے سورج کھلی کا سرخ بھول ہاتھ کے اوپر رکھ دیا گیا ہے۔ اس مریض کو نسبتاً شیریں اور کلونجی زیتون کے تیل میں جلا کر ایک

ماہ لگائی گئی۔ اندرونی استعمال کی کسی بھی دوائی کے بغیر ایگزیمیا ٹھیک ہو گیا۔

بوعل سینانے زریہ (باچھ) اور عرق گلاب کو جلے ہوئے کا بہترین علاج قرار دیا ہے اس باچھ کو جب زیتون کے تیل میں حل کر کے ابال کر جلے ہوئے زخموں پر لگایا گیا تو فائدہ زیادہ بہتر رہا۔ چونکہ باچھ مقامی طور پر خیزش پیدا کرتی ہے۔ اس لیے ایک چمچ باچھ کے ساتھ زیتون کے پندرہ سے بیس چمچے استعمال کئے گئے۔

امراض بطن :

جاپان کے بعض طبی جرائد نے آنتوں کے سرطان میں روغن زیتون کو مفید قرار دیا ہے مگر وہ اپنے اس بیان میں واضح نہ تھے۔ اس ضمن میں مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں طبی خدمت بجالانے والے سینکڑوں ڈاکٹروں سے معلومات حاصل کی گئیں۔ ان سب کا متفقہ جواب یہ تھا کہ انہوں نے زیتون کا تیل پینے والے کسی شخص کو کبھی پیٹ کے سرطان میں مبتلا نہیں دیکھا۔ جاپانی ماہرین کا خیال ہے کہ لمبے عرصہ تک زیتون کا تیل پینے سے معدہ اور آنتوں کے سرطان ٹھیک ہو سکتے ہیں۔

معدہ اور آنتوں میں زخم کے مریضوں کو ایسے اوقات میں زیتون کا تیل دیا جب ان کا پیٹ خالی تھا۔ عام طور پر ایک دن اور رات سونے سے پہلے کے اوقات کو اس خوراک کے لیے منتخب کیا گیا۔ ۱۰ سے ۲۰ گرام تیل کی ایک خوراک سے قرح کی جلن تین سے چار دن میں جاتی رہی۔ دس روز کے بعد کسی بھی مریض کو کوئی تکلیف باقی نہ تھی۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ کی ایک روایت سے استفادہ کرتے ہوئے ایسے مریضوں کو ہمارے دور عصر کے وقت شہد کی ایک معقول مقدار بھی دی گئی۔ کیونکہ آنتوں کی سوزش میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اکبر قرار دیا ہے۔ مریضوں کی کمزوری اور علامات چند دنوں میں ختم ہو گئے۔ اکثر لوگوں کی آنتوں میں اضافی سوزش بھی تھی جس کے لیے واقع عنونت مرکب کلونی

دیا گیا۔ کلونجی نے پیٹ سے غلیظ ریاح کو فوراً نکال دیا جب کبھی موسم ہوا اس کے ساتھ نخر علی
 رہی کا مرہ (دیا گیا۔ یہ مرہ حافظ ابن القیمؒ کی تجویز کے مطابق شہد میں بنا یا گیا تھا۔ اکثر مریضوں
 کو تمار متہ مرہ کے چند قتلوں اور دونوں زیتون کے تیل کے علاوہ اور کوئی دوائی نہ دی
 گئی۔ دو ماہ کے بعد معدہ کے برقی معائنہ GASTROSCOPY کے بعد زخم مندمل پایا
 گیا۔ احتیاطی طور پر ہر مریض کو چھ ماہ مزید تیل پینے کی ہدایت کی گئی۔ اللہ کے فضل سے
 یہ علاج کبھی بھی ناکام نہیں ہوا۔ جب کہ اس کے مقابلے میں جدید علاج اگر مفید رہے تو
 چالیس روپے روزانہ کا ہے۔ پھر اس کی افادیت بھی مشتبہ ہے اور اس کا عرصہ علاج
 ایک سال سے کم نہیں۔

تبخیر معدہ اور پیٹ کی جلن کے لیے زیتون کے تیل سے بہتر کوئی دوائی نہیں۔

امراض تنفس :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب میں زیتون کا تیل ارشاد فرمایا۔ اس اصول کو
 سامنے رکھ کر سانس کی ہر بیماری کے مبتلا کو زیتون کا تیل ضرور دیا گیا۔ دمہ کے مریضوں کی
 بیماری میں جب کی آجائے تو آئندہ اس قسم کے حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے زیتون کے
 تیل سے بہتر دوائی میسر نہ آسکی۔

انفلوئنزا اور زکام کا طب جدید میں کوئی علاج نہیں۔ وہ لوگ جو باقاعدہ زیتون
 کا تیل پیتے ہیں۔ ان کو نہ تو زکام لگتا ہے۔ اور نہ ہی نمونیہ ہوتا ہے۔ اگر ان کو کبھی انفلوئنزا
 ہو بھی جائے تو اس کا حملہ بڑا معمولی ہوتا ہے۔ زکام اور دمہ کے دوران اضافی فائدے
 کے لیے ابلتے ہوئے پانی میں شہد بھی مفید ہے۔

تپ دق :

حضرت زید بن ارقمؒ کی دونوں روایات میں ذات الجنب میں زیتون کا تیل تجویز ہوا۔

اس کے ساتھ ہی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں زیتون کا تیل خدام میں منقید ہے۔ علم الجراثیم اور علم الامراض کے اعتبار سے کوڑھ اور تپِ وق کی نوعیت ایک ہے۔ دونوں کے جراثیم ACID FAST ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ ادویہ جو تپِ وق پر مؤثر ہوتی ہیں۔ خدام میں بھی منقید ہوتی ہیں اور اس سے برعکس بھی درست ہے۔ اس لیے تپِ وق کے مریضوں کو اس نسخہ کے مطابق قسط اور زیتون دینے کا خیال پیدا ہوا۔ زیتون کے تیل کے سلسلہ میں معلومات کے دوران خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان سے ملنے کا موقع ملا۔ ڈاکٹر سعید صاحب پاکستان میں تپِ وق کے علاج کے سبب سے بڑے سینٹی ٹورٹیم ڈاکٹر ضلع مانسہرہ کے تیس سال سپرنٹنڈنٹ رہے ہیں۔ انہوں نے اس ضمن میں عجیب تجربہ کیا۔

ایک مریض کو ۱۹۳۶ء میں وق ہو گئی۔ مگر اس کے مدنا پلے سینٹی ٹورٹیم میں اس کی پانچ پسلیاں نکال دی گئیں۔ اس کی حالت ابھی بہتر نہ ہوئی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ وق کا اثر آنٹوں پر بھی ہو گیا ہے۔ اس زمانے کے علم کے مطابق

ILEOCOECAL TUBERCULOSIS کا کوئی علاج نہ تھا۔ ڈاکٹروں نے اس مرحلہ پر اسے جراب دے دیا۔ مریض نے سارا دن رو رو کر خد سے مناجات کی۔ خراب میں اسے زیتون کا تیل۔ الٹرا وائیٹ شاموں اور ایک دوائی کا اشارہ ہوا۔ دوئی تو وہ بھول گیا مگر روزانہ تین اونس تیل پینے لگا اور الٹرا وائیٹ شامیں لگوائیں۔

جس ہسپتال سے اسے لا علاج قرار دیا گیا تھا۔ اسی سے وہ تین ماہ بعد تندرست ہو کر فارغ ہوا۔ وہ مریض تادمِ تحریر پچاس سال کی عمر میں ہی سوخ و سفید ۱۹۹۱ء میں زندہ موجود ہے۔

اس مریض پر زیتون کے تیل کے اثرات کے مشاہدہ کے بعد ڈاکٹر سعید صاحب نے

چالیس سال تک دق کے مریضوں کو علاج میں تیل ضرور دیا۔ اور ان کا کوئی مریض ضائع نہ ہوا۔
تپ دق کا جدید علاج مہنگا اور طویل ہے۔ ہر شخص کے لیے پچاس روپے روزانہ
کی ادویہ اور اس کے بعد ان کے ذیلی اثرات اٹھارہ ماہ تک برداشت کرنا آسان کام نہیں۔
ان مریضوں کو ۲۵ گرام زیتون کا تیل روزانہ اور ۸ گرام روزانہ قسط شیریں دی گئی۔ کمزوری کے لیے
شہد۔ کھانسی کے لیے انجیر یا اس کا شربت اصنافی طور پر دیتے گئے۔ ابتدائی درجہ کے مریض
عام طور پر تین سے چار ماہ میں ٹھیک ہو گئے۔ علامات ختم ہونے اور خون کے نارمل ہونے
کے بعد مریضوں کو زیتون کا تیل ایک سال تک پینے کی ہدایت کی گئی۔ چھ سال کے مشاہدہ
میں کسی مریض کو دوبارہ تکلیف نہیں ہوتی۔

زکام۔ تکبیر۔

طب جدید میں زکام کا کوئی شافی علاج نہیں۔ ابن القیم نے زکام کے علاج میں
قسط البحری کو مفید قرار دیا ہے۔ ذہبی کے مشاہدہ میں قسط کو سونگھنا بھی زکام میں مفید ہے
جیکہ ایک روایت کے مطابق مزرنجوش سونگھنے سے زکام ٹھیک ہو جاتا ہے۔ پرانے
زکام میں یا ان مریضوں کو جن کو بار بار زکام ہو جاتا ہے۔ زیتون کا تیل آئندہ کے لیے محفوظ
کر دیتا ہے۔ بخاری اور ابن ماجہ میں خالد بن سعدؓ والی روایت کے مطابق ایک مچھ کلونجی
کو پیس کر بارہ چمچ زیتون کے تیل میں حل کر کے اس مرکب کو پانچ منٹ ابلنے کے بعد
چھان لیا گیا۔ صبح شام ناک میں ڈالنے سے نہ صرف یہ کہ پرانا زکام ٹھیک، ہوا۔ بلکہ تکبیر
میں بھی از حد مفید رہا۔

سین کی ایک عورت ایٹار یوزیتون کے تیل کے معجز اثر فوائد کی اتنی معترف ہے
کہ وہ درخت کی شکل کا لباس اور بٹوار کھتی ہے اور لوگوں کو گھوم پھر کر اس کے
استعمال کی تلقین کرتی ہے۔ اس کی رنگت اور جلد اس تیل سے شاندار بن گئی ہیں۔

سرکہ — الخل

VINEGAR

سرکہ گنے کے رس، چھندور، جامن، انگور، کھٹیش، میوا، تازی، گندم، جوہ، کھانڈ کی راب اور دوسرے پھلوں سے تیار ہوتا ہے۔ یہ بنیادی طور پر کسی بھی شکر یا نشاستہ میں خمیر اٹھانے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کہ انسان کب سے سرکہ بنا رہا ہے۔ مگر زمانہ قدیم سے اس کا ذکر کتابوں میں موجود ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں اسے غذا اور دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ بقراط نے متعدد بیماریوں کے علاج میں سرکہ استعمال کیا ہے۔ فرانس کے ماہر جراثیم پاشچر PASTUER نے معلوم کیا کہ نشاستہ میں خمیر جراثیم سے پیدا ہوتا ہے۔ اور سرکہ کے کیمیائی عمل کا باعث جراثیم ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جراثیم کی ایک ایسی قسم بھی موجود ہے جو بیماریاں پیدا کرنے کی بجائے ہمارے فائدے کا کام کرتی ہے۔ ان کو دوست جراثیم کہتے ہیں۔ دوست جراثیم کی جانب سے انسانی فائدے کا یہ منفرد کام نہیں بلکہ دودھ سے وہی بنانے یا شکر کو الکحل میں تبدیل کرنے اور جوہ سے مالٹ ایکسٹریکٹ بنانے کے عمل میں بھی اسی قسم کے دوست جراثیم کی کوشش شامل ہوتی ہے۔

سرکہ بنانے کے لیے عام طور پر ایسے پھل استعمال ہوتے ہیں جو گل سڑ گئے ہوں اور کوئی انہیں خریدنے پر تیار نہ ہو۔ اس طرح پھلوں کی صندوق سے متعلق کارخانے اپنے یہاں کاروباری مال ضائع کرنے کی بجائے اسے منفعت میں تبدیل کر لیتے ہیں۔ کسی بھی مٹھاس سے سرکہ بنانے کا طریقہ تقریباً وہی ہے جو شراب بنانے کا ہے اکثر ہوتا ہے کہ کوئی کارخانہ شراب بنانے کے لیے خمیر تیار کرتا ہے اور یہ خمیر شراب کی بجائے ہر کہ بنا دیتا ہے اور

یہ بھی ممکن ہے سرکہ بنانے کی کوشش میں شراب بن جائے۔ مگر یہ حادثات اب ان کارخانوں میں ہوتے ہیں جو علم کیمیا سے باقاعدہ آشنا نہیں۔ کیونکہ سائنسی طور پر عملیات کے لیے ہر قسم کے جراثیم علیحدہ کئے جاتے ہیں اور کارخانوں میں خمیر اٹھانے کے لیے یا خمیر پر بھروسہ کرنے کی بجائے مطلوبہ قسم کے جراثیم کی ایک خالص کھپ بڑا راستہ مال میں داخل کر دی جاتی ہے۔ بڑے بڑے کارخانے اب وہی بناتے وقت پرانے طریقہ سے "جاگ" نہیں لگاتے بلکہ وہ دھ کو وہی میں تبدیل کرنے والے جراثیم کو پانی میں حل کر کے ان کا ایک قطرہ ڈال کر من بھروہی حاصل کر لیتے ہیں۔ بلکہ اس ترکیب سے حاصل ہونے والا وہی یقینی طور پر میٹھا ہوتا ہے۔ نگر کو سرکہ میں تبدیل کرنے والے جراثیم کو کتے ہیں بعض ماہرین ان کو کتے ہیں۔

آج کل تین قسم کا سرکہ بازار میں ملتا ہے۔ ایک وہ جو پھولوں وغیرہ سے قدرتی طریقہ سے بنتا ہے۔ دوسرا جو کے مالٹ سے بنتا اور تیسرا تیزاب سے مصنوعی طور پر تیار ہوتا ہے۔

ارشادات نبویؐ

حضرت جابر بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں۔
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سأل اہلہ الا دام فقالوا ما
 عندنا الا خل فدعا بہ، وجعل یا کل بہ ویقول نعم الا دام
 الخل، نعم الا دام الخل۔ (مسلم، ابن ماجہ)
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے گھر والوں سے سالن کا پوچھا۔ انہوں نے
 کہا کہ ہمارے پاس سرکہ کے علاوہ کچھ نہیں۔ انہوں نے اسے طلب کیا اور فرمایا
 وہ سرکہ بہترین سالن ہے۔ سرکہ بہترین سالن ہے۔

حضرت ام ہانیؓ روایت فرماتی ہیں۔

دخل على النبي صلى الله عليه وسلم فقال عندك شيء
قلت لا الا خبز يا بصر وحل، فقال هاتي ما افتقر
بيت من ادم فيه خل - (ترمذی)

ہمارے گھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کھانے
کے لیے کچھ ہے میں نے کہا نہیں! البتہ باسی روٹی اور سرکہ ہے۔ فرمایا کہ اسے لے
آؤ۔ وہ گھر بھی غریب نہیں ہوگا۔ جس میں سرکہ موجود ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعد الا داء
الخل -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے۔ حضرت ام سعدؓ
فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے گھر میں موجود تھی اور انہوں نے فرمایا۔

هل من عداء قالت عندنا خبز، وتروخل فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم نعد الا داء الخل
اللهم بارك في الخل فانه كان اداء الانبياء قبلي
ولم ينقر بيت فيه خل (ابن ماجه)

(کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس روٹی، کھجور اور
سرکہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہتر سالن سرکہ ہے۔ اسے اللہ
تو سرکہ میں برکت ڈال کے یہ مجھ سے پہلے نبیوں کا سالن تھا۔ اور وہ گھر غریب
نہ ہوگا جس میں سرکہ موجود ہوگا۔)

کتاب مفرد سمر: سرکہ ان چیزوں میں سے ہے جو زمین میں پیدا نہیں ہوتیں اور ان

کو مختلف صورتوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ مگر انسان زمانہ قدیم سے سرکہ بنانے کے فن سے آشنا تھا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ہزاروں سال گزرنے کے بعد ترکیب میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ الہامی کتابوں میں اس کا ذکر بڑی کثرت سے ملتا ہے۔۔۔۔ پھر پورے نے اس سے کھانے کے وقت کہا کہ یہاں آ اور روٹی کھا اور اپنا

نوالہ سرکہ میں بھگو۔ (زوت ۱۲: ۲)

یہاں پر سرکہ روٹی کے ساتھ سالن کے طور مہمان کو خاطر داری کے لیے پیش کیا گیا۔۔۔۔ انہوں نے مجھے کھانے کو اندرائن بھی دیا اور میری پیاس بجھانے کو انہوں

نے مجھے سرکہ پلایا۔ (زبور - ۲۱: ۶۹)

یہاں سرکہ سے پیاس بجھانے والے فائدے کی سمت اشارہ ہے جبکہ اندرائن ناقابل قبول اور سخت کرٹوا ہوتا ہے۔

جیسا دانتوں کے لیے سرکہ اور آنکھوں کے لیے دھواں ویسا ہی کاہل اپنے

بھیجنے والوں کے لیے ہے۔ (امثال ۲۶: ۱۰)

اس جگہ یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ سرکہ دانتوں کے لیے مضر یا بے کار ہے جو کہ

درست نہیں۔ کیونکہ سرکہ یقیناً مفید ہے۔

جو کسی غمگین کے سامنے گیت گاتا ہے وہ گویا جاڑے میں کسی کے کپڑے

اتازتا اور سچی پر سرکہ ڈالتا ہے (سچی سے مراد پکا ہوا دنبہ ہے تو اس پر سرکہ

بعد میں ڈالنا اور پہلے اس کو گلانے میں مفید ہے)۔ (امثال ۲۰: ۲۶)

حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب کئے جانے کا واقعہ انجیل میں متزاد روایات

کے ساتھ ہے کیونکہ قرآن نے اس کی مکمل نفی کی ہے۔ مگر وہ اپنے انداز میں بھی جب بیان

کرتے ہیں تو ہر جگہ کہانی مختلف ہے۔ لیکن ہر راوی نے پیاس بجھانے کے لیے سرکہ ضرور

بیان کیا ہے۔

..... اور فوراً ان میں سے ایک شخص دوڑا اور اسپینج لے کر سرکہ میں ڈبوایا اور سرکنڈے پر رکھ کر اسے چسایا۔ (متی - ۲۸ : ۲۷)

..... ایک نے دوڑ کر اسپینج کو سرکہ میں ڈبوایا اور سرکنڈے پر رکھ کر اسے چسایا اور کہا ٹھہر جا۔ (مرقس - ۱۵ : ۲۶)

..... سپاہیوں نے بھی پاس آکر اور سرکہ پیش کر کے اس پر ٹھٹھا مارا

(لوقا - ۲۴ : ۲۶ : ۲۳)

..... وہاں سرکہ سے بھرا ہوا ایک برتن رکھا تھا۔ پس انہوں نے سرکہ میں بھگوئے ہوئے اسپینج کو زونے کی شاخ پر رکھ کر اس کے منہ سے لگایا۔

(یوحنا - ۱۹ : ۲۹-۳۰)

ان آیات میں زوفہ اور اندرائن کا ذکر آیا ہے۔ عرب میں اندرائن کو حنظل یعنی توہبہ کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یزدائقہ اور یہ سے منع فرمایا۔ زوفہ مشہور دوائی ہے جس کی بنانا قیامت اب بھی متعین نہیں۔

محدثین کے مشاہدات

سرکہ ٹھنڈک اور حرارت کا ایک حسین امتزاج ہے۔ یہ جسم سے غلط مادوں کو نکالتا ہے۔ اور طبیعت کو فرحت دیتا ہے۔ سرکہ معدہ کے التهاب کو دور کرتا ہے جسم سے زہریلی ادویہ کے اثر کو دور کرتا ہے۔ پتہ سے صفرا کے نکلنے کی رفتار کو اعتدال پر لاتا ہے۔ جسم کے کسی حصہ میں اگر خون کو انجماد ہو جائے تو یہ اسے حل کر کے پھر سے سیال بنا دیتا ہے بچے والی عورتوں کا دودھ اگر رک جائے تو سرکہ کے لیپ اور سرکہ پینے سے جاری ہو جاتا ہے۔ یہ پیاس کو بجھاتا ہے۔ پیٹ کو چھوٹا کرتا ہے۔

تلی کے بڑھنے کو روکتا ہے۔ جسم میں ورم کی پیدائش کو روکتا ہے۔ خوراک کو ہضم کرتا

ہے۔ زودِ مہم غذاؤں کے بوجھ سے نجات دیتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے اور چھوڑے پھنسیوں کو دور کرتا ہے۔

سرکہ کو گرم کر کے اگر اس میں نمک ڈال کر پیا جائے تو یہ منہ کی غلاظت کو دور کرتا ہے حلق میں تلخی، جلن، بوجھ کو دور کرتا ہے۔ گلے کی رکاوٹ کو دور کرتا۔ اور وہ لوگ جن کو سینے میں بوجھ کی کیفیت محسوس ہوتی ہے ان کو اس سے فائدہ دیتا ہے۔

گلے کے اندر لٹکنے والے کوڑے کی سوزش۔ حساسیت اور اس کے ٹیڑھا پن میں مفید ہے۔ گرم سرکہ کے غرارے دانت کی درد کو ٹھیک کرتے ہیں اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ گرم سرکہ کا پینا معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ جسمانی قوت میں اضافہ کرتا ہے۔ چہرے کو جاذب بناتا ہے۔ موسمِ گرما میں سرکہ پینا جسم کی حدت کو کم کر کے طبیعت کو مطمئن کرتا ہے۔ علامہ محمد احمد فرہی کہتے ہیں کہ سرکہ گرمی اور ٹھنڈک دونوں کی تاثیر رکھتا ہے۔ لیکن اس میں ٹھنڈک پیدا کرنے کا عنصر زیادہ غالب ہے۔ یہ معدہ کی سوزش کو دور کرتا ہے۔

عرقِ گلاب کے ساتھ سرد دروں میں مفید ہے۔ غذا کے ہضم کرنے میں مددگار ہے۔ گرم پانی کے ساتھ اس کے غرارے دانت درد کو مفید ہیں۔ خواہ وہ سوزش سے ہو یا اعصابی وجوہات سے سرکہ لگانے سے بونٹیں مرجاتی ہیں۔ پتی اور خارش پر اس کا لگانا مفید ہے۔ سرکہ اور گلاب کا عرق چلے ہوئے کا بہترین علاج ہیں۔ ابنِ القیم کہتے ہیں کہ اس کا لگانا سوزشوں سے پیدا ہونے والے اورام میں از حد مفید ہے۔ حسبِ الرشاو کے ساتھ جو کا اٹا ملا کر سرکہ میں لپیٹ بنا کر اعصابی دروں اور خاص طور پر عرق النساء کے لیے لپیٹ کریں۔ تو از حد مفید ہے۔ میتھی کے بیج اور نسطرون پیس کر سرکہ میں لپیٹ بنا کر پیٹ کی سوزش میں مفید ہیں۔ یہی نسخہ ورم سے پیدا ہونے والی دروں میں بھی مفید ہے۔

سرکہ کی کیمیاوی ہیئت : مشرقی ممالک میں سرکہ ہر اس پھل یا اناج سے بنایا

جاتا ہے جس میں نشابہ یا مٹھاس کی معقول مقدار موجود ہو۔ پھلوں میں انگور، گنا، جامن، چھندر، سیب، آلو بخارا، آلوچہ، سنکڑا، مالٹا حتیٰ کہ کھانڈ بنانے میں پنک جاتے والی راب سے بھی سرکہ بنتا ہے۔ جبکہ اجناس میں جو، گندم، مکئی، جوی، پاول اور جنوں سے سرکہ بن سکتا ہے۔ کیمیاوی طور پر سرکہ کا اصل جزو تیزاب ہے جسے سرکہ کا تیزاب یا

کتنے ہیں۔ پاکستان کے قوانین خوراک کی رو سے انسانی استعمال کے لیے تیار ہونے والے سرکہ کا کیمیاوی معیار لازمی طور پر اس طرح ہونا چاہیے۔

تیزاب سرکہ	۵، ۳ فیصدی
ٹھوس اجزا	۱، ۲
راکھ	۱، ۰

جو سرکہ مالٹ ایکسٹریکٹ سے بنایا جائے اس میں انسانی طور پر ۰.۵ تا ۱.۰ فیصد فاسفورس اور ۰.۳ تا ۰.۵ گرام فی سو گرام، نیٹروجن ہوتی ہے۔

غذائی قوانین کی رو سے سرکہ بن تانبہ، سنکھیا، سیبہ یا کسی معدنی تیزاب کا کوئی حصہ موجود نہ ہونا چاہیے۔ سرکہ کی ساخت کو پرکھنے کا معیار یہ ہے :

تیزاب	۵ فیصدی تک
معدنی اجزا	۲.۵ فیصدی تک
فاسفیٹ	۰.۸ تا ۰.۶
ناٹروجن	۰.۸ تا ۰.۶

۱۹۰۱۹

وہ سرکہ جو اجناس سے بنایا جاتا ہے اس میں سلفیٹ زیادہ ہوتے ہیں یعنی اس میں تیزابیت کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ جبکہ راب کے پھنے والے سرکہ کو جلا میں تو راکھ بہت کم ہوتی ہے۔

سرکہ کے اجزاء اور سرکہ میں تیزاب کی موجودگی کی وجہ سے سرکہ کو جعلی طور پر بنا کر بڑا آسان ہو گیا ہے۔ عام طور پر سرکہ کا تیزاب اسے کر اس میں پانی ملا کر پانچ فیصدی تیزابیت حاصل کرنے کے بعد کھانڈ کو جلا کر اس کی کڑوی اور زنگین رائیخ اس میں ڈال کر سرکہ کو زنگ اور ذائقہ دے دینے ہیں۔ یہ بات طے ہے کہ سفید سرکہ نام کی کوئی چیز قدرتی ذریعہ سے تیار نہیں ہو سکتی۔ دنیا کے ہر ملک میں جہاں بھی سفید سرکہ فروخت ہوتا ہے وہ مصنوعی طور پر سرکہ کے تیزاب سے تیار ہوتا ہے۔ جبکہ قدرتی اجزاء سے تیار ہونے والے سرکہ کا رنگ بھورا یا گہرا براؤن ہوتا ہے۔ اسے سفید نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان میں غذائی اجزاء کو تیار کرنے والے مشورہ ادارے جب سرکہ لاتے ہیں تو وہ مصنوعی ہوتا ہے۔ صرف دو ایسے ادارے ہیں جو خالص سرکہ بنتے ہیں۔ مگر ہمارے سرکہ ساز اس بارے میں بڑے دیانتدار ہیں بوتل کے لیبل بروافع الفاظ میں "مصنوعی بنا ہوا۔ یعنی SYNTHETIC ہمیشہ مرقوم ہوتا ہے۔"

سرکہ سازی

وہ سرکہ جو جو سے تیار ہوتا ہے ذرا مختلف انداز میں بنتا ہے۔ جو کے دانے توڑ کر ان کو بار بار گرم پانی سے گزارا جاتا ہے۔ اس سے نشاستہ کی پوری مقدار پانی میں حل ہو کر نکل جاتی ہے۔ اب اس پانی میں خمیر ملا کر اسے خمیر اٹھانے کے لیے لکڑی کے کنستروں میں رکھ دیتے ہیں۔ ان کو ڈھانپنے کے باوجود ان کے اطراف میں ہوا کی آمد و رفت کے لیے سوراخ رکھے جاتے ہیں۔ اس کا خمیر اٹھنے کے بعد جب اس میں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس نکل جاتی ہے تو کنستروں کے پینڈے میں لگی ہوئی ٹرنٹی کے ذریعہ سرکہ نکال لیتے ہیں مگر اوپر کا حصہ چھینک یا جاتا ہے سرکہ سازی کے عمل دوران اس میں بعض کارخانے مالٹ ایکٹریٹ علیحدہ سے شامل کرتے ہیں۔ جس سے اس میں ڈیٹا میں بک کی مزید مقدار شامل ہوتی ہے۔ ذائقہ بہتر ہوتا ہے اور زیادہ مقوی بن جاتا ہے۔ اس سرکہ کو کہتے ہیں

اور پاکستان میں بھی عام تیار ہوتا ہے۔

سرکہ بنانے کا جو طریقہ ہزاروں سال پہلے تھا آج بھی تقریباً وہی ہے۔ معدنی برتنوں میں سرکہ بنانے سے اس میں ان کی تاثیر اور ذائقہ آجاتے ہیں جو کہ ناپسندیدہ ہے۔ اس دوران امریکہ میں نیو آرلینز والوں نے ترکیب میں کچھ تبدیلی کی اور کچھ فرق فرانس والوں نے ڈالا مگر دونوں طریقے مقبولیت نہ پاسکے اور آج بھی پرانے طریقے مروج ہیں۔

سرکہ سازی کا بنیادی عمل یہ ہے کہ کسی بھی مٹھاس یا نشاستہ والے محلول میں خمیر ملا کر اس میں خمیر اٹھاتے ہیں۔ اس طرح اس میں مکمل بنتی ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس خارج ہوتی ہے۔ اس مکمل سے جب آکسیجن ملتی ہے تو سرکہ بن جاتا ہے۔ محدود پیمانے پر سرکہ بنانے کے لیے خمیر یا YEAST POWDER اور ماسٹ ایکٹریکٹ کی بجائے سرکہ بنانے والے جراثیم کی ایک مقدار براہ راست بھی شامل کی جاسکتی ہے جیسے کہ ANGIULA ACETI یہ جراثیم محلول کو بہت جلد سرکہ میں تبدیل کر دیں گے مگر اس کا خوشبو اور ذائقہ وہ نہ ہوگا جو خمیر سے پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض صنایع اور پروالی سطح کو کبھی نہیں دیتے۔ کیونکہ اس میں جراثیم کی "لاگ" ہوتی ہے۔ جسے آئندہ نیا گھان بنانے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

یورپ میں طے والا سرکہ شرابوں سے براہ راست بھی تیار کیا جاتا ہے۔ ہر خمیر شدہ شراب سے سرکہ بنتا ہے۔ مگر خوبی یہ ہے کہ اس میں نشہ نہیں ہوتا۔ لوگوں کو سرکہ پلانے کے بعد اس کو تیز کرنے کے لیے عمل کشید سے گزار کر دیکھا ہے۔ مگر اس میں تیزابیت زیادہ آجاتی ہے اور بہت سے قائلے نکل جاتے ہیں۔ اس لیے کشید شدہ یا DISTILLED VINEGAR خوردنی اور معالجاتی مقاصد کے لیے بے کار ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات :

اطباء قدیم نے سرکہ کی تاثیر اس کی کیمیاوی ہیئت کی بجائے اس کے ماخذ سے

بیان کی ہے کہ سبب۔ ہی اور ناشپاتی سے بننے والا سرکہ مقوی ہوتا ہے۔ جامن اور تاروی کا سرکہ ورم طحال کو کم کرتا ہے۔ اور بچگی روکتا ہے۔ پیٹ سے لقمہ نکالتا ہے۔ جنگلی پیاز کا سرکہ آواز کو صاف کرتا ہے۔ معدے کو قوت دیتا ہے۔ سنگ مثانہ میں مفید ہے۔ اس سے کلیاں کرنے سے سوزش مضمبوط ہوتے ہیں۔

حکیم غلام امام نے گڑ سے سرکہ بنانے کے لیے بارہ سیر گڑ کو ایک من پانی میں ڈال کر خمیر اٹھانے کے بعد اس میں پودینہ ملا کر کشید کرنے کی ترکیب بیان کی ہے۔ انہوں نے "علاج الغزبا" میں سرکہ بیک وقت دوا اور غذا قرار دیا ہے۔ ان کے کشید کردہ سرکہ کو "عرق نعناع" کہتے ہیں۔ اور عرق کو امراضِ معدہ اور بڑھی ہوئی تلی میں حکماء نے اکیر قرار دیا ہے۔

سرکہ کھانے کے بعد معدہ کا فعل قوی ہو جاتا ہے۔ پیاس کی شدت کم ہو جاتی ہے وہ غذائی جو آسانی سے مضم نہیں ہوتیں۔ اگر ان کے ساتھ سرکہ شامل کر لیا جائے تو مضم ہو جاتی ہیں۔ پیٹ سے سڑے نکالتا ہے۔ انجیر کو دو روز تک سرکہ میں بھگو کر کھایا جائے تو بڑھی ہوئی تلی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تلی میں سرکہ کے لیے خصوصی رغبت ہے۔ اس لیے سرکہ کی جو بھی مقدار پیٹ میں جاتی ہے۔ وہ فوراً تلی میں داخل ہو جاتی ہے۔ اس لیے وہ ادویہ جو تلی کے علاج میں دی جائیں اگر ان کے ساتھ سرکہ بھی شامل کر دیا جائے تو اثر جلد ہوتا ہے۔ منقہ اور بیج کیر کو سرکہ کے ساتھ ہنار منہ کھایا جائے تو پیٹ کے کیرے مرجلتے ہیں۔

سرکہ پینے سے شراب اور فیون کا نشہ اتر جاتا ہے۔ چونکہ سرکہ بنیادی طور پر تیزابی صفات رکھتا ہے۔ اس لیے قوی رجحان والی زہروں کے علاج میں سرکہ دینا صحیح معنوں میں علاج بالقصد ہے۔ جیسے کہ کاسٹک سوڈا وغیرہ۔ اپریشن کے بعد مریض کو جو تفتی آتی ہے اس کو روکنے کے لیے رومال کو سرکہ میں تر کر کے مریض کے منہ پر ڈال دیا جاتا

ہے۔ بیہوشی کے بعد کی متلی رک جاتی ہے۔

دیرک طب میں بھی سرکہ کا ذکر کافی ملتا ہے۔ ویدوں نے میفندہ کے علاج میں سرکہ کو مفید قرار دیا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق پیاز کے ٹکڑے کا ٹکڑا سرکہ میں بھگو دینے جائیں۔ میفندہ کی وباد کے دنوں میں اس پیاز کو کھانے سے میفندہ نہیں ہوتا۔

اطباء قدیم نے سرکہ میں پکائے ہوئے گوشت کو جسے "سکیاج" کہتے ہیں کمزور جسم والوں کے لیے مفید قرار دیا ہے۔ بلکہ یہ یرقان میں نافع ہے اور بھوک بڑھاتا ہے پھیپھڑوں سے نکلنے والے خون سرکہ پینے سے بند ہو جاتا ہے۔ شہد کے ساتھ سرکہ ملا کر پینے سے جینے کا درد اور کمی دور ہو جاتی ہے جسم کے اکثر مقامات سے ہونے والے اندرونی جریان خون میں سرکہ پلانا مفید ہوتا ہے۔

سرکہ بیک وقت ٹھنڈا بھی ہے اور گرم بھی۔ پیاس کی شدت میں سرکہ کے ساتھ پانی اور نمک ملا کر دینے سے تسکین زیادہ اچھی طرح ہوتی ہے اور یہ نسخہ سن سٹروک سے بچاؤ کے لیے بھی از حد مفید ہے۔

سرکہ کے بیرونی استعمال:

بخار کی شدت کو توڑنے کے لیے مریضوں کے جسم پر پانی پھیرا جاتا ہے اس کی عام ترکیب یہ ہے کہ ناز و پانی میں کپڑا بھگو کر مریض کے جسم پر پھیرتے ہیں۔ اطباء کا کہنا ہے کہ اس پانی میں اگر سرکہ ملا لیا جائے تو فائدہ زیادہ جلد ہوتا ہے۔

اپنے اثرات کے لحاظ سے سرکہ حیرت انگیز کشدافع تعفن اور مقامی طور پر خون کی گردش میں اضافہ کرتا ہے۔ ان فوائد کی بنا پر یہ پھپھوندی سے پیدا ہونے والی تمام سوزشوں میں کمال کی چیز ہے۔ اس میں اگر کسی اور دوائی کا اضافہ نہ بھی کیا جائے تو پیپ۔ دار۔ اور رانوں کے اندرونی طرف کی خارش میں مفید ہے۔ پھپھوندی کے

علاج میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ پھپھوندی دواؤں کی عاری ہو جاتی ہے۔ اس لیے صبح دوائی کے چند روزہ استعمال کے بعد فائدہ ہوتا رک جاتا ہے۔ بلکہ موثر دوائی کے استعمال کے دوران ہی مرض میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔ ایسے ہی ماہرینِ امراضِ جلد یہ تجویز کرتے ہیں کہ تھوڑے دنوں کے علاج کے بعد دوائی تبدیل کر دی جائے۔ انہی امراض کی بعض دواؤں سے مطلوبہ فوائد حاصل کرنے کے لیے انہیں مہینوں لگانا پڑتا ہے۔ حال ہی میں واڈو قریبا کے بارے میں ایک جرمن دوائی کے فوائد کے مشاہدات کی تفصیل جاری ہوئی ہے جس کے مطابق کچھ مریض ۲۸ ماہ تک زیرِ علاج رہے۔ سرکہ وہ منفرد دوائی ہے جس کی پھپھوندی عادی نہیں ہوتی اور یہ ہر حال میں اس کے لیے مفید ہے۔ حافظ ابنِ قیمؒ کے مشاہدات کی روشنی میں پھپھوندی سے پیدا ہونے والی سوزشوں کے لیے ایک نسخہ آزما یا گیا۔

برگ مہندی۔ سنائی۔ کلونجی۔ میتھرے۔ حب الرشاد۔ قسط شیریں کو ہم وزن میں کر اس کے ایک پیالہ میں چھ پیالہ سرکہ ملا کر اسے دس منٹ ہلکی آہنی پر ایالا گیا پھر کپڑے میں بچوڑ کر چھان کر یہ لوشن ہمہ اقسام کی پھپھوندی۔ دارالشلب۔ یقہ میں استعمال کیا گیا۔ فوائد میں لا جواب پایا گیا۔ کسی بھی مریض کو بیس روز کے بعد مزید علاج کی ضرورت نہ رہی۔ جن مریضوں میں پھلکے تھے اور مقامی طور پر اکڑن تھی ان میں اسی نسخہ کو سرکہ کی بجائے زیتون کے تیل میں اسی تناسب کے ساتھ لپکایا گیا اور دوائی آمیز تیل اسی وقت تک لگایا گیا جب تک پھلکے اتر نہ گئے اور اکڑن کم نہ ہوئی۔ اس کے بعد سرکہ والا مرکب پھر سے شروع کیا گیا۔ چونکہ ان تمام ادویہ کو اپنی افادیت کے بارے میں بارگاہِ نبوت سے سند حاصل تھی اس لیے کسی ناکامی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ عرقِ گلاب میں سرکہ ملا کر ماتھے پر لگانے سے گرمی کا سر درد جاتا رہتا ہے۔ بعض نسخوں میں روغنِ گل یا زیتون کا تیل بھی تجویز کیا گیا ہے۔

گرم پانی میں نمک اور سرکہ ملا کر کلیاں کرنے سے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔

یہ عمل اگر بار بار کیا جائے تو مسوڑھوں سے سوزش کو بھی دور کر دیتا ہے۔ اسی مرتبہ کے غراسے کئے سے حلق کی سوزش اور خناق میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔ بچھو کے کاٹے بڑھال سرکہ یا سرکہ میں قسط شیریں کو حل کر کے لگانے سے درد اور زہر جاتا رہتا ہے۔ پائوریہا کے لیے مفید ہے۔

الطبا زقیم نے تپی۔ خارش اور حساسیت میں گنے کا سرکہ پلانے اور لگانے کی سفارش کی ہے سرخ اینٹ کو آگ میں شریخ کر کے اس پر سرکہ چھینٹے دیتے سے جو دھواں نکلتا ہے وہ اسے زکام کے لیے مفید قرار دیتے ہیں۔ سرکہ میں گندھک ملا کر لیپ کرنے سے جڑوں میں گنٹھیا کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ ایک اور نسخہ کے مطابق اس میں گندھک کی بجائے میٹھا تیل ملا کر مالش کرنا بھی مفید ہوتا ہے۔ ہم نے سرکہ کے ساتھ حب الرشاد ابال کر اس میں زیتون کا تیل ملا کر جب دکھتے پھٹوں پر مالش کروائی تو ان کی اینٹھن میں بے انتہا مفید پایا۔

سرکی جلد اور بالوں کی بیماریوں کے لیے اساتذہ کے اکثر نسخے سرکہ ہی پر مبنی ہیں۔ بوملی سینا کہتے ہیں کہ روغن گل میں ہم وزن سرکہ ملا کر خوب ملائیں۔ پھر موٹے کپڑے کے ساتھ سر کو رگڑا کر سر کے گنچ پر لگائیں۔ انہی کے ایک نسخہ میں کلونچی کو ترو سے پر جلا کر سرکہ میں حل کر کے لیپ کرنے سے گنچ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ بکری کے کھرا اور بھینس کے سینگ کو جلا کر سرکہ میں حل کر کے سر پر بار بار لگانے سے گرے بال آگے آتے ہیں۔ اسی مقصد کے لیے اورک کا پانی اور سرکہ ملا کر لگانا بھی مفید ہے۔ بال اگانے کے لیے کاغذ جلا کر اس کی راکھ سرکہ میں حل کر کے لگانے کے بارے میں بھی حکماء نے ذکر کیا ہے۔ عرق النساء اور اعصابی دردوں میں حب الرشاد اور جو کا آٹا سرکہ میں حل کر کے لیپ کرنا مفید ہے۔

سرکہ بطور غذا۔ سرکہ غذا کے طور پر یا سنت نبویؐ کے مطابق سالن کی صورت

میں تو مدتوں سے مستعمل ہے۔ اب اس کے واقع نقصان اثرات اور حیران کن فائدے کوئی انارٹ میٹر لگائی ہے۔ سرخ مرچوں کو پیس کر سرکہ میں پکا کر چینی چٹنی بنتی ہے۔ اس کا کمال یہ ہے کہ اگر اس کو کسی چیز میں ڈالیں

تو مریح کا ذائقہ بڑا نہیں لگتا۔ انڈیا اور زیمون ملا کر سرکہ کو خوب چلانے سے MYONAISE چٹنی بنتی ہے۔ اسے تلی ہوئے گوشت کے قتلوں پر لگا کر کھائی تو ذائقہ لا جواب ہو جاتا ہے۔ مٹا بت ران یا گوشت کے بڑے ٹکڑوں کو پکانے سے پہلے پھینے لگا کر سرکہ لگایا جاتا ہے۔ اس سے گوشت کے سخت ریشے گل جاتے ہیں۔ چینی کھانوں کی اکثریت میں سرکہ ایک جزو لاینفک ہے۔

سرمہ — اشمہ

ANTIMONY

ANTIMONY SULPHIDE

سرمہ ایک سیاہ رنگ، چمکدار پتھر ہے جو مصر، افریقہ، ایران اور عراق میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں یہ وزیا نگر کے علاقہ میں ملتا ہے۔ پاکستان میں سرمہ کا پتھر باجوڑ، چترال اور کوہستان کے علاقہ میں پایا جاتا ہے۔ کتنے ہی کہ دنیا کا بہترین سرمہ اصفہان اور چترال میں پایا جاتا ہے۔

کیماوی طور پر سرمہ کا پتھر ANTIMONY کی کچھ دھات (ORE) ہے۔

احادیث نبوی

زمانہ قدیم سے معری عورتیں اپنی آنکھوں میں سرمہ لگا کر ان کو خوبصورت بناتی رہی ہیں۔ مگر ان کے طبی فوائد کا تاریخ طب میں پہلی مرتبہ اظہار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی سے ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خیر اکحل کحل الاشمہ۔ یجلو البصر و ینبت الشعر

(ابن ماجہ، ترمذی، مسند احمد، ابن حبان، الحاکم، الطبرانی)

انہما کے سرموں میں سب سے بہترین اشمہ ہے۔ یہ بیانی کو روشن کرتا ہے۔

اور بال اگاتا ہے۔

یہی روایت احمد، ترمذی، الحاکم اور ذہبی نے سالم بن عبداللہؓ سے بھی بیان

کی۔ جسے انہوں نے اپنے والدِ محترم سے سنا۔

حضرت بریدہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلاث يزدن في قوة البصر، الكحل الاثمد والمنظرة
الى الخصرة والمنظرة الى وجه حسن
(ابوالحسن عاقلی فی فوائد)

تین چیزیں بینائی میں اضافہ کرتی ہیں اٹمڈ کا سرمہ۔ سبز سے کو دیکھنا، اور خوبصورت
چہروں کا دیدار)

حضرت عبدالرحمان بن نعمان بن معبد بن ہودۃ الانصاری اپنے والدِ گرامی سے
روایت کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امو بالاثمد المروح عند
النوم۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اٹمڈ کا مروح سرمرات سوتے
وقت استعمال کیا جائے،

ابو عبید اس کی تفسیر میں بتاتے ہیں کہ مروح سے مراد وہ سرمہ ہے جس میں
کستوری ملائی گئی ہو۔

سرمہ لگانے کے بارے میں سنتِ نبویؐ کی کیفیت حضرت عبداللہ بن عباسؓ
اس طرح بیان کرتے ہیں۔

كانت للنبي صلی اللہ علیہ وسلم مكحلة يكتحل
منها ثلاثا في كل عين۔ (ابن ماجہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی۔ جس میں سے وہ ہر آنکھ میں تین
مرتبہ لگایا کرتے تھے،

اسی عمل مبارک کی مزید تفصیلات انہی نے ایک دوسری جگہ بیان فرمائی ہیں۔
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکتحل يجعل
 فی الیمنی ثلاثا یبتدی بہا، ینختہ بہا و فی
 الیسری ثنتین۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سرمہ لگاتے تو دائیں آنکھ میں تین سلائیاں
 لگاتے۔ اس کی ترکیب یہ تھی کہ دائیں سے شروع کرتے اور اسی پر ختم کرتے اس
 طرح بائیں میں دو سلائیاں پڑتیں۔

امام احمد بن حنبلؒ کی تشریح کے مطابق ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں لگائی جائیں۔
 ان کی فقہ پر عمل کرنے والے پہلے ایک آنکھ میں تین مرتبہ لگا کر پھر دوسری میں
 تین لگاتے ہیں۔

محدثین کے مشاہدات :

سرمہ افریقی ممالک سے بھی آتا ہے مگر اصفمان کا سرمہ سب سے عمدہ ہوتا ہے
 سرمہ کو عربی میں "حجر الکحل" کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ یہ چمکدار اور سیاہ ہے
 جس میں ریت اور مٹی ہوتے ہیں۔ یہ آنکھوں اور ان کے اعصاب کو تقویت دیتا ہے
 زخموں کے اوپر اور اس پاس جو فالٹو گزشت نمودار ہو جاتا ہے۔ سرمہ اسے زائل
 کرتا ہے۔ ان کو مندل کرتا ہے۔ ان سے غلاظت نکالتا ہے اور بند راستے کھول
 دیتا ہے۔

اس فائدے کو مد نظر رکھتے ہوئے KELOIDS کے چند مریضوں پر سرمہ کے
 بعض مرکبات کا تجزیہ کیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ سرمہ ایسے عملوں کی شکل اختیار کرے
 جو زخم پر اثر انداز ہو سکے۔ اس غرض کے لیے SULPHIDE کا پانچ فیصدی

مرہم ویسلین اور چارنیفیدی مرہم زیتون کے تیل میں بنائی گئی KELOIDS سے مراد جلد پر وہ فالتوزتہ ہے جو زخموں اور خاص طور پر آگ سے چلنے کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ طب قدیم و جدید میں اسی بیماری کا کوئی آسان علاج موجود نہیں۔ اکثر اوقات جلد کا متاثرہ ٹکڑا کاٹ کر نکال دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس پر ایکیرے کی شعاں ڈالی جاتی ہیں اگر یہ صورت دو تین جگہوں تک محدود ہو تو فائدہ ہو سکتا ہے اور اگر پورے جسم پر ہو تو پھر جگہ جگہ کو کاٹنا اور بجلی لگانا ممکن نہیں۔ سرمرہ کی مرہم اس اندھیرے میں روشنی کی پہلی کرن ہے۔

ہم نے بیدوائی ذاتی طور پر چار مرصیوں میں استعمال کی ہے زیادہ پر اس لیے ممکن نہ ہو سکا کہ یہ بیماری اتنی عام نہیں، ان میں سے ہر ایک کو فائدہ ہوا۔ زکام کے دوران آنکھوں سے سینے والا پانی سرمرہ سے خشک ہو جاتا ہے۔ اور آنکھ کی سُرخی جاتی رہتی ہے اسے چکنائی میں حل کر کے آگ سے جلے ہوئے زخموں پر لگانا از حد مفید ہے۔

وہ لوگ جو باقاعدہ سرمرہ لگاتے ہیں ان کی بینائی بڑھاپے میں بھی کمزور نہیں ہوتی۔

سرمرہ کے بارے میں جدید اعتراضات:

پاکستان میں سرمرہ کا پتھر چند مقامات پر دستیاب ہے کانکنی سے جتنا بھی حاصل ہوتا ہے وہ قومی ضروریات میں کام آجاتا ہے۔ بازار میں فروخت نہیں ہوتا۔ بازار میں ملنے والے تمام سرمرے آزاد کشمیر سے حاصل ہونے والے سلیسہ کے پتھر سے بنتے ہیں جو کہ نذو۔ ANTIMONY ہے اور نہ ہی اس سے وہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمرہ کے بارے میں بیان فرمائے۔

دیدک طب میں سلیسہ کا سرمرہ "کرشن سرمرہ" کے نام سے یا قاعدہ مذکور ہے

کیونکہ ان لوگوں کو سرمہ کے پتھر اور اس کی کیمیائی حیثیت سے آشنائی نہ تھی۔ دریائے سندھ کی بالائی وادی سے ملنے والے اس پتھر کو جلا کر اس کے ساتھ سیلاب نہ چلا اور بھیم سینی کا فوراً آنکھوں میں لگاتے کے لیے ویدک نسخوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ جن میں سے اکثر آنکھوں کے لیے مقامی طور پر مضر اور غنائے مغالی سے جذب ہونے کے بعد جسم میں سیاتی اثرات کا باعث ہو سکتے ہیں۔ کرشن سرماہر گزارشادات کے مطابق نہیں اور اسے استعمال کرنا بیماری کو دعوت دینے کے برابر ہے۔

کراچی کے ایک ڈاکٹر صاحب نے کستی شہرت حاصل کرنے کے لیے حال ہی میں ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ سرمہ آنکھوں کے لیے مضر ہے۔ ان کے اس اظہار پر رائے حاصل کرنے کے سلسلہ میں امراض العیون کے مسلمہ ماہرین میں پروفیسر سید واصف قادری۔ پروفیسر راجہ ممتاز قلی خان۔ پروفیسر محمد منیر الحق صاحبان سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ سرمہ بلاشبہ آنکھوں کے لیے مفید ہے۔ یہ اکثر بیماریوں کا علاج ہے اور متعدد بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ کئی ایک استادوں نے بتایا کہ وہ اسے ذاتی طور پر بھی استعمال کرتے ہیں اور اس کے فوائد کے زندہ ثبوت ہیں۔

مسلمانوں میں سرمہ سنت نبویؐ کے طور پر راج بوسے اب چودہ سو سال سے مزائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اسے کرڈروں نہیں اربوں افراد نے استعمال کیا اور اتنے طویل عرصہ کے مشاہدات کے بعد بھی اس کے مضر اثرات کے بارے میں کوئی شہادت پیش نہیں سنت پر عمل کرنے کے مشتاق ساری عمر باقاعدگی سے سرمہ لگاتے رہے ان کی بینائی نہ بڑھاپے میں بھی کمزور ہوئی۔ نہ ان کی پلکوں کے بال گرے اور نہ ہی سر سے گرنے والی بھرنے ان کی پلکوں میں سوزش پیدا کی۔ کچھ دن بوسے انگلستان میں بھی کسی نیم خواندہ ماہر کے مشورہ پر وہاں سرمہ کی درآمد پر پابندی لگائی گئی تھی۔ خیال تھا کہ اس سے آنکھوں کو نقصان ہرگز نہیں ہے۔ اس باب میں جب مزید تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ اٹھنے کے خالص سرمہ

کے استعمال سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ جن کو تکلیف ہوئی انہوں نے ”کرشن سرمہ“ استعمال کیا تھا۔ ویدک طب میں سیرہ کے سرمہ کو کرشن سرمہ کہتے ہیں۔

جدید مشاہدات:

حکومت ہند کے یونانی ادویہ کے شعبہ کی تحقیقات کے مطابق آنکھوں کے لیے سرمہ بنانے کا بہترین نسخہ یہ ہے۔

سرمہ کے پتھر کو پہلے آگ میں رکھ کر سرخ کر لیا جائے۔ پھر اکیس دن بارش کے پانی میں بھگو کر رکھیں۔ پھر اسے ۱۲ گھنٹے تڑھپلا کے پانی میں جوش دیں۔ وہاں سے نکال کر خشک کر کے سونف کے عرق میں اتنا کھل کریں کہ باریک ریشمی کپڑے سے صہن کر نکل جائے۔ اب یہ آنکھوں میں لگانے کے قابل ہو گیا۔

اس نسخہ میں بارش کا پانی ایک ایسی چیز ہے جسے قرآن مجید نے مبارک قرار دیا۔ محدثین اس کی افادیت میں متعدد روایات بیان کرتے ہیں۔

سرمہ کی باریکی کے بارے میں حکیم مفتی فضل الرحمان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اسے پیس کر جینی کی تھالی میں پھیلا کر دھوپ میں لے جاتے تھے۔ وہاں تھالی کو معمولی حرکت دیتے تھے اگر ذرات بڑے ہوں تو ان سے سورج کی شعاعیں منعکس ہوتی ہیں۔ اگر سرمہ پوری طرح باریک ہو تو اس سے شعاعیں منعکس نہیں ہوتیں۔

بھارتی ماہر علم ادویہ ندکارنی تجویز کرتا ہے کہ سرمہ میں سہاگہ بریاں پھنکڑی بریاں فلمی شورہ اور سنگ بھری ملا کر اسے لمبوں کے عرق میں کھل کر کے استعمال کریں۔ یہ سب محقق اس امر پر متفق ہیں کہ سرمہ آنکھوں کے لیے مفید ہے۔

سرمہ کے دیگر استعمال: محدثین کرام نے سرمہ کو عفونت والے زخموں اور ایسی

سوزشوں اور خلیاتی بیماریوں میں تجویز کیا ہے جن میں گوشت بڑھ جائے یا زائد گوشت پیدا ہو گیا ہو۔ جیسے کہ آنکھ میں ناخن بڑھتے ہوئے گوشت والا لالہ بوری پھوڑا مثالی

ہے۔ انگریزی میں بھی اس کا تقریباً یہی نام ہے البتہ یہ BAYER - LEISHM

کہلاتا ہے۔ اس کی ایک قسم خون میں داخل ہو کر بخار کی ایک صنف پیدا کرتی ہے۔ جسے انگریزی میں "کالا آزار" کہتے ہیں۔ طب جدید میں اس بیماری کے جتنے بھی علاج آزمائے گئے آخر بیکار ہوئے۔ لوگوں نے سٹرنٹ اور سنکھیا کے مرکبات بھی دیئے مگر بات نہ بنی آخر سرمہ آزما گیا۔ اس کا ایک مرکب - STIDGLUCOL بڑا مفید ثابت ہوا یہ حقیقت میں سرمہ کے ساتھ گلوکوس کا اشتراک تھا۔ پھر ایک اور مرکب - STIBATIN آیا جس میں سرمہ کے ساتھ گلوکوس اور ٹارٹرک ایسڈ مشترک تھے۔

جنوبی امریکہ کے ممالک۔ افریقی براعظم اور مصر میں طفیلی کیڑوں سے پیدا ہونے والی دو بیماریوں اذیت پہنچانے اور جسموں کو بیکار کر دینے میں بڑی بدنام ہیں۔ کیڑے اندر گھس کر سوزش اور جریان خون کا باعث ہوتے ہیں۔ دوسری بیماریوں میں دوران خون میں رکاوٹ آنے سے شدید قسم کے ورم آتے ہیں۔ ان کو SCHISTOSOMIASIS اور

کہتے ہیں۔ اس خطرناک بیماری کے علاج کا سہرا مصری ڈاکٹر محمد خلیل

کے حصہ میں آیا۔ انہوں نے سرمہ کے ساتھ ایک کیمیاوی اشتراک میں FOUADIN نامی

ٹیکے تیار کئے۔ یہ ٹیکے آج بھی دنیا کی معتبر ترین دوا ساز جرمن کمپنی BAYER تیار کر کے

دنیا بھر میں مکمل کورس کی صورت فروخت کر رہی ہے۔ امریکن دوا سازوں کو اس میں زک

محموس ہوئی اور انہوں نے آج کل اپنی ایک ایجاد ان بیماریوں کے لیے تیار کی ہے مگر

اس کی بنیاد SOD ANTIMONYL TARTARATE ہے۔ جو کہ سرمہ کے پتھر سے بنتی ہے۔

ہومیو پیتھک

اس طریقہ علاج میں بیزاری۔ میلی زبان۔ نمانے سے بیماری بڑھنے

گرمی بری لگے۔ جوڑوں میں درد ہے۔ گفتگو میں بیزاری۔ جسم گرم۔ کبھی کبھی آنکھیں چہرے پر
 کیل مہاسے بھوک کم کھٹے کوچی چاہے۔ متلی۔ کھانسی۔ ایگزیمیا۔ بوڑھوں میں اونگھتے
 رہنے کی عادت میں ANTIMONY دیتے ہیں۔ اور اگر آلات تنفس میں مسلسل سوزش
 پرانی ہو جائے۔ سونگھنے کی حس ختم ہو جائے گلے میں خراش محسوس ہو تو نوبہ اکثر ہوتی ہے
 ANTIMONY SUPHURATUM دیتے ہیں۔

سناکی — سنا

SENNA

CASSIA ANGUSTIFOLIA

سنا ایک خورد و جھاڑی ہے جو حجاز مقدس کے پہاڑوں پر پیدا ہوتی ہے اس کے پتے دندانوں والے اور پودا ایک میٹر کے قریب بلند ہوتا ہے۔ کھا جاتا ہے کہ پہاڑوں پر چرنے والی بکریاں ان پتوں کو شوق سے کھاتی ہیں اس لیے حجازی بکروں کا گوشت مسهل ہوتا ہے۔ اس مفروضہ میں حقیقت نہیں کیونکہ حجاز کے تمام بڑے شہروں میں بکرے کا گوشت کھایا جاتا ہے اور کسی کو اسماں نہیں ہوتا۔ حجاز کی سنا کا پودا اپنی شکل و صورت اور فوائد میں دوسری تمام اقسام سے مختلف ہے۔ توریت مقدس میں آیا ہے۔

..... خدا کا فرشتہ ایک جھاڑی میں سے آگ کے شعلہ میں اس پر ظاہر ہوا۔

اس نے نگاہ کی اور کیا دیکھتا ہے کہ ایک جھاڑی میں آگ لگی ہوئی ہے

پر وہ جھاڑی بھسم نہیں ہوئی۔ (خروج ۲: ۲۳)

اس آیت میں کوہ طور پر ایک جھاڑی کا ذکر آیا ہے۔ لوگوں نے اس جھاڑی کو سنا

کی جھاڑی قرار دیا ہے۔ یہ مفروضہ درست نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے طور سینا کی خصوصیت

زراعت زیتون کو قرار دیا ہے۔ دوسری طرف مغربی محققین نے یہ بات حتمی طور پر ثابت

کر لی ہے کہ سنا کا اصل وطن مکہ معظمہ اور اس کے اطراف ہیں ۸۵۰-۸۶۰ کے درمیان

ایک عرب سنا کا پودا مصر لایا جس کی وہاں کاشت کی گئی۔ مصر کی زمین نے اس پودے

کو قبول کر لیا اور اب دریائے نیل کے پورے ڈیلٹا میں سوڈان، اسوان وغیرہ میں

سنا کی باقاعدہ زراعت ہوتی ہے۔ چونکہ سنا کے ذخیرے اسکندریہ اور پورٹ سوڈان کی بندرگاہوں سے مغربی ممالک جاتے ہیں اس لیے وہ اسے اسکندریہ کی سنا ALEXANDRIA SENNA کہتے ہیں۔ پورا مکہ کا ہے۔ اسی بیج سے یہ مہر میں کاشت ہوا مگر اس کے باوجود یہ شکل و صورت میں اپنی مادری سنا سے مختلف ہے اس لیے ماہرین نباتات اس کو CASSIA ANGUSTIFOLIA کہتے ہیں۔

طب میں سنا کا استعمال دسویں صدی سے پہلے کتابوں میں نہیں ملتا اور یہ بات طے ہے کہ اسے دوئی کے طور پر عرب اطباء نے دسویں صدی عیسوی سے شروع کیا۔ وہاں سے مغربی اطباء کو پسند آئی۔ بھارتی اطباء سنا سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اسے جنوبی ہند میں کاشت کیا۔ تریچنا پلی۔ میسور اور پانڈیچیری کے علاقہ کی سنا کو خصوصی نام دیئے گئے ہیں اور علم نباتات میں یہ CASSIA LANCEOLATA کہلاتی ہے کیونکہ اس کے پتے نشتر کی مانند ہوتے ہیں۔ کرنل چورپرانے یہ قرار دینے کی کوشش کی ہے کہ بھارتی سنا کی شکل و صورت سنا کی طرح ہے اس لیے یہ دونوں۔ LANCEOLATA ہیں۔ یہ درست نہیں۔ ان کی کیمیاوی ساخت۔ اثرات اور پتوں کی لمبائی مختلف ہے۔ اسی طرح پنجاب اور سندھ میں بھی سنا کی کاشت کافی ہوتی ہے۔ بازار میں سنا کی ایک قسم ”سکھری سنا“ میٹر ہے۔ جہاں تک قبض کشائی کا تعلق ہے اس میں کوئی کمی نہیں۔ لیکن جہاں سنا کے دوسرے طبی فوائد کا تعلق ہے یہ مکی قسم سے گھٹیا ہے۔

حجازی سنا کی کو مقامی لوگ مشرق کہتے ہیں اس کی پھلی گول۔ اسی کے پتے دونوں طرف سے چکنے ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ بنزی ٹائل زرد ہوتا ہے۔

ارشادات نبوی: حضرت اسماء بنت عمیسؓ حضرت ابو بکرؓ کی بیگم تھیں۔ روایت

فرماتے ہیں۔

قنت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بماذا کنت
نسبہ۔ شین قلت بالشبرم قال جار جآرثمہ استمشیت
بالسنا فقال لو کان شیء یشفی من الموت کان السنأ
والسنا شفاء من الموت۔ (ابن ماجہ)

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ میں کونسا مسل استعمال کرتی
ہوں۔ میں نے عرض کی کہ شبرم، انہوں نے فرمایا کہ وہ تو بہت گرم ہے اس کے
بعد سے میں سنا کا استعمال کرنے لگی کیونکہ انہوں نے فرمایا اگر کوئی چیز موت
سے شفا دے سکتی ہوتی تو وہ سنا تھی۔ اور سنا موت سے شفا ہے،

اس حدیث میں ارشاد ہوا۔ کہ کوئی چیز اگر موت سے شفا دے سکتی تو سنا ہوتی۔
پھر اس کے ساتھ ہی یہ بیان ہوا کہ سنا موت سے شفا ہے۔ یہ حدیث کے اپنے
تمن کے خلاف ہے۔ انہی محترمہ سے ترمذی نے انہی الفاظ میں روایت کیا ہے مگر
اس روایت میں "السنا شفاء من الموت کے الفاظ نہیں۔ ترمذی کے
علاوہ یہ روایت مسند احمد۔ ابوداؤد اور مستدرک الحاکم میں بھی واضح الفاظ میں آخری
اجام کے بغیر موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن ام حزامؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ قبلتین والی نماز پڑھی۔ روایت فرماتے ہیں۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علیکم
بالسنا والسنوت فان فیہما شفاء من کل داء
الا السام قیل یا رسول اللہ وما السام قال الموت۔
(ابن ماجہ، الحاکم، ابن عساکر)

امی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ تمہارے لیے سنا اور سنوت موجود ہیں۔ ان میں ہر بیماری سے شفا ہے سوائے سام کے۔

میں نے پوچھا کہ حضور سام کیا ہے۔ فرمایا: موت،

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

والمشبرم فأنه حار وبارد عليك بالسنا والسنوت.

فإن فيهما دواء من كل شيء إلا السامر۔ (طبری)

(حضور نے شبرم کے بارے میں فرمایا کہ وہ گرم ہے۔ تمہارے لیے ٹھنڈک

سنا اور سنوت میں ہے۔ ان میں ہر چیز کی دوا ہے۔ موت کے سوا)

حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

السنا والسنوت فيهما دواء من كل داء۔ (ابن عساکر)

(سنا اور سنوت میں ہر بیماری سے شفا ہے)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان خير ما تداوي به السحوط و اللدود والحمامة

والمشي۔ (ترمذی)

اتم جو علاج کرتے ہو ان میں سے بہترین علاج ناک میں دوائی ڈالنا منہ میں

ایک طرف دوائی ڈالنا۔ پھینے لگانا اور چلنا ہے)

اس حدیث مبارکہ میں "المشي" کا لفظی مفہوم تو پیدل چلنا ہے۔ یعنی پیدل چلنا۔

بذات خود ایک علاج ہے۔ مگر اس کی تشریح میں حافظ ابن القیم کہتے ہیں

کہ مشی سے مراد پیٹ کا چلانا یعنی مہل کے ذریعہ آنتوں سے غلاظت کا اخراج کر کے

جسم کو ہلکا کرنا ہے۔ اسی اصول کو سامنے رکھیں تو مشی میں مدر البول ادویہ بھی آجائیں گی۔

کیونکہ انسانی جسم سے غلاظت اور زہریلے عناصر کے اخراج کا ایک اہم اور قابل اعتماد ذریعہ پیشاب بھی ہے۔ ابن القیمؒ اس حدیث کو سنا کی تعریف اور اہمیت قرار دیتے ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلاث فيهن شفاء من كل داء الا السام، السنن والسننوت
وقال محمد نسيت الثالثة - (السائق)

ایک دوسری روایت میں انہی کے الفاظ یوں ہیں۔

ثلاث فيهن شفاء من كل داء الا السام، السنن والسننوت،
قالوا: هذا السنن عرفناه فما السننوت؟ قال: لو شاء
الله لعرفكموه قال محمد . نسيت
الثالثة:

دو تین چیزوں میں شفا ہے۔ سوائے موت کے۔ سنن اور سننوت۔ پھر کہا کہ سنن
تو تم بہتے ہو۔ سننوت کیسے؟ اللہ نے چاہا تو میں تمہیں بتاؤں گا۔ پھر کہا محمد
نے کہ میں تیسری چیز بھول گیا ہوں،

حضرت انسؓ سے یہ روایت جس واسطے سے میسر آتی ہے۔ وہ اگرچہ صرف
نسائی میں نہیں بلکہ اور کتابوں میں بھی ہے۔ لیکن راوی کو ان سے سننوت کے بارے میں
اسکا ہی نہ جوڑی۔ اور راوی تیسری چیز بھی بھول گئے۔

سنن اور سننوت کے بارے میں روایات ابن منذر سے لے کر ابن عساکر تک
اور ابو نعیم سے نسائی۔ ابن ماجہ اور طبری تک میں موجود ہیں۔ اس تو اتر سے بات کی سچائی
تو معلوم ہو گئی لیکن راویان احادیث سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ سننوت سے مراد کیا ہے؟

السننوت کیا ہے؟ سنن اور سننوت والی حدیث ابن ماجہ میں بھی بیان ہوئی

اس کی تشریح میں محمد بن یزید ابن ماجہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی عمرو بن بکسکی نے یہ حدیث ابن ابی عیلة سے سنی تھی جن کا ارشاد تھا کہ سنوت اصل میں ثبت ہے جو کہ سویہ ہے۔ سویہ سے مراد وہ دانے ہیں جو سولف کی طرح کے ہوتے ہیں اور جن سے بچوں کے پیٹ سے نفخ اور ہوانکا لے والی مشہور دوائی گراپ و اٹرنٹی ہے۔ دوسرے لوگوں سے تحقیق کے بعد وہ کہتے ہیں یہ وہ شہد ہے جو گھی کی مشکوں میں رکھا ہوا۔ اس کی سند میں وہ یہ شعر بیان کرتے ہیں۔

ھمد السمن بالسنوت لالسن بینھم

اجم ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ہیں جیسے کہ شہد کے ساتھ گھی،

علامہ وحید الزمان سے شہد اور سولف قرار دیتے ہیں۔

محدثین کرام کی تحقیقات اور بزرگان سلف میں محدث عبد الطیف بغدادی کہتے ہیں کہ جب سنا کو ایسے شہد میں اچھی طرح ملا لیا جائے جو گھی والی مشک میں رکھا گیا ہو تو یہ سنوت ہے۔ کیونکہ یہ دونوں اس کے مصلح ہیں۔ امام ابن القیم نے سنوت کی تشریح میں آٹھ امکانات کو بیان کیا ہے۔

۱۔ یہ شہد ہے۔

۲۔ یہ گھی کے مشکیزے کا جوہر ہے جو کہ گھی کے اوپر سیاہی مائل آجاتا ہے یہی رائے عمرو سکسی کی ہے۔

۳۔ یہ زیرہ (کبیر) کی طرح کی چیز ہے۔ ابن الاعرابی کی یہ رائے معتبر نہیں۔

۴۔ یہ کرمانی زیرہ ہے۔

۵۔ ابو حنیفہ دینوری اسے رازیانہ قرار دیتے ہیں۔ جسے محدثین نے سولف قرار

دیا ہے۔

۶۔ یہ ثبت ہے۔ ثبت کا ترجمہ سویا، سورسویا، ساگ بھی کیا گیا ہے۔

۷۔ حافظ ابو یکر السنی (محدث اور مصنف الطب النبوی) کی تحقیق کے مطابق یہ کھجور ہے۔
۸۔ یہ اصل میں وہ شہد ہے جو گھی کی مشک میں رکھا گیا ہو۔ کیونکہ شہد اور گھی دونوں اس کے مضر اثرات کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

ابن النقیم محدث عبد اللطیف بغدادی کی آخری رائے کو زیادہ قرین قیاس تسلیم کرتے ہیں۔ محدث محمد بن احمد ذہبی بھی عبد اللطیف بغدادی کی رائے کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ سنا کے استعمال سے پیٹ میں ہلکی سی خیرزش ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ کسی ایسی چیز کا شامل ہونا ضروری ہے جو پیٹ سے ہوا نکال سکے اور فروغ کو رفع کرے جیسے کہ سونف۔ سویا زریہ۔ کھجور۔ ان میں سے ہر ایک کی صلاحیت یہی ہے۔ گھی آنتوں کو نرم کرتا ہے۔ اور شہد کا سرالہ پاج ہے۔ اس لیے مذکورہ آٹھ میں سے کوئی بھی سنا کے ساتھ مصلح بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

محدثین کے مشاہدات :

محدثین کرام نے زیادہ کاوش سنوت کی مہیت کو متعین کرنے پر صرف کی ہے۔ حجاز میں مسل کے لیے شہد کا استعمال عام تھا۔ شہد سے آنتوں میں سوزش ہونے کے ساتھ خون بھی آنے لگتا تھا۔ اس سے جلد پر دانے بھی نمودار ہو جاتے تھے اس لیے حاذق اطباء نے عمدہ رسالت سے پنے اور بعد شہد کو انسانی استعمال کے ناقابل اور خطرناک دوائی قرار دیا ہے۔ حدیث میں دو مرتبہ "حار" کے لفظ کو محدث ابو عبیدہ "حار و جار" قرار دینے میں جس کے معنی تو وہی ہیں مگر شدت کا اظہار ہے۔ ابو حنیفہ و ثوری بھی دوسرا لفظ "جار" سمجھ کر اس کی مضریت پر زور دیتے ہیں۔

سنا حجاز کی ایک خود رو نباتات ہے جس کی عمدہ ترین قسم مکہ میں پائی جاتی ہے۔ یہ پیٹ سے غمراہ کو خارج کرتی ہے۔ سودا کو نکالتی اور دل کے پردوں کو تقویت دیتی ہے

پھٹوں اور عضلات سے اینٹھن کو دور کرتی ہے۔ بالوں کو گرنے سے روکتی اور صحت مند بناتی ہے۔ جسمانی دردوں کو مٹاتی ہے۔ اس کے استعمال کی بہترین صورت اس کا جو شانڈہ ہے۔ اس جو شانڈہ کو پکاتے وقت اگر بنفشہ اور منقہ بھی شامل کر لیا جائے تو زیادہ مفید ہوگا۔ اس جو شانڈہ کے پانچ ماشہ ایک معقول مقدار ہے۔

سنا جلدی امراض خاص طور پر پھوڑے پھنسیوں، خارش اور جسم پر پڑنے والے داغوں کے لیے بہترین دوائی ہے۔ اس کا لگانا مفید ہے۔

دوبھی کی تحقیقات کے مطابق سنا ان ادویہ میں سے ہے جن کے فوائد لامتناہی ہیں اور اطباء قدیم نے جہاں بھی بات سمجھ میں نہ آئی وہاں سنا کا استعمال کیا۔ ان کے خیال میں اس کی افادیت کی اہم وجہ یہ رہی ہے کہ اس کے استعمال سے جسم کے غلیظ مادے باہر نکل جاتے ہیں اور اس طرح غلاظتوں کے اخراج سے جسم میں تندرستی کا عمل شروع ہو جاتا ہے ابن سینا نے اسے امراض قلب میں کام آنے والی ادویہ میں سرفہرست قرار دیا ہے۔ یہ جوڑوں کے درد کو دور کرتی ہے۔ دماغ سے وسوسوں کو نکالتی ہے اس بنا پر بعض اطباء نے اسے مرگی میں مفید پایا ہے۔

الرازی تجویز کرتے ہیں کہ سنا کے سفوف سے اس کا جو شانڈہ بہتر ہے۔ اسے پکانے وقت اس میں شاہترج کی شمولیت غلاظتوں کے اخراج میں زیادہ مفید ہوگی۔ لیکن وہ شاہترج کے علاوہ منقہ اور بنفشہ کو بھی ضروری سمجھتا ہے۔ البتہ مٹھاس کے لیے اس میں کھانڈ ضرور ملائی جائے۔ یہ جو شانڈہ چار سے سات ماشہ تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے استعمال سے مکر درد، بو اسیر، جوڑوں کا درد اور خارش دور ہو جاتے ہیں اگر اسے سرکہ کے ساتھ پکایا جائے تو یہ جلدی امراض کو دور کرتی ہے۔ اس کے لگانے سے سر میں سکری (بفہ) ایگزیمیا، پھنسیاں اور بال گرنے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اطباء قدیم کے مشاہدات، سنا کی بہترین قسم مکہ معطر سے حاصل ہونے

والی ہے۔ اس کے علاوہ سنا کی تمام قسمیں خوراہ و دھری ہوں یا بھارتی فوائد میں کم تر ہیں۔ کل سنا کے پتے سبز اور پھول زرد ہوتے ہیں۔ اس کی پھلی چھٹی کی بجائے گول ہوتی ہے۔ جب تیز ہوا چلتی ہے۔ تو اس میں سے خشکاس کی مانند دانے نکل کر پھیل جاتے ہیں۔ انہی دانوں سے نئے پودے ظہور میں آتے ہیں۔

اسے اوویر مسمد میں اعلیٰ مقام ہے۔ یہ سوداوی۔ صفراوی اور بلغمی مادوں کو جسم سے نکلنے کا شاندار ملکہ رکھتی ہے۔ اس وجہ سے دماغ میں پھنسی ہوئی بلغم نکل جاتی ہے۔ دماغی نالیوں میں پھنسی ہوئی رطوبتیں نکلنے سے درد شقیقہ۔ مرگی۔ عرق التار۔ گنٹھیا۔ اور پرانے سردیوں میں مفید ہے۔ قلب کے عمل کو تقویت دیتی ہے۔ دماغ سے وسواس نکالتی ہے۔ خون صاف کرتی ہے اور پیٹ کے کیرٹے مار دیتی ہے۔

سنا کو مفروضاً استعمال کرنا مناسب نہیں اس کے جو شاندارہ میں گلاب کے پھول اور روغن بادام ملا لینا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ گلاب کے پھول، ماشہ، آدھ سیر دو دھ گائے کے ساتھ ایک تولہ برگ سنا پکا کر اس میں کھانڈ ملا کر پینا زیادہ منفعت بخش ہوتا ہے۔ اگر اسے تھوڑی مقدار میں دیا جائے تو ملین ہے۔ زیادہ مقدار میں مہل ہے۔ اس سے پیٹ میں مروڑاٹھتے ہیں۔ مگر ریوند چینی کی طرح بعد میں رد عمل کے طور پر قبض نہیں ہوتی۔ پیٹ سے سنا کی خاصی مقدار خون میں داخل ہو جاتی ہے۔ پھر پیشاب کے ذریعہ اسے مُرخ رنگ دے کر خارج ہوتی ہے۔ ماں کے دودھ میں بھی اس کا اخراج ہوتا ہے جس سے بچوں کو دست لگ جاتے ہیں۔ سنا کے استعمال کے لیے جو شاندارہ کے علاوہ خیسانہ کی ترکیب بھی ہے۔

برگ سنا۔ سوٹھ تراشیدہ۔ آب مقطر

۲۔ اونس ۳ گرام ایک لیٹر انکو چینی کے برتن میں آدھ گھنٹہ

پڑا رہنے دیں۔ اس کے بعد اس خیسانہ کی خوراک دتور ہے۔ ویدک طب میں اس

خیساندہ یا نسخہ دوسری صورت میں ہے۔

برگ سنا۔ تراشیدہ سوئٹھ۔ لونگ (قرنفل) پانی

۲۲ تولہ ۲۳ تولہ ۲۴ تولہ ۲۵ تولہ۔ ان کو ایک گھنٹہ

ہلانے کے بعد قبض کے مریضوں کو ۲۳ سے ۵ تولہ کی مقدار میں دیا جائے۔ اس کے پینے

کے آدھ گھنٹہ بعد پیشاب میں سرخی آجاتی ہے۔ اس کی قوی صلا جیت کھانڈ ملانے سے

بھی کم ہو جاتی ہے۔ نملک کے ساتھ کھانے سے چہرہ شفاف ہوتا ہے۔ چھاچھ کے

ساتھ کھانے سے پرانا بخار ٹوٹ جاتا ہے۔ بکری کے دودھ کے ساتھ کھانے سے بدن

قریب ہوتا ہے۔ اونٹنی کے دودھ کے ساتھ کھانے سے سرکا بادی کا درد جاتا رہتا ہے۔ اعلیٰ

کے پتوں کے ساتھ کھانے سے جنون اور مرگی میں فائدہ ہوتا ہے۔ ڈھاک کے رس کے

ساتھ کھانے سے منہ کی بدبو رفع ہوتی ہے۔ آملہ کے رس کے ساتھ کھانے سے کوڑھ

اور مفعد کے پھوڑے میں مفید ہے۔ بکری کے دہی کے ساتھ کھانے سے زہر اترتا ہے

انار کے دانوں کے رس کے ساتھ کھانے سے پیٹ سے ریاخ نکل جلتے ہیں۔ اورک

کے رس کے ساتھ کھانے سے بد مضمی رفع ہوتی ہے۔ انگوروں کے رس کے ساتھ کھانے

سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔ لہسہ نرگندی کے رس کے ساتھ کھانے سے بادی اور دل کا

گھٹنا کم ہوتا ہے۔ نیم کے پتوں کے رس کے ساتھ کھانے سے برص مٹتا ہے۔ پیل کے

دانوں (دارنفل) کے ساتھ کھانے سے پاگل پن جاتا رہتا ہے۔

اگر اسے ایک ماہ مسلسل کھایا جائے تو اعضا جسمانی مستحکم ہو جاتے ہیں۔ اور بال سیاہ

بڑبڑاتے ہیں۔ اگر چالیس روز کھایا جائے تو بدن سے خوشبو آنے لگتی ہے۔

مقامی طور پر سنا ہر قسم کی خارش رفع کرتی ہے برگ حنا۔ شاہترہ اور سرکہ کے

ساتھ پکا کر لگانے سے اگیزیمیا۔ پھوڑے پھنسیاں رفع ہوتے ہیں۔ حندی کے ساتھ ملا کر

سر پر لگانے سے بال سیاہ ہوتے ہیں اور سر کی پھنسیاں ٹھیک ہونے کے علاوہ بال

بڑھتے اور گنچ جاتا ہے۔

کیمیائی تجزیہ : علاج کی غرض سے سنا کے پتے اور کوئیلین استعمال کی جاتی ہیں۔
 باور کیا جاتا ہے کہ ان کی کیمیائی ہیئت میں بہت بھڑا فرق ہے۔ اس کا نباتاتی نام عبرانی
 زبان کے لفظ CASSIA سے حاصل ہوا ہے جس کے لفظی معنی کسی چیز کو کاٹ دینے
 کے ہیں کیونکہ یہ قاطع قبض ہے۔ اس کی کوئیلین سوکھے ہوئے ٹر کے تجزیہ سے اس
 میں بیروزو، آکسیٹ کے علاوہ سبزنگ دینے والا عنصر - TRI-HYDROXY
 FLANONE پایا جاتا ہے۔ اسے KAEMPOPHANOL بھی کہتے ہیں اس کے اجزاء
 عامل کا تعلق ANTHRONES سے ہے۔ جن کی قسمیں A - B SENNOSIDES
 C - D معلوم ہوئی ہیں۔ یہ اصل میں EMODIN ANTHRONE GLUCOSIDES میں ہے۔
 وہ گروہ ہے جو معتبر میں بھی کسی قدر سے پایا جاتا ہے۔ اسی بنا پر یہ تمام نباتات
 ANTHRACENE PURGATIVES کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔

حال ہی میں ماہرین کیمیائی نے ANTHRASQUINONES سے ایک جراثیم
 کش دوائی DONOMYCIN حاصل کی ہے۔ اس کا تمام جراثیم کش ادویہ۔
 ANTIBIOTICS پیچھڑی سے حاصل ہوئی ہیں۔ لیکن کسی کیمیکل سے کھانے والی جراثیم کش
 دوائی حاصل کرنے کا پہلا تجربہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس دوائی کو حاصل کرنا اتنا
 آسان ہے کہ ایک چھوٹی سی لیبارٹری میں یہ عمل انجام دیا جاسکتا ہے۔ DONOMYCIN
 ایسی دوائی ہے جو مدتوں تک مؤثر رہ سکتی ہے۔ درجہ حرارت میں تبدیلی اس کی
 افادیت کو متاثر نہیں کرتی اور یہ نہ صرف عام پیپ پیدا کرنے والے جراثیم ہلاک کر سکتی
 ہے بلکہ GRAM NEGATIVE جراثیم کی ایسی قسموں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے جن پر دوسری
 ادویہ بیکار پائی گئی ہیں۔ انسانی جسم اسے آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور اس کے مضر اثرات
 کم ہیں اور جراثیم میں اس کے عادی ہو جانے کی استعداد نہیں ہوتی۔ اس لیے اسے مریض

کو شفا یابی تک اطمینان سے دیا جاسکتا ہے۔

مسئل اور ملین اثرات کے لیے عام طور پر اس کے (B - A) SENNOSIDES استعمال کئے جاتے ہیں اور انہی کی موجودگی کی شرح کی بنا پر اس کے تاثر کا مقام متعین کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اس میں CHRYSOPHANIC ACID SENNA

PHOECRETIN ___ TARTARIC ACID ___ MUCILAGE

PICRIN VEGETABLE SALTS MUCILAGE پائے جاتے ہیں۔

اطباء جدید کے مشاہدات:

طب جدید میں قبض کو توڑنے کے لیے اب تک پانچ ہزار سے زائد ادویہ مستعمل رہی ہیں۔ آج سے پچاس سال پہلے کی ادویہ کی فہرست بھی سینکڑوں میں تھی۔ مگر آج کے دوا فروش کے پاس صرف تین ایسی ادویہ ہیں جو اس غرض سے کام آتی ہیں جن میں سے ایک سنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک ہزار سالوں پر محیط طویل مشاہدات کے بعد سنا وہ منفرد دوائی ہے جس کی مقبولیت اور اہمیت آج بھی وہ ہے جو ہزار سال پہلے تھی۔

برٹش فارما کوپیا کوڈیکس نے اسے بطور ملین سرکاری طور پر تسلیم کیا ہے۔ اس کے معیار کے مطابق بھارتی سنا کے بیجوں پر چوڑائی میں دھاریاں پڑی ہوتی ہیں۔ جبکہ مصری سنا کے دانوں پر جالی سی بنی ہوتی ہے۔ ان کے سرکاری معیار کے مطابق بھارتی سنا میں SENNOSIDES-A+B کی مقدار ۲-۱ فیصدی ہونی چاہیے جبکہ مصری میں یہ مقدار ۲-۲ فیصدی ہونی چاہیے۔

مسلمہ مرکبات

OFFICIAL PREPARATIONS

سننا کی گولیاں SENNA TABLETS ان میں اجزاء راعال SINNOIDES کی مقدار ۵۰ ملی گرام فی گولی ہونا ضروری ہے۔

LIQUORICE COMPOUND POWDER اس کے اجزاء راعال سرکاری تناسب حسب ذیل ہے۔

برگ سننا - گندھک - مٹھی - سونف - کھانڈ
۱۰ گرام ۸۰ گرام ۱۰ گرام ۸۰ گرام ۵۲۰ گرام یہ تمام چیزیں باریک
پیس کر ملائی جائیں۔ مقدار خوراک ۲ سے ۳ چھوٹے چمچے۔

LIQUID EXTRACT SENNA اس کا نسخہ یہ ہے۔

برگ سننا روغن نشینز الکحل آب مقطر
۱۰۰ گرام CORIANDER OIL ۶ ملی لیٹر ۲۵۰ ملی لیٹر ۱ لیٹر

اس کے علاوہ غیر سرکاری طور پر اس کا جزو راعال SENNO SIDE صاف کر کے نیکہ کی صورت میں دستیاب ہے۔ جسے زیر جلد یعنی HYPODERMIC-IC-INJECTION کے ذریعہ بطور مسهل استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا نام SEINNATIN ہے۔

عبدی امراض میں سننا ایک لاجواب دوائی ہے۔ اسے معندی اور کلونجی کے ساتھ ملا کر اگر سرکہ میں حل کر کے استعمال کیا جائے تو یہ پھپھوندی سے پیدا ہونے والی تمام بیماریوں اور خاص طور پر ان حالتوں میں جب زخموں پر تکلیف وہ چھلکے آنے ہوں میں کمال کی دوائی ہے۔ ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں بھی سننا کو کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ باضمہ کی خرابی کی وجہ سے جب آکسلیٹ اور یوریک زیادہ مقدار میں پیدا ہو رہے ہوں تو سننا کا استعمال ان کے اخراج کا باعث ہوتا ہے۔ پیشاب میں آکسلیٹ آنے آئندہ کی پتھری کا پیشی خیمہ ہونے کے ساتھ ساتھ جلن اور ذہنی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں۔ کیونکہ یوریک اور آکسلیٹ پیشاب

میں حل نہیں ہوتے اور مریض کو سفید رطوبت کی صورت میں علیحدہ نظر آتے ہیں جسے ان پڑھ معالج جریان قرار دیتے ہیں۔ ایسے مریضوں کے لیے سنائی کا مٹھی اور سوخت کے ساتھ مرکب بڑے شاندار اثرات رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے چند روزہ استعمال سے پیشاب میں آنے والی سفید رطوبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

سنائی کا مسلسل استعمال گردوں، پتھر اور متاز سے پتھری کو حل کر کے نکالنے میں شہرت رکھتا ہے۔

شہد — عسل

HONEY

MEL

قرآن مجید نے شہد کی مکھی کو اتنی اہمیت دی کہ ایک سورۃ اس کے نام سے نازل کی اور اس کے کمالات کی تعریف فرمائی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مکھی اور اس سے حاصل ہونے والے عناصر میں انسانی زندگی کے لیے افادیت پائی جاتی ہے۔ شہد کی عام مکھی کو علم الحیوانات میں APIS MELIFICA کہتے ہیں۔ یہ حیوانات کے APIS خاندان کی ایک رکن ہے جبکہ اسی خاندان کے اور اراکین جو شکل و صورت میں اس سے ملتے جلتے ہیں اسی قسم کا کام کرتے ہیں۔

بہت سے جانور۔ پرندے۔ کیڑے مکوڑے سے تحفظ ذات کے لیے گھر بنانے میں مکھی طرح کا خوبصورت گھر۔ اس کا انتظام۔ شہد کی مکھی کرتی ہے کسی اور پرند اور چرند کے یہاں نہیں ملتا۔ مکھیوں کا چھتہ چھ کونوں والے خانوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جن کی دیواریں موم سے بنتی ہیں۔ ان میں درازوں اور سوراخوں کو بند کرنے کے لیے درختوں کی کوسپوں سے بیروزہ کی طرح کا ایک ایسا مادہ PROPOLIS حاصل کیا جاتا ہے۔ ان پھتوں میں درجہ حرارت کو قائم رکھنے کے لیے ایئر کنڈیشن کا مربوط نظام ہے اور مکھیاں اپنے پسندیدہ حالات میں شدید جدوجہد کی ایک فعال زندگی گزارتی ہیں۔ ہر چھتے میں ایک ٹکڑے ہوتی ہے جو روزانہ ایک ہزار کے قریب انڈے دیتی ہے۔ کارکن مکھیاں ان انڈوں سے بچے نکالنے۔ ان کو غذا مہیا کرنے اور ان کے لیے رہائشی گھر سے تیار کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہیں۔ ان کی آبادیوں میں بے کار افراد کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

کارکن مکھیاں تمام دن اڑتی ہوئی پھولوں سے " مار الحیات " NECTAR

تلاش کرتی ہیں۔ ہر پھول کے نیچے مٹھاس کا ایک قطرہ ہوتا ہے۔ مکھیاں اس کی تلاش میں ڈال ڈال منڈلاتی ہیں اور جہاں سے مل جائے اسے اپنے منہ کی تھیلی میں رکھ کر چھتے کو لوٹ جاتی ہیں اور اپنی برادری کو اس علاقہ میں مزید مار الحیات کی موجودگی یا غیر موجودگی کی اطلاع بھی دیتی ہیں۔ ابتدائی طور پر اس مار الحیات میں ۸۰-۵۰ فیصدی پانی ہوتا ہے۔ چھتے میں لے جا کر اسے گاڑھا کیا جاتا ہے اور جب اس سے شہد بنتا ہے تو اس میں پانی کی مقدار ۱۸-۱۶ فیصدی کے درمیان رہ جاتی ہے۔

یہ مکھیاں خط استوا کی حدت سے لے کر برفانی میدانوں کی برودت تک میں زندہ رہ سکتی ہیں۔ مگر ان کے چھتے کا اندرونی درجہ حرارت ۵۴-۹۲ کے قریب رہتا ہے۔ اگر اس پائس کا موسم ۱۲.۵ تک بھی گرم ہو جائے تو چھتہ متاثر نہیں ہوتا۔ ٹھنڈک میں زیادتی کی وجہ سے ذخیرہ پرگزراؤتات اور خوشگوار موسم کا انتظار کرتی ہیں۔

ایک چھتہ ساں میں تقریباً ۵ کلوگرام مار الحیات حاصل کر کے اس سے شہد تیار کرتا ہے۔ چھتوں میں شہد کے علاوہ موم اور پولن کے دانے بھی ذخیرہ کیے جاتے ہیں۔ پھولوں کی پتیوں کے درمیان ان کے تولیدی اعضاء ہوتے ہیں۔ مکھی جب اس کو چرسے کے لیے کسی پھول پر بیٹھتی ہے تو نر پھولوں کے تولیدی دانے اس کے جسم کو لگ جاتے ہیں جن کو POLLEN کہتے ہیں۔ پولن کے دانے لگی مکھی جب دوسرے پھول پر بیٹھتی ہے ہے تو اس کے نسوانی حصے ان دانوں کو اپنی جانب کھینچ کر باروری حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح مکھی کی اڑان زراعت کے لیے ایک نہایت مفید خدمت سرانجام دیتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ امریکہ میں پیدا ہونے والی ۹۰ اقسام کی زرعی پیداوار کی ترویج اور باروری صرف شہد کی مکھی کی مرہون منت ہے۔ پولن کے جو دانے پک جاتے ہیں۔ ان کو چھتے میں لے جا کر کارکنوں کی خوراک میں لٹی اجزاء کے طور پر شامل کر دیا جاتا ہے۔ ان کی کچھ

مقدار شہد میں بھی موجود ہوتی ہے۔ مغربی ممالک کے بہت سے لوگوں کو موسم بہار میں حساسیت کا دورہ پڑتا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حساسیت نفا میں اڑانے والے پولن کے دانوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لیے جب یہ دانے شہد میں ملے ہوئے ایسے لوگوں کی غذا میں شامل ہوتے ہیں تو ان کو اس کے استعمال سے بھی حساسیت ہو جاتی ہے۔ علمی طور پر ایسا ہونا ممکن ہے۔ مگر ہم نے اپنی چالیس سالہ طبی زندگی میں ایسے مرضی پانچ سے زیادہ نہیں دیکھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مریضوں میں شہد کی اپنی افادیت حساسیت پر غلبہ پالیتی ہے۔

پھتوں سے شہد حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو ان کو نچوڑ کر شہد نکالنا جسے اور دوسرے میں ان میں گھاؤ لگا کر شہد نکال لیا جاتا ہے۔ پیلے میں موم اور دوسری چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں جبکہ دوسری میں خالص شہد کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔

شہد دنیا کی قدیم ترین غذاؤں اور دواؤں میں سے ہے۔ مصر قدیم میں لاشوں کو حنوط کرنے کے عمل میں بھی شہد استعمال ہوتا تھا۔ مصری مقابر میں بادشاہوں کی غذا کے ذخیروں میں شہد بھی رکھا جاتا تھا۔ پانچ ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد یہ شہد خراب نہ ہوا۔ البتہ رنک کا لپٹا گیا تھا۔ سولہویں صدی کے عراقی جہاز اب جب برآمد ہوئے تو ان سے شہد کے جو برتن نکلے ان کا شہد صدیوں میں بھی خراب نہ ہوا۔

شہد کی زراعت

آسمانی کتابوں اور تجربات سے لوگوں کو شہد کی اہمیت سے روز بروز زیادہ واقفیت ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے اس کو تجارتی پیمانہ پر تیار کرنے کی ضرورت پیدا ہو گئی ہے۔ دنیا کی مارکیٹ میں اس وقت چین، امریکہ، روس، جرمنی، آسٹریلیا، کنیڈا، میکسیکو، بڑے ممالک میں مشرق وسطیٰ میں اسرائیل اور قبرص کا شہد بھی بڑا

منقول ہے۔

شہد کا زائقہ اور رنگت اس فصل پر منحصر ہوتا ہے جس کے پھولوں سے مکھیوں نے شہد حاصل کیا۔ اگرچہ آج کل کی تجارتی ضروریات مکھیوں کو اتنی مہلت نہیں دیتیں کہ وہ پھول پھول پھر کر "مارالحیات" جمع کریں۔ اس کے باوجود بعض جگہوں خاص کر چین سے خصوصی کھیتوں کا شہد حاصل ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں وہاں سے نیم کے درختوں سے حاصل ہونے والا شہد دیکھنے کا موقع ملا۔ اگرچہ رنگت میں سیاہی مائل تھا مگر ذائقہ میں ہلکی سی کرٹواہٹ اس کو لذیذ بنا رہی تھی۔ چین کے لوگ عام مشروب کے طور پر شہد استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی صحت بہتر اور شہد کی کاشت زیادہ ہوتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ آج کل دنیا میں ہر سال ۵ کلو شہد سالانہ پیدا ہوتا ہے۔ جن میں امریکہ اور روس کی برآمدکیاں طور پر ۳ کلو بتائی جاتی ہے۔ ارجنٹائن اور میکسیکو سے کریم والا شہد اور کینیڈا سے ایسا شہد برآمد ہوتا ہے جس میں گلوکوس وغیرہ کی مقدار ۵۰ فیصدی تک ہوتی ہے۔

شہد سے یورپ میں مٹھائیاں اور لیکٹ بنتے ہیں۔ برٹش فارما کوپیہا کے مشورہ کے مطابق کھانسی کے بعض ثمریت اس سے بنائے جاتے ہیں۔ اور بعض ممالک میں شہد سے ایک خاص قسم کی شراب کشید کی جاتی ہے جسے MEAD کہتے ہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ یہ جگر کو خراب نہیں کرتی۔ حالانکہ یہ مفروضہ غلط ہے۔ کیونکہ جگر اور اعصاب کو خراب کرنا مکمل کا خاصہ ہے اور وہ اس میں معقول مقدار میں موجود ہوتی ہے۔

ارشادِ قرآنی

قرآن مجید میں ایک سورۃ خصوصی طور پر شہد کی مکھی کے بارے میں موجود ہے۔ جس میں فرمایا گیا۔

وادخى ربك الى النحل ان اتخذى من الجبال
بيوتاً ومن الشجر ومما يعرشون. ثم كلى من كل
الثمار فأسلكى سبل ربك ذللاً يخرج من بطونها
شراب مختلف الوانه فيه شفاء للناس ان فى
ذلك لاية لقوم يتفكرون. (النحل، ۶۸، ۶۹)

(تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر وحی بھیجی کہ وہ پہاڑوں، درختوں کی بلندیوں پر
اپنا گھر بنائے۔ پھر وہ ہر قسم کے پھلوں سے رزق حاصل کرے اور اپنے رب کے
متعین کردہ راستہ پر چلے ان کے پیڑوں سے مختلف رنگ کی رطوبتیں نکلتی ہیں
جن میں لوگوں کے لیے شفا رکھی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نشانیاں ہیں
تاکہ لوگ ان پر غور و فکر کر کے فائدہ اٹھائیں)

اس آیت مبارکہ میں تین اہم نکات ہیں کہ شہد کی مکھی کے ٹھکانے بلندیوں پر ہوں
گے۔ وہ پھلوں سے اپنا رزق حاصل کرے گی اور اس کے منہ اور پیٹ سے متعدد اقسام
کے جوہر خارج ہوں گے۔ "مختلف اللوان" کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ان کے رنگ جدا جدا
ہوں گے بلکہ ان کی قسمیں کئی ہوں گی اور ظاہر ہے کہ ہر قسم کے فوائد علیحدہ ہوں گے۔ اس
امر کی نشان دہی اور ان میں انسانوں کے لیے شفا کا سراغ دینے کے بعد قرآن مجید ہم
سے یہ ترقیح کرتا ہے کہ ہم ان کے بارے میں تحقیقات کریں۔ ان کے منہ اور پیٹ سے
نکلنے والی رطوبتوں کا پتہ چلائیں اور ان کے فوائد کو معلوم کر کے اپنی بہتری کے لیے کام
میں لائیں۔

وانها من عسل مصفى ولهم فيها من كل

الثمار۔ (محمد: ۱۵)

(جنت میں منے والی عمدہ اشیاہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہاں پر عمدہ اور

خالص شہد کی نہریں ہوں گی اور ان لوگوں کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے،
قرآن مجید میں جنت میں رکھی گئی چیزوں کا مختلف مقامات پر جو تذکرہ کیا گیا ہے ان
میں زیادہ طور پر پھل۔ موتی۔ مہنگے قیمتی دھاتیں اور زیورات ہیں مگر ان کے ساتھ وہاں پر
بہنے والی نہروں میں چار چیزیں مذکور ہیں۔ دودھ ایسا لذیذ کہ پیتے والے پسند کریں اور
اس کا ذائقہ تبدیل نہ ہوگا۔ وہ شراب جو خوش ذائقہ ہے۔ شفاف پانی اور خالص شہد
شہد اتنی عمدہ اور اہم چیز ہے کہ اسے جنت کے بہترین مشروبوں میں سے قرار دیا گیا۔

يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك تبتغي مرضات
ازواجك والله غفور رحيم۔ (التحریم ۱۱)

اے نبی! تم کسی ایسی چیز کو کیوں حرام کر رہے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے
حلال کر دیا ہے۔ کیا تم ایسا کر کے اپنی بیویوں کی مرضی پوری کر رہے ہو؟ تمہارا
رب بخش دیتے والا اور رحم کرنے والا ہے)

اللہ تعالیٰ نے شہد کو جو اہمیت عطا فرمائی یہ سورہ مبارکہ اس باب میں ایک دلچسپ
پس منظر بیان کرتی ہے۔ امعات المؤمنینؓ نے دیگر خواتین کی طرح آپس کی چیقلش میں سرکار
کو آلودہ کرنے کی ایک کوشش کی جس کا حال صحیح بخاری میں یوں مذکور ہے۔

۴ المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب الحلوى
والعسل . وكان اذا انصرف من العصر دخل
على نساءه فيمن نو من احداهن فدخل على
حفصة بنت عمر رضيها فاحتبس اكثر ما كان يحتبس
فغرت فسالت عن ذلك فقيل اهدت لها
امراة من قومها عكة عسل ، فسقت النبي

صلى الله عليه وسلم منه شربة ، فقلت : أما والله لنحتانن له ، فقلت لسودة بنت زمعة : انه سيد نومنا ، فاذا دنا منك فقولى : اكلت مغاير فانه يقول لا ، فقولى له : ما هذه الريح اجد ؟ سيقول لك سقتنى حفصة شربة عسل ، فقولى : حرست نحله العرفط وساقول ذلك ، وقولى له انت يا صفية ذلك ، قالت تقول سودة فوالله ما هو الا ان قام على الباب ، فاردت ان اناديه بما امرتنى فرقا منك ، فلما دنا منها ، قالت له سودة : يا رسول الله اكلت مغاير ؟ قال : لا ، قالت : فما هذه الريح التي اجد منك ؟ قال سقتنى حفصة شربة عسل ، قالت حرست نحله العرفط فلما دار الى قلت له نحو ذلك ، فلما دار الى صفية قالت له مثل ذلك ، فلما دار الى حفصة قالت له : يا رسول الله الا اسقيك منه ؟ قال : لا حاجة لى فيه ، قالت سودة والله لقد حرمتها ، فقلت لها : اسكنى .

(بخارى ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علوہ اور شہد بہت پسند تھے . ان کا دستور تھا کہ

وہ جب عصر سے فارغ ہوتے تو وہ ازواج کے پاس جاتے۔ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ چیل بھی کرتے۔ ایک روز جب وہ حفصہ بنت عمر کے یہاں گئے تو ان کا قیام معمول سے زیادہ دیر رہا۔ میں نے پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ اس کی قوم کی کسی عورت نے اسے شہد کی ایک کپڑی تحفہ میں دی ہے۔ اس نے حضور کو اس میں سے شربت پلا کر زیادہ دیر روک لیا۔ میں نے اس پر قسم کھائی کہ میں اس کے نوٹ میں منصوبہ بناؤں گی۔ میں نے اس بارے میں سووہ بنت زمعہ سے کہا کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ کیا آپ نے مغایر کھایا ہے۔ (مغایر ایک بدبو دار گوندھی جو کہ عرفط کی جھاڑیوں سے حاصل ہوتی تھی اور حضورؐ بدبو کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان کی ناپسندیدہ ترین چیز کا تذکرہ کراہت دلائی جاہلی) وہ کہیں گے کہ نہیں۔ پھر کہنا کہ پھر آپ سے یہ بدبو کیسی آرہی ہے؟ وہ کہیں گے میں نے تو حفصہؓ کے یہاں سے فقط شہد کا شربت پیا ہے۔ تب کہنا کہ ایسا لگتا ہے کہ شہد کی مکھی عرفط کے درخت سے بھی رس چوس آئی ہوگی۔ اور میں بھی ایسا ہی کہوں گی۔ پھر صفیہؓ سے مخاطب کر کے کہا کہ وہ بھی منصوبہ کے مطابق حضورؐ سے ایسا ہی کہے۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ ناگہاں حضورؐ تشریف لے آئے اس وقت میرا جی چاہا کہ ان کو منصوبہ سے آگاہ کر دوں مگر اتنے میں وہ سووہ کے قریب آگئے۔ اور اس نے کہا: "یا رسول اللہ! کیا آپ مغایر کھا کر آئے ہیں۔ انہوں نے کہا: "نہیں" پھر اس نے کہا: تو آپ کے منہ سے یہ بدبو کیسی آرہی انہوں نے کہا کہ میں نے تو حفصہؓ کے یہاں سے صرف شہد پیا ہے۔ پھر اس نے کہا: لیکن ہے شہد کی مکھی عرفط کے درخت سے رس چوس آئی ہو۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے بھی اسی طرح کہا۔ اس کے بعد جب وہ صفیہؓ کی جانب متوجہ ہوئے تو اس نے بھی وہی کچھ کہا۔

لگے دن جب وہ حفصہؓ کے گھر گئے اور اس نے ان سے شہد پینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھے خواہش نہیں۔ اس پر سووہؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم نے اسے ان کے لیے حرام کروا دیا۔ میں نے اسے کہا کہ چپ رہے۔

یہی روایت امام بخاریؒ نے عبید بن عمیرؓ کے توسط سے حضرت عائشہؓ سے جب بیان کی تو اس میں شہد پلانے والی زوجہ محترمہ کا نام زینب بنت جحش مذکور ہے۔ اور حضرت حفصہؓ کا اسم گرامی سووہؓ کی جگہ بیان ہوا۔ اس روایت میں اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے سارا منصوبہ سننے کے بعد فرمایا۔

”میں آئندہ کبھی شہد نہ پیوں گا۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے اوپر شہد حرام کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ التحريم اتاری اور فرمایا کہ بیویوں کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے آپ اس چیز کو جو کہ حلال ہے۔ اپنے اوپر حرام نہ کر لیجئے۔

تمام واقعہ یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کو کتنی اہمیت عطا فرمائی کیونکہ اگر ان کی تصحیح نہ کی جاتی اور وہ آئندہ زندگی شہد سے کنارہ کش رہتے تو ان کی اُمت کا کوئی شخص شہد پر متوجہ نہ ہوتا اور اس طرح اُمتِ مسلمہ ایک مفید خوراک اور لا جواب روا سے محروم ہو جاتی۔

کتاب مقدمہ

.... کچھ اس شخص کے لیے نذرانہ لیتے جاؤ۔ جیسے عطر اُسا روغنِ بلسان۔

عطر اُسا شہد۔ کچھ گرم معالجہ اور مرہ۔ اور پستہ اور بادام

(پیدائش ۱۲-۱۱: ۱۳۳)

یہاں پر شہد کو ان چیزوں میں شمار کیا گیا جو اتنی اہمیت رکھتی ہیں کہ ان کو تحفہ میں

ویا جائے۔

..... میں اترا ہوں کہ ان کو مصر لوہوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں اور اس ملک سے نکال کر ان کو ایک اچھے اور وسیع ملک میں جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے یعنی کنعانیوں اور عنتیوں اور اموریوں فرزیوں اور حویلوں اور یوسییوں کے ملک میں پہنچاؤں۔ (خروج ۸ : ۳)

اسی باب کی آیت نمبر ۱۸، ۱۷ میں اسی بات کی تکرار ہے کہ قوم کو دودھ اور شہد کی نہروں والی مملکت میں آباد کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں جنت کی نشانیاں ہیں۔ اور موسیٰ سے کہنے لگے کہ جس ملک میں تو نے ہم کو بھیجا تھا۔ ہم وہاں گئے اور واقعی دودھ اور شہد اس میں بہتا ہے۔ (گنتی ۲۷ : ۱۳)

اسی قسم کی ایک جنتِ ارضی کی تعریف میں فرمایا گیا۔
وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دار زئیون اور شہد بھی ہے۔

(استثنا ۹ - ۸ : ۱۸)

شہد کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔
دیکھو میری آنکھوں میں ذرا سا شہد چکھنے کے سبب سے کیسی روشنی آئی۔
(سبمویل - ۲۳ - ۲۴ : ۱۴)

اسی باب میں مذکور ہوا۔

..... اور شہد اور مکھن اور بھیڑ بکریاں اور گائے کے دودھ کا پنیر
داؤد کے اور اس کے ساتھ کے لوگوں کے کھانے کے واسطے لائے۔
(سبمویل ۲۹ - ۱۷)

وہ دریاؤں کو دیکھنے نہ پائے گا۔

یعنی شہد اور مکھن کی بستی ندیوں کو۔ (ایوب ۱۷ - ۲۰)

زبور مقدس میں شہد کو اہمیت دیتے ہوئے ارشاد ہوا۔

و دوسرے سے بلکہ بہت کندن سے بھی زیادہ پسندیدہ ہیں وہ شہد سے بلکہ

چھتے کے ٹیکوں سے بھی شیریں ہیں۔ (زبور۔ ۱۰ - ۲۰)

اپنے بیٹے کو نصیحت ہوتی ہے۔

”اے میرے بیٹے تو شہد کھا کیونکہ وہ اچھا ہے۔ اور شہد کا چھتا بھی۔ کیونکہ

وہ مجھے میٹھا لگتا ہے۔“ (امثال۔ ۱۳ : ۲۲)

شہد کو بطور صفت قرار دے کر ارشاد ہوا۔

اے میری زوجہ! تیرے ہونٹوں سے شہد ٹپکتا ہے۔ شہد و شیر تیری زبان

تلے ہیں۔ (غزل الغزلات ۱۱ : ۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت اور ان کی خوراک کے بارے

میں ارشاد ہوا۔

..... وہ اس کا نام عمانوئیل رکھے گی۔ وہ وہی اور شہد کھائے گا جب

تک کہ وہ نیکی اور بدی کے رد و قبول کے قابل نہ ہو۔

(یسعیاہ۔ ۷ : ۱۵)

انجیل مقدس میں مسیح کے حواریوں کی خوراک کے بیان میں ارشاد ہوا۔

”یہ یرخا اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنے اور چڑھے کا ٹپکا اپنی کمر سے باندھے

رہتا تھا۔ اور اس کی خوراک ٹڈیاں اور جنگلی شہد تھا۔ (متی۔ ۳ : ۴)

ارشادات نبویؐ

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں۔

”نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قتل

اربع من الدواب۔ النملة، والنحلة والهدد و
الصور۔ (ابوداؤد، داری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار حشرات کو مارنے سے منع فرمایا۔ چیونٹی
شہد کی مکھی۔ ہدہد اور چڑی مولا

چیونٹی۔ ہدہد اور چڑی مولا (غالباً تلیر) چونکہ درختوں کو نقصان دینے والے
کیڑوں کو کھاتے ہیں۔ اس لیے ان کو مارنا لوگوں کا خود اپنا نقصان ہے اور یہی
کیفیت شہد کی مکھی کے بارے میں ہے۔

حضرت ابوسعید الخدریؓ روایت فرماتے ہیں۔

قد جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان
اخي استطلق بطنه فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم اسقه عسلا۔ فسقاه ثم جاء فقال
سقيته فلم يزد الا استطلاقا۔ فقال له ثلث
مرات ثم جاء الرابعة فقال اسقه عسلا فقال لقد
سقيته فلم يزد الا استطلاقا فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم صدق الله وكذب بطن اخيك
فسقاً قبلاً۔ (بخاری و مسلم)

دایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اس کے بھائی
کو اسہال ہو رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے شہد پلاؤ۔
وہ پھر آکر کہنے لگا کہ شہد پینے سے اسہال میں اضافہ ہوا۔ انہوں نے پھر فرمایا
کہ شہد پلاؤ۔ اسی طرح وہ حال بیان کرتا تین مرتبہ آچکا تو چوتھی مرتبہ ارشاد ہوا
کہ اسے شہد پلاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ

بھوٹ کتاب ہے۔ اس نے پھر شہد پلایا تو مریض تندرست ہو گیا۔

یہ حدیث علم العلاج اور ماہیت مرضی کے بارے میں ایک روشن راہ ہے۔ کیونکہ اسہال کا سبب آنتوں میں سوزش ہے۔ جو کہ جراثیم یا ان کی زہروں یعنی TOXIN یا وائرس سے ہو سکتی ہے۔ اگر ایسے مریض کی آنتوں میں حرکات کو فوری طور پر بند کر دیا جائے تو سوزش بدستور رہے گی یا زہریں وہی رہ جائیں گی۔ اس لیے علاج کا بہترین طریقہ یہ ہے پہلے آنتوں کو صاف کیا جائے۔ پھر جراثیم مارے جائیں۔ شہد میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ یہ دونوں کام کر سکتا تھا۔

اسہال کے جدید علاج میں آجکل یہ کوشش ہو رہی ہے کہ بار بار کی اجابتوں سے مریض کے جسم سے نمکیات نکل جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی موت بھی ہو سکتی ہے۔ پانی کی کمی سے گردے بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس کا حل یہ تلاش کیا گیا ہے کہ مریض کو نمک اور گلوکوس کا ایک مرکب پانی میں گھول کر بار بار پلاتے ہیں۔ پاکستان میں یہ ORS کے نام سے مشہور ہے۔

شہد میں یہ تمام چیزیں موجود ہیں۔ پانی میں گھول کر شہد دینے کا مطلب یہ ہے کہ مریض کو نمکیات کی مکمل ضروریات کے ساتھ توانائی مہیا کرنے والے عناصر بھی حاصل ہوں اور اس طرح نہ صرف کہ وہ صحیح طریقہ سے تندرست ہوگا بلکہ بعد میں کوئی پیچیدگی یا کمزوری بھی نہ ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من لعق العسل ثلاث غذوات في كل شهر لم يصبه

عظيم من البلاء۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

(جو شخص ہر مہینہ میں کم از کم تین دن بچھ شہد چاٹے اس کو اس مہینہ میں

کوئی بڑی بیماری نہ ہوگی)۔

یہ ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ باقاعدہ شہد پینے والے کو دل-گروں اور پیٹ کی کوئی بیماری نہیں ہوتی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دو اہم ارشادات منقول ہیں۔

كان احب الشراب الى رسول الله صلى الله عليه و
سلم العسل . (بخاری)

(پینے والی چیزوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد سب سے زیادہ پسند تھا)
انہوں نے اپنی پوری زندگی میں روزانہ شہد پیا۔ اور ہمیشہ تندرست رہے۔

ان النبی صلی الله علیه وسلم كان يحب الحلوی و
العسل - (بخاری)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حلویہ (مٹھاس) اور شہد بہت زیادہ پسند تھے)
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عليكم بالشفائين: العسل والقوان . (ابن ماجہ، مستدرک الحاکم)
(تمہارے لیے شفا کے دو مظہر ہیں۔ شہد اور قوان)

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرطے سنا کہ
ان كان في شيء من اوديتكم خير فني شرطة محجم
او شربة عسل۔

(تمہاری دواؤں میں سے کسی چیز میں بھلائی کا اگر کوئی عنصر ہے تو وہ پھنے لگانے
اور شہد پینے میں ہے)۔

مسند احمد میں اسی حدیث میں عسل کے بعد مذکور ہے۔

”اولد عتہ بتار توافق داء وما احب ان اکتوی“
(یا آگ سے جلاتا بھی بیماری کے مطابق ہے۔ مگر میں آگ سے جلاتے کو پسند

نہیں کرتا،

مسند احمد میں عقبہ بن عامرؓ سے بھی تقریباً یہی الفاظ مروی ہیں۔ بخاری اور ابن ماجہ نے یہی ارشادِ گرامی الفاظ کے معمولی روو بدل کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کیے ہیں۔

الشفاء في ثلاثتنا - شربة عسل وشرطة مجم وكية
نار وانهى امتي من الكي .

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ان الحاضرة عرق الكلية اذا تحرك اذى صاحبها
فداوها بالماء المحرق والعسل .

(ابوداؤد، مستدرک الحاکم، ابونعیم، الحارث)

رخصرہ گردے کا ایک اہم عقبہ ہے جب اس میں سوزش ہو جائے تو گردے
وائے کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اس کا علاج جلے ہوئے پانی اور شہد
سے کیا جائے،

خاصہ سے مراد گردے کا بطن ہے جسے طب میں PELVIS کہتے ہیں۔ محدثین نے
جلے ہوئے پانی سے مراد ابلا ہوا پانی لیا ہے۔ مگر صحابہ کرامؓ نے سنت کی پیروی
میں "نار المحرق" کی جگہ ہمیشہ بارش کا پانی استعمال کیا ہے۔

"کنز الیصال" میں مسند فردوس کے حوالے سے حضرت انس بن مالکؓ سے ایک
روایت کا خلاصہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔ جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔

درهم حلال يشتري به عسلا ويشرب بماء المطر شفاء

من كل داء . (مسند فردوس)

اپنی حلال کی کمائی کے درہم سے شہد خرید کر اسے بارش کے پانی میں ملا کر پینا

تقریباً سبھی بیماریوں کا علاج ہے)

حضرت خترمؓ بن حسان بن عامر بن مالک بیان کرتے ہیں۔

بعثت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وعک بی والتمس منه
دواء وشفاء فبعث الی بعلکة من عسل۔ (مسند عامر بن مالک،

ابن عساکر، ابن ابی شیبہ، ابن مندہ)

میں بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں ملتی ہو کہ وہ مجھے دوا

اور دوا سے فیض یاب کریں۔ انہوں نے جواب میں مجھے شہد کی کچی روانہ فرمائی،

بیمار نے دوا طلب کی تھی۔ جس کے جواب میں شہد عطا فرمایا گیا۔ مطلب صاف

ظاہر ہے تم اسے پیو۔ ٹھیک ہو جاؤ گے۔

حضرت علیؓ بن ابوطالب روایت فرماتے ہیں۔

إذا اشتکی احدکم فلیسل امراتہ ثلاثۃ دراهم و انحوھا

فلیشتر بہا عسلا و لیاخذ من ماء السماء فیجمع ہنیئاً

مویاً وشفاء و مبارکاً۔

(ابن المنذر، ابن ابی حاتم، احمد بن الفرات)

تم سے جب کوئی بیمار ہو تو اپنی بیوی سے تین درہم یا اس سے کچھ کم لے کر اس

کا شہد خرید لائے۔ پھر اس میں آسمان کا پانی ملا کر انہیں نخلوں کے ساتھ پی

لے کہ مبارک بھی ہے اور شفا کا منظر بھی)

حمید بن زنجویہ۔ سیوطی اور زرین نے حضرت عبداللہؓ بن عمر کا ایک دلچسپ

عمل ان کے غلام نافعؓ سے بیان کیا ہے۔

کان لا یشکو قرحتہ ولا شیئاً الا جعل علیہ عسلاً حتی

الدامل، اذا کان بہ طلا عسلاً فقلنا لہ تداوی

الدمد بالعسل؟ — فقال اليس يقول الله -
”فيه شفاء للناس“

دو دو جب بھی بیمار ہوئے یا ان کو کوئی زخم ہوتا فوری طور پر علاج کرتے۔ حتیٰ کہ اگر
ان کو چھپی بھی نکلتی تو اس پر شہد لگاتے تھے۔ ہم نے ایک روز تعجب سے کہا
کہ کیا آپ چھپی پر شہد لگاتے ہیں؟ فرمایا! ”کیا خدا تعالیٰ سے یہ نہیں کہا کہ اس میں
لوہ کے لیے شفاء ہے۔“

مسند احمد بن حنبل میں متعدد روایات اس امر کی ہیں کہ جسمانی کمزوری۔ تھکن اور مختلف
بیماریوں کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شہد کا شربت اور کبھی دو دھریں شہد ملا کر پیا
گوں کو کبھی ایسے ہی تلقین فرمائی۔

عن ابن عباس قال اول ما سمعنا بالفالوذجر ان جبرائيل
عليه السلام ارسل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال
ان امك تفتح عليهم الارض فيفاض عليهم فقال الدنيا
حتى انهم لياكلون من الفالوذجر -

”فقال النبي صلى الله عليه وسلم وما الفالوذجر قال يخلطون
السمن والعسل جميعاً. فشعق النبي صلى الله عليه وسلم
لذلك شهقته؟ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ ہم نے ابھی فالودہ کے بارے
میں نہ سنا تھا کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے اور فرمایا کہ آپ کی امت بہت سے منوں کو فتح کرے گی اور ان کو بہت
زیادہ مال و دولت ملے گی اور وہ فالودہ کھائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا
کہ یہ فالودہ کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ تمھی اور شہد کو ملا کر اسے بناتے ہیں

اس پر آپ رونے کی آواز نکال کر روئے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں۔

أهدى للنبي صلى الله عليه وسلم غسل فقسم بيننا

لعقة لعقة فأخذت لعقتي ثم قلت يا رسول الله ازداد

أخري - قال نعم - (ابن ماجة)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ میں شہد آیا۔ انہوں نے ہم سب کو محوڑا محوڑا

چاٹنے کے لیے مرحمت فرمایا۔ میں نے اپنا حصہ چاٹ کر مزید کی عرض کی اور

انہوں نے قبول فرمائی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پانے والے صحابہ کرام بھی شہد کو بہت پسند کرتے

تھے۔ اہمات المؤمنین میں اس کی پسند کا یہ عالم تھا کہ ایک صاحب سُلہ پوچھنے

حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ ایک اندھے کو سنگترے کی قاشیں

پھیل کر ان کو شہد میں ڈبو کر کھلا رہی ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ نابینا حضرت ام مکتومؓ

ہیں جن کے خلوص کو اللہ تعالیٰ نے اتنی اہمیت دی کہ ان کے متعلق قرآن مجید کی ایک سورۃ

نازل ہوئی۔ اور اسی اہمیت کے اعتراف ہیں وہ ان کی ذاتی طور پر خاطر مدارات کر

رہی تھیں بخاطر داری کے یہ انہوں نے سنگترہ پسند فرمایا جو کہ عرب میں اب بھی

نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے وہ تحفہ چیز تھی جس کے ساتھ شہد ملا کر اس کی لذت اور افادیت

میں اضافہ ہو گیا۔

محمد بنین کے مشاہدات

جب عوف بن مالک الاشجعی بیمار ہوئے تو اپنے بیٹے سے کہا کہ وہ کسی گھر سے

مارش کار کھا ہوا پانی مانگ لائے۔ اس نے مقصد پوچھا تو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

”وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مَبَارَكًا“

(ہم نے آسمان سے ایک برکت والا پانی اتارا ہے)

پھر فرمایا کہ شہد لاؤ اور اس کو تو صبح میں فرمایا کہ قرآن مجید نے اس کی اہمیت کی سندوں عطا کی ہے۔

”فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ“

(اس میں لوگوں کے لیے بیماریوں سے شفا ہے)

اس کے بعد زیتون کا تیل طلب فرمایا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ قرآن مجید نے اسے کتنی اہمیت عطا کی ہے۔

”مِنْ شَجَرَةِ مَبَارَكَةٍ مِنْ يَتُونَةَ“

(یہ زیتون کے مبارک درخت سے ہے)

انہوں نے ان تینوں چیزوں کو طایا اور پی گئے۔ دو تین دن میں تندرست ہو گئے یہ واقعہ ابو العباس احمد بن علی العبیدی المقریزی نے بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت عوف بن مالک ہمیشہ شہد کا سرمہ لگا یا کرتے تھے۔

ابن کثیر نے حضرت علیؓ کا ایک نسخہ بیان کیا ہے کہ مریضیوں کو ہدایت کرتے تھے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت کاغذ پر لکھ کر اسے بارش کے پانی سے دھو کر اس پانی میں شہد ملا کر پی لیں شفا یاب ہو جائیں گے۔

جامع الاصول میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا نسخہ مذکور ہے کہ قرآن مجید کی کوئی بھی آیت لکھ کر اس پر شہد لگا دیا جائے پھر اس کو چاٹ لیں شفا ہو جائے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ قرآن مجید اور شہد کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے اس لیے ان دونوں بزرگوں نے قرآن مجید کی صفت شفا سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے اس کے ساتھ شہد کو شامل کر لیا۔ کیونکہ اس کی شفا کا انشاف بھی قرآن مجید نے کیا اور وہ

نحوہ اپنی خاصیت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

”ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين“

(اس میں شفا کے علاوہ اور کچھ نہیں لیکن یقین کرنے والوں کے لیے)

محدثین کرام نے زیادہ توجہ اس حدیث پر دی ہے جس میں ابو سعید الخدریؓ اسماں کے مریض کی تین چار مرتبہ آمد کے بعد شفا بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ کذب بطن اخیلی۔ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ شہد ایک یا دو مرتبہ پلانا بیماری کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے کافی نہیں۔ ضرورت اس کی تھی کہ وہ بار بار پیئے تاکہ بیماری پیدا کرنے والے جراثیم ہلاک ہو جائیں۔ اس کے بعد شہد کی مزید مقدار اس لیے مطلوب ہوئی کہ وہ ان مردہ جراثیم اور ان کی زہروں کو پیٹ سے نکال دے اور اس طرح مریض کو شفا طبعی نقطہ نظر سے مکمل طور پر ہوئی۔ کیونکہ اجابتوں کی کثرت کو کم کر دینا علاج نہ تھا یہ مظاہرہ اس اہم حقیقت کی دلالت کرتا ہے کہ شہد پیٹ میں موجود مختلف بیماریوں کے جراثیم ہلاک کرتا۔ آنتوں کے زخموں کو مندمل کرتا اور تندرستی کو بحال کرتا ہے۔ یہ علاج اسماں کے درجہ اول اور ثانیہ میں از حد مفید رہے گا۔

آج تک کے اطباء کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ اسماں کے مریضوں کا علاج ایسی ادویہ سے کرتے ہیں جو قابض ہوتی ہیں اور مریض بھی یہی چاہتا ہے کہ بار بار کی حاجت سے نجات پائے۔ مگر یہ عمل مریض کی اپنی صحت کے لیے خطرناک ہے۔ کیونکہ آنتوں کی حرکات کو روک کر دل کو مفلوج کیا جاسکتا ہے۔ دوسری صورت میں جراثیم وہاں مقیم رہ کر مستقل طور پر سوزش پیدا کرتے رہیں گے اور ان کی زہریں اعصابی نظام کے لیے مستقل خطرہ بنی رہی گی۔ اس علاج سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الہی سے علم طب پر مکمل عبور حاصل تھا اور انہوں نے وہی کچھ کیا جو ایک حاذق اور معاملہ فہم معالج کو کرنا چاہیے۔

بہترین شہد فصل ربیع کا ہے۔ اس کے بعد موسم گرما کا اور پھر سردی کا۔ اطباء اس امر پر متفق ہیں کہ یہ بہترین دوا اور بہترین ٹانک ہے۔ کیونکہ یہ جسمانی قوتوں کو جلا دیتا ہے۔ یہ مقوی بدن ہے۔ معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ بوڑھوں کو توانائی اور مخزج بلغم ہے۔ پیٹ کو نرم کرتا ہے۔ باؤلرین میں مفید ہے۔ یہ ادویہ کو حل کر کے ان کے اثرات کو بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اگر اس میں گوشت دکھ دیا جائے تو تین ماہ تک اسے گلے نہیں دیتا اسی طرح یہ تین ماہ تک سبز یوں کو بھی محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اس لیے علماء نے اسے "المحافظ الامین" کا لقب دیا ہے۔

اگر اسے جسم پر لگایا جائے تو یہ ایک عظیم نعمت ہے۔ جوڑوں کو مار دیتا ہے۔ بال طام اور لمبے کرتا ہے۔ اس کا سرمہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔ اس کا منجن دانترن کو چکانا اور مسوڑھوں کی حفاظت کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شہد کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ

عَلَيْكُمْ بِالشَّفَافِثِينَ، العسل والقرآن :

تو یہ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ ایک روحانی امراض کے لیے دوسرا جسمانی کے لیے کیساں طور پر مفید ہی نہیں بلکہ دونوں اقسام کی صحت کو تحفظ دیتا ہے۔ شہد کو اگر غذا کہیں تو مکمل غذا ہے۔ اگر اسے مشروب قرار دیں تو مقوی اور مقوی مشروب ہے اور پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ جسم سے صنوبر کو زائل کرتا ہے۔ محدثین کے سر کو اس کا مصلح قرار دیا ہے۔ اسے صبح نماز منہ کھانا یا پینا معدہ کو ہر قسم کی غلاظت سے پاک کر دیتا ہے۔ جگر، گردوں اور مثانہ سے غیر مطلوبہ عناصر کو خارج کرتا ہے۔ محدث عبد اللطیف بغدادی کہتے ہیں کہ اکثر بیماریوں میں شہد دوسری چیزوں سے اس لیے افضل ہے کہ یہ جسم کے سڑوں کو کھولتا۔ غلاظتوں کو حل کر کے نکالتا اور جسم کو دھو کر صاف کر دیتا ہے اور اطباء عرب نے اسے اس لیے بھی فضیلت دی ہے کہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشرب کل یوم قدح
 غسل مزدوجاً بالماء علی الریق۔ (ابن القیم، ذہبی)
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح نہار منہ پانی میں شہد گھول کر اس کا پیالہ پیا کرتے
 تھے۔

ان کے اس عمل کو سامنے رکھیں تو ہماری توجہ ان کی تندرستی اور اپنی صحت کو قائم
 رکھنے کے امور کی جانب مبذول ہو جاتی ہے۔ اس غرض کے لیے وہ شہد کے علاوہ
 کم کھاتے تھے۔ کھجور یا منقہ کا پانی پیتے تھے۔ تیل پیتے تھے۔ سرمد لگاتے تھے۔
 پیدل چلتے تھے اور گندی غذا اور چکنائیوں کی کثرت سے پرہیز کرتے تھے۔
 وہ طب الاجساد اور طب الارواح پر دسترس رکھنے کے ساتھ ان کو عملی طور پر
 دکھاتے تھے تاکہ لوگ زمینی اور روحانی امراض سے محفوظ رہیں۔

محدثین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شہد میں مختلف بیماریوں سے بچاؤ اور علاج
 کی جو صلاحیت رکھی ہے وہ اسی طرح ہے جیسے کہ قرآن مجید سینہ کے جملہ مسائل کے لیے
 خواہ وہ شکوک اور شبہات ہی کیوں نہ ہوں شفا ہے۔

ابن القیم بیان کرتے ہیں کہ شہد ایک ایسی منقر و چیز ہے کہ جو دوا اور غذا ہونے
 کے ساتھ ساتھ کسی بھی نسخہ میں کسی فکر کے بغیر شامل کی جاسکتی ہے۔ اطباء قدیم نے شہد کا ذکر
 بطور مٹھاس کے کیا ہے۔ وہ اس کے جملہ کمالات سے آشنا تھے۔ البتہ مصریوں کے
 محفوظ کر دینے والے اثرات سے واقفیت تھی۔ کیونکہ یہ لاشوں کے اجسام کو محفوظ رکھ
 سکتا ہے۔ اس کے فوائد سے مکمل واقفیت عہد رسالت اور اس کے بعد ہوئی ہے۔
 کیونکہ جب قرآن مجید نے اسے شفا کا منظر بتایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے
 فوائد کا عملی مظاہرہ دکھایا تو دیکھنے اور سننے والے مجبور ہو گئے کہ اس کے افادات
 پر ایمان لائیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرار دیا ہے کہ قرآن اور شہد میں شفا

ہے تو ان میں ان فوائد کی موجودگی ایک یقینی امر ہے۔ اگر کسی کا قرآن سے علاج کیا جائے تو اس سے شفا حاصل کرنے کے لیے اس پر ایمان اور یقین کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن نے اپنی شفا کی صفت کے لیے مؤمنین کی تخصیص کی ہے۔ اور اگر اس سے کسی کو شفا نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر خود یقین نہیں رکھتا تھا۔ جیسے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”من لم يستشف بالقرآن فلا شفاہ اللہ“

اسی موضوع پر ابن قانع نے رجا را الغنویؒ سے یہ حدیث بیان کی ہے۔
استشفو بما حمد اللہ بہ نفسہ قبل ان یحمدہ
خلقہ و بما مدح اللہ بہ نفسہ الحمد للہ و قل
هو اللہ احد، فمن لم یشفہ القرآن فلا
شفاہ اللہ۔

ان دونوں روایات میں قرآن سے شفا حاصل کرنے کی ترکیب بیان کرنے کے بعد یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ جس کسی کو قرآن سے بھی شفا حاصل نہ ہو سکے تو پھر وہ یہ سمجھ لے کہ اب شفا یاب ہونا اس کی قسمت میں نہیں۔

ابن القیم قرآن اور شہد سے شفا کو ایمان اور یقین سے مشروط کرتے ہیں۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طب وحی الہی سے وجود میں آئی۔ وہ نبوت کی روشنی ہے۔ جبکہ دوسرے علاج قیافہ پر مبنی ہیں اور یہاں پر کسی غلطی یا شبہ کا کوئی امکان نہیں جب قرآن نے شہد میں شفا کا پتہ بتایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مختلف صورتوں میں تصدیق کی ہے تو پھر اس پر شبہ کرنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔

شہد بلاشبہ ایک جامع اور مکمل غذا ہے۔ یہ جسم سے فاسد مادوں کو نکالنے کے علاوہ زہریلے اثرات سے بچاتا ہے جیسے کہ زہریلی کھنٹی کھانے کے بعد یا ایفون کا

نشہ اتارنے کے لیے اسے پانی میں گھول کر دینا کافی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات مبارکہ کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ وہ اسے پانی میں گھول کر پیتے تھے اور ہمیشہ خال پیٹ یا نہار متہ استعمال فرمایا۔ اس عادت مبارکہ میں حکمت یہ تھی کہ یہ فوراً جذب ہو کر معدہ سے غلاظت کو نکالتا۔ معدہ کے خم کو صاف کرتا۔ اور جسم کو جملہ امراض سے محفوظ رکھتا ہے اسی عادت کا فائدہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس نے مہینے میں تین روز بھی شہد چاٹ لیا وہ اس ماہ کسی بڑی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔

ان کی شہد پینے کی عادت کا فائدہ ان کی حیات مطہرہ کے مطالعہ سے ثابت ہے کہ وہ کبھی ایک دن کے لیے بھی نہ تو بیمار ہوئے اور نہ کسی سفر یا جنگ کے دوران اپنی کمزوری یا نکلن کا اظہار فرمایا وہ نبوت کے عہدہ جلیلہ پر تقریباً ۲۴ سال متمکن اور فائز رہے۔ اور اس طویل عرصہ میں ان کی زندگی کے ہر پل کی خبر ہمیں میسر ہے۔ انہوں نے روزانہ شہد پی کر یہ واضح کر دیا کہ اگر کوئی یہ عادت اپنانے تو پھر وہ عام طور پر تندرست ہی رہے گا۔

اطباء قدیم کے مشاہدات :

قدیم مصر کے حکما شہد سے واقف تھے۔ لاشوں کے محفوظ کرنے کے عمل میں شہد استعمال کیا جاتا تھا۔ شاہی دسترخوان پر شہد ہمیشہ موجود رہتا تھا اور جب بادشاہ مرتے تھے تو ان کی ضروریات زندگی مقابر میں ان کے ساتھ دفن کی جاتی تھیں۔ کھدائی کے دوران ہر مقبرے سے شہد کی کپیاں برآمد ہوتی ہیں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ آٹھ ہزار سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود یہ شہد انسانی استعمال کے قابل پایا گیا اس میں اگر کوئی تبدیلی واقع ہوئی تو صرف اتنی کہ اس کا رنگ سیاہی مائل ہو گیا تھا۔ لوگوں نے اسے کھایا اور ذائقہ ٹھیک ٹھاک تھا۔

آریویدک طب کی مشہور کتاب "سشرت" میں شہد کی آٹھ آٹھ قسمیں مذکور ہیں۔

۱۔ مکشیکا : یہ وہ شہد ہے عام مکھیاں جمع کرتی ہیں۔

۲۔ بھرامارا : یہ شہد سیاہ رنگ کی مکھیوں کا ہوتا ہے اور اس مکھی کو

بھی بھرامارا کہتے ہیں۔ یہ شہد بلغم۔ کھانسی۔ بخار اور ٹیسیر میں دوسری اقسام سے زیادہ مفید ہے۔

۳۔ کشودھارا : یہ چھوٹے جسم کی چمک دار مکھی کا شہد ہے جس کی عام خاصیات تو مکشیکا کی مانند ہیں۔ لیکن آنکھوں کی بیماریوں میں تریاق ہے۔

۴۔ پوتیکا : یہ چھوٹے قد کی سیاہ مکھی کا شہد ہے جو اپنے جسم میں پتنگوں سے متنی بنتی ہے۔

۵۔ چھاترا : یہ بھڑکی شکل کی زرد مکھی ہے جس کا چھتہ چھتری کی شکل کا ہوتا ہے۔

یہ شہد خون کی تفتے۔ پھلہری۔ پیٹ کے کیڑوں۔ موزاک۔ ہسٹریا۔ متلی اور زہروں کے علاج میں زیادہ مفید ہے۔

۶۔ ارگما : یہ جنگلی شہد ہے۔ جو بھرامارا قسم کی مکھی جمع کرتی ہے۔ مگر اس مہمی

کارنگ سنری ہوتا ہے۔ یہ شہد امراض چشم۔ بوا سیر۔ بیضہ۔ کھانسی۔ تپ دق۔ یرقان اور زخموں کے علاج میں مفید ہے۔

۷۔ اوولا کا : یہ حقیقت میں شہد نہیں بلکہ یہ ایک بدبودار گاڑھی رطوبت ہے۔ سفید چیونٹوں کے بوں میں ملتی ہے۔

۸۔ والا : یہ وہ شہد ہے جو صاف کیے بغیر پھولوں میں ہوتا ہے یہ پیٹ میں

صغرا اور تیزاب پیدا کرتا ہے۔ بلغم کو نکالتا ہے۔ متلی اور موزاک سے شفا دیتا ہے۔

ہندو دیومالا کے مطابق بگلوان برہانے انسانوں کی بھلائی کے لیے طب کا علم

اسی کما کو یاد کروایا جس کے نسخے بعد میں سشرت کی شکل میں مرتب ہوئے۔ ایک

اندازہ کے مطابق یہ کتاب تین ہزار سال سے زیادہ پرانی ہے۔

قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ ہر قوم اور ہر ملک میں وہاں کے حالات کے مطابق خدا کا پیغام لے کر انبیاء کرام تشریف لاتے رہے۔ طب کا علم ہمیشہ سے آسمانی قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ ہندوستان میں تشریف لانے والے پیغمبروں نے یہاں کے رہنے والوں کو بھی زمین پر اس نا در روزگار تحفہ کے بارے میں باخبر کر دیا ہو۔ ویدوں نے شہد کی جن آٹھ قسموں کا ذکر کیا ہے۔ وہ حقیقی نہیں۔ ان میں سے کم از کم دو شہد نہیں اور دو کا وجود مشتبہ ہے۔ مگر وہ اپنے نسوں میں شہد کو سوزاک امراضِ بطن۔ امراضِ اعصاب۔ امراضِ العین۔ ہیضہ اور دوسری متعدد بیماریوں میں بڑے وثوق سے استعمال کرتے ہیں۔

یوعلی سینا اور قانون کی شرح کرنے والوں نے شہد کی ماہیت کے بارے میں کہا ہے کہ

یہ ایک قسم کی شبہم خفی ہے جو پھولوں اور نباتات پر گرتی ہے۔ اس کو ایک فینش وارکھی چوس کر اپنے چھتے میں کھانے کے واسطے جمع کر لیتی ہے۔ یہ وہ ابتدائی دور تھا جب لوگوں کے پھولوں پھولوں اور حیوانات کے بارے میں ثقہ معلومات میسر نہ تھیں۔ اسی ضمن میں ”مشکاة اللاثذین فی علم الاقوابادین“ کے مؤلف محمد اخذی عبدالفتاح لکھتے ہیں۔

”شہد جو ہر شکری ہے جو ایک قسم کی مکھی سے حاصل ہوتا ہے اور باعتبار قانون اور مکافات کے کبھی جما ہوا ہوتا ہے اور کبھی پتلا کبھی سفید رردی مائل ہے۔“

اطباء قدیم کے نزدیک وہ شہد جو چھتے سے ٹپک کر از خود گر رہا ہو وہ سب سے عمدہ ہے۔ جبکہ چھتے سے پھوڑ کر نکالا گیا ہو موم سے آمیز ہوتا ہے۔ جس میں موم نہ

ہو۔ سرخ زنگ، کارحاشا، شفاف، خوش مزہ اور خوشبودار ہو وہ سب سے عمدہ ہوتا ہے
فصل ربیع کا شہد موسم گرما سے بہتر ہوتا ہے۔ جو شہد پرانا ہو گیا ہو وہ مفید ہے۔ بعض اطباء
نے دو سال پرانے شہد کو زہر مطلق قرار دیا ہے۔

ماء العسل بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ دو گنی مقدار کے پانی میں اسے اتنا جوش
دیں کہ ایک حصہ اڑ جائے اور اس دوران سطح کے اوپر سے جھاگ اتارتے رہیں۔ اگر اسے
مرکب بنانا چاہیں تو پانی کی بجائے عرقیات از قلم بید مشک، گلاب، بادریان یا کبیرا استعمال
کیے جاسکتے ہیں۔ یہ مرکب کم علیل ہے۔ بلکہ بلغمی مزاج والوں کے لیے قابل فاض ہے۔

شہد بلغم زنج کو نکالتا ہے۔ سدہ کھولتا ہے۔ روی رطوبتیں نکالتا ہے۔ اگر
کثرت سے کھایا جائے تو استسقا، بربقان، عسر البول، ورم طحال، فالج، لقرہ، زہروں کے
اثرات، امراض سردینہ میں مفید ہے۔ پیاس کو بھاتا ہے۔ پتھری کو خارج کرتا ہے
معدہ، باہ اور بھارت کو قوت دیتا ہے۔

شہد کھانے سے پشیاپ، دودھ اور حقیض میں اضافہ ہوتا ہے۔ جگر کو قوت ملتی
ہے اور گردہ مثانہ کی پتھری کو توڑ کر نکالتا ہے۔ اب کیون یعنی زیرہ کے پانی کے ساتھ
اسے پینا عفتہ، الکل اور زہروں کے علاج میں مفید ہے۔ بعض اطباء کا کہنا ہے کہ اگر
کوئی عورت نمار منہ شہد پیئے اور اس کے بعد اس کے پیٹ میں مروڑ پیدا ہو تو وہ حاملہ ہے
پیٹ بڑھ جائے اور استسقا کی بیماری میں شہد ایک لاجواب دوائی ہے۔ بیس گرام شہد
تین گنا پانی میں ملا کر کافی دن پیئے سے پیٹ سے پانی نکل جاتا ہے۔

شہد کو کندر کے ساتھ ملا کر دینے سے سینہ اور پھیپھڑوں کا تنقیہ ہوتا ہے۔ یہ
پتھری نکانے میں زیادہ مفید ہے۔ بربقان کو دور کرتا ہے۔ بازنگ کے پانی میں شہد
کو گھول کر حقنہ کرنے سے بڑی آنت کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ لوطی سینہ اسے
مقوی معدہ قرار دیتا ہے۔ اگر اسے عرق گلاب میں حل کر کے پیئیں تو اور زیادہ مفید ہے۔

یہ آنتوں کے ورم کو تحلیل کرتا ہے۔

شہد کی بعض قسموں کو ملغی اور صفراوی مزاج والوں کے لیے قابض بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ اطباء تجویز کرتے ہیں کہ ان مزاجوں کے لوگ اسے سرکہ کے علاوہ استعمال نہ کریں۔ اگر کسی کی آنتوں میں زخم ہوں اور ان زخموں یا مزمن سوزش کی وجہ سے اسے بار بار اجابت ہو رہی ہو تو ان مریضوں میں شہد چونکہ زخموں سے حلن اور التباب دور کرے گا اس لیے نتیجہ میں قبض ہو جائے گی۔ جسے سرکہ ملا کر دور کرنا علم الامراض کے مطابق بھی درست عمل نہ ہوگا۔ ایسے میں شہد کے ساتھ جو کا دلیا جو کا پانی شامل کرنا مرض کو دور کرنے میں بھی مفید ہوگا اور رد عمل کے طور پر قبض بھی نہ ہوگی۔

مقامی استعمال:

دانٹوں کے لیے شہد ایک بہترین ٹانک ہے۔ اسے سرکہ میں حل کر کے دانٹوں پر مٹانا کو مضبوط کرتا ہے اور مسوڑھوں کے ورم دور کرنے کے علاوہ دانٹوں کو چمکدار بناتا ہے۔ گرم پانی میں شہد اور سرکہ کے ساتھ نمک ملا کر غرارے کرنے سے گلے اور مسوڑھوں کا ورم جاتا رہتا ہے۔ شہد میں انزروت اور نمک ملا کر بہتے کان میں ڈالنے سے پیپ بند ہو جاتی ہے۔ قلمی شوره پانی میں بھگو کر اس میں شہد ملا کر کان میں ڈالنا ثقل سماعت میں مفید ہے۔

حساسیت میں شہد

انگلستان میں سالفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر لاری کرافٹ نے حساسیت اور موسم بہار میں حساسیت کی وجہ سے ہونے والے بخار کے ۲۰۰ مریضوں پر تجربات کے بعد ثابت کیا ہے کہ یہ عوارض کسی اور دوائی کو شامل کیے بغیر صرف شہد سے ٹھیک

ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر کرافٹ کے مطابق یہ شہد باغوں سے حاصل کیا گیا ہو اور اسے بار بار یا زیادہ گرم نہ کیا گیا ہو۔ گندم کے آٹے میں شہد ملا کر مرہم سی بنا کر چھوڑے پھنسیوں اور اورام حارہ پر لگانا ان کو مندل کر دیتا ہے۔ شہد میں سرکہ اور نمک ملا کر چھائی پر لگانے سے داغ دور ہو جاتے ہیں۔ روغن گل میں ملا کر گندے زخموں پر بطور مرہم لگانے سے ان کی عفونت رفع کر کے انہیں ٹھیک کر دیتا ہے۔ عرقِ گلاب میں شہد ملا کر بالوں میں لگانے سے جوڑی مرجاتی ہیں۔ بال ملائم اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ چھائی کو دور کرنے میں سرکہ کی نسبت قسط بشری کے ساتھ شہد کا مرکب بعض اطباء کے نزدیک زیادہ موثر ہے۔ چونکہ یہ اندر کی رطوبتیں بھی کھینچ کر نکال سکتا ہے، اس لیے عرق النساء کے درد میں اس کا لیپ بڑا مفید ہے۔

شہد کی کیمیائی ہیئت :

ایک ٹی لیٹر شہد کا وزن ۲۰۰۷۰ پر ۱۶۳۶—۱۲۵ گرام ہوتا ہے۔ اس میں پانی کی مقدار اگرچہ موسم۔ درجہ حرارت اور اس پاس کی زراعت سے تبدیل ہوتی رہتی ہے لیکن امریکی معیار کے مطابق اس میں ۸۸٪ فیصدی پانی ہوتا ہے۔

دنیکے شہد پیدا کرنے والے ممالک میں امریکہ۔ روس۔ چین میکسیکو۔ آسٹریلیا۔ ارجنٹائن اور سائپرس شامل ہیں۔ عام طور پر شہد میں ۲۰٪ فیصدی موم ہوتی ہے۔ مگر موم کی مقدار شہد نکالنے کے طریقہ اور چھتے کی آبادی پر بھی منحصر ہے۔ اگر چھتے پک کر اپنے آپ ٹپکنے لگیں تو ایسے شہد میں موم بہت کم ہوگی۔ اسی طرح کٹ لگا کر نکالے ہوئے شہد میں موم کی مقدار کم ہوتی ہے جبکہ چھتے کو نچوڑ کر نکالنے کی صورت میں موم زیادہ ہوتی ہے۔ شہد کو گرم کریں تو یہ موم سے پہلے گھل جاتا ہے۔ موم ۲۵۰۶٪ پر گھلتی ہے۔

جسم انسانی کی ساخت میں چھتے کی کیمیائی مرکبات استعمال ہوتے ہیں یا انسان کو

ان کی ضرورت رہتی ہے۔ ان میں سے ہر عنصر شہد میں موجود ہے۔ اشیائے خوردنی میں جیاتین کی موجودگی کے بارے میں اصول یہ ہے کہ بعض خوراکیں ایسی ہی جن میں کل پیڑے وٹامین ہوتے ہیں اور بعض ایسی ہی جن میں چکنائی میں حل ہونے والے وٹامین از قسم A-D-E-K پائے جاتے ہیں۔ شہد وہ منفرد مرکب ہے جس میں ہر قسم کے وٹامین موجود ہیں۔ شہد میں موجود مشہور عناصر مٹھاس۔ فرکٹوس۔ فارمک ایسڈ۔ فرازی تیل۔ موم اور پوپن POLLENGRAINS ہوتے ہیں۔ ۴۰۔۶۰۔۵۰ پر شہد دانے دار بن جاتا ہے۔ اس کے اجزاء میں اہمیت مٹھاس کو ہے۔ کیمیادی طور پر مٹھاس کی سب سے مشکل قسم نشاستہ ہے جب ہم روٹی کی صورت میں نشاستہ منہ میں ڈالتے ہیں تو چبانے کے دوران تھوک کا جوہر PTYALIN نشاستہ کو گلوکوس میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جس سے ہم لقمہ کو چباتے چباتے مٹھاس محسوس کرنے لگتے ہیں۔ قرآن مجید نے مکھیوں کے منہ میں متعدد قسم کے جوہروں کی نشاندہی کی ہے۔ اور علم کیمیا کی ترویج سے اس ارتدادِ ربانی کی صداقت کا عمل یوں معلوم ہوا ہے کہ یہ بھولوں سے حاصل ہونے والی چیزوں اور خاص طور پر پوپن کے دانوں میں موجود نشاستہ کو فرکٹوس میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اسی طرح مکھی کے راستہ میں پینی بھی آتی ہے۔ جسے کیمیادی طور پر SUCROSE کہتے ہیں۔ مکھی کے منہ میں ایک باضم جوہر INVERTASE کے نام سے پایا جاتا ہے۔ وہ پینی یا دوسری نشاستہ دار چیزوں کو آسان ساخت کی مٹھاسوں یا INVERT SUGARS میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ عام شہد میں مٹھاسوں کی شرح اس طرح بیان کی گئی ہے۔

۱۲٪ — ۸۰٪ ۹۳٪ — ۶۰٪

جبکہ کینیڈا میں پیدا ہونے والے شہد کا معیار یہ ہے۔

۶۱٪ — ۶۵٪ ۶۸٪ — ۶۰٪

پاکستان کونسل برائے سائنٹفک ریسرچ لاہور کی لیبارٹری میں علم الغذا کے ماہر
ڈاکٹر فرخ حسین شاہ نے بازار سے شہد کے ۲۵ نمونے حاصل کیے جن میں سے ۱۲ معیار
سے کم تھے۔ اس کے بعد انہوں نے واہ۔ چچانگامانگا جنگل اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد
کے ذریعہ مختلف فصلوں کے شہد کا تقابلی جائزہ لیا اور یہ اعداد و شمار جاری کیے ہیں۔

INSOLUBLE SOLIDS	SUCROSE	ASH	MOISTURE
۰.۶۵	۶۶۶	۰.۵۲	۱۳۶۵
۰.۶۱۵	۶۴۵	۰.۵۶	۱۸۶۹
۰.۶۱۵	۶۶۳	۰.۶۱	۱۶۶۸
۰.۶۲۰	۱۶۲	۰.۵۶	۱۲۶۳
			(واہ)
۰.۵۰	۶۶۲	۰.۵۸	۱۳۶۵
			(زرعی یونیورسٹی)
۰.۵۰	۱۰۶	۰.۵۴	۱۶۶۳
			(واہ)
۰.۵۰	۶۶۸	۰.۵۵	۱۶۶۲
			(زرعی یونیورسٹی)
۰.۳۲	۳۶۳	۰.۶۸	۱۳۶۸
			(چچانگامانگا)

اس جائزہ سے اہم نتیجہ نکلتا ہے کہ شہد میں موجود عناصر فصل موسم اور علاقہ کے

مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

مکھی جب خوراک کی تلاش میں پھرتی ہے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر مرتبہ پھولوں

پر ہی جائے۔ اسے راستہ میں گتے کارس، گڑ، راب، کھانڈ کے ڈھیر یا مصری کی ڈلیاں

بھی میسر آ سکتی ہیں۔ شہد کی مکھیاں پالنے والے ادارے اور کمپنیاں اپنی کھیب کو بڑھانے

کے لیے چھتوں کے قریب کسی قسم کی مٹھاس کا ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ مکھیاں چھتوں

سے اڑتی ہیں ان ڈھیروں پر بیٹھ کر وہاں سے مٹھاس لے کر لوٹ آتی ہیں۔ اس

کو مکھیوں کے جوہر — DIASTASE اور INVERTASE فرکٹوس میں تبدیل کرتے

ہیں کیونکہ یہ چھتوں میں پینی کا وجود پسند نہیں کرتی۔ اگر کسی چھتہ میں پینی ملتی ہے۔

تو یہ وہی مقدار ہوتی ہے۔ جو ابھی تبدیلی کے مرحلے سے نہیں گزری۔ مٹھاس کے ڈھیروں

سے حاصل ہونے والا شہد بالکل خالص ہوتا ہے۔ مگر اس کا معیار وہ نہیں ہوتا جو پھولوں

سے حاصل ہونے والے شہد کا ہوتا ہے۔ ان میں لحمیات نہیں ہوتے اور کیمیائی عناصر

کی مقدار بھی برائے نام ہوتی ہے۔ قدرتی طریقے سے حاصل ہونے والے شہد میں اضافی

تاثیریں بھی شامل ہوتی ہیں۔ مثلاً چین سے آنے والا نیم کا شہد اگر چہ سیاہی مائل اور

کسیلا ہوتا ہے مگر وہ کسی بھی دوائی سے زیادہ مصفی خون ہوتا ہے۔ یوکیٹس کا شہد تیز

اور بدلیو دار ہوتا ہے۔ جبکہ بیز کام اور کھانسی میں بڑا مفید ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی اور گائے کے دودھ کی اتادیت میں ایک اہم نکتہ

بیان فرمایا ہے کہ یہ ہر قسم کے درختوں پر چرتے ہیں۔ اسی طرح شہد کی مکھی کی اہم خصوصیت

یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے پھولوں سے رس چوستی ہے اور ان کے پوین اس کے جسم سے

لگے ہوتے ہیں۔ اس لیے باہر سے آنے والی خوبصورت بوتلوں کا شہد خالص تو ضرور

ہے مگر معیار کے لحاظ سے گھٹیا ہوتا ہے۔

کھیاں جب بھینھناتی ہیں تو اپنے پروں کی حرکت سے شہد کو نپکھا کر کے اس کا پانی اڑا کر شہد کو کاڑھا کرتی ہیں۔ عام طور پر شہد میں یہ عناصر ہوتے ہیں۔

POTASSIUM	SODIUM	CALCIUM
۳۵	۶۱	۶۶
PROTEINS	WAX	CARBOHYDRATES
۰۱۶ - ۲۶۶	۲۶۶	۶۴۶۳
PHOSPHORUS	SULPHUR	CHLORINE
۳۲۰۳	۰۶۸	۲۹۰۳
MAGNESIUM	COPPER	IRON
۲۶۰	۰۰۰۳	۰۶۲۰

ایک سو گرام شہد میں عناصر کے اس تناسب کے علاوہ یہ جسم انسانی کو حرارت کے، ۳۰ حرارے بھی مہیا کرتا ہے۔

نہ ہور کارپوریشن کے پبلک انالسٹ عارف شاہ نے شہد میں کیمیاوی عناصر کی موجودگی پر خصوصی تحقیقات کی ہیں۔ انہوں نے اس میں لیتھیم بھی پایا اور ان کی تحقیق کے مطابق پاکستانی شہد میں پانی کی مقدار ۲۵ فیصدی جبکہ برطانوی معیار بھی اس کے قریب ہے البتہ امریکہ اور کینیڈا میں پانی اس لیے کم ہوتا ہے کہ وہ قدرتی شہد استعمال نہیں کرتے۔

شہد کی کھیاں بھی دوسرے جانداروں کی طرح بیمار ہوتی ہیں۔ اگر یہ کسی دوسرے مچھنے کا شہد کھالیں تو اکثر بیمار پڑ جاتی ہیں۔ کیونکہ وہاں کی بیماریاں ان تک آ جاتی ہیں۔ کھیلوں کی زندگی کو آ جکل کا سب سے بڑا خطرہ کیڑے مارنے والی ادویہ سے ہے۔ فصلوں اور گھروں سے کیڑے ختم کرنے کے لیے جو ادویہ استعمال ہوتی ہیں ان میں سے ہر ایک ان کھیلوں کو بھی مار سکتی ہے۔ چونکہ آ جکل فصلوں پر پیرے کرنے کا رواج ہو چکا ہے۔ اس لیے کھیلوں کی تعداد کم ہونے لگی ہے اور یہی صورت حال پرندوں

کی بھی ہے۔ برطانیہ اور امریکہ میں مکھیاں پلنے والے اپنی مکھیوں کو کھانڈ میں —
 FUMAGILLIN ملا کر کھلاتے ہیں جس سے ان کو کرم کش ادویہ سے نقصان کا احتمال
 کم ہو جاتا ہے۔

پاکستان میں خالص خوراک کے قوانین کے تحت تجزیہ کرنے کے لیے درج
 ذیل معیار مقرر ہے۔

۲۵ فیصدی سے زائد نہ ہو

پانی یا نمی

۰.۵ فیصدی

ASH

راکھ

۱.۰ فیصدی

SUCROSE

چینی

۶۰ فیصدی سے کم ہو

REDUCING SUGAR

اگر اس کا رنگ گلابی ہو جائے تو شہد
 میں چینی یا شربت کی ملاوٹ ہے۔

FEHME'S TEST

آخری ٹیسٹ کے علاوہ

لاہور کی فوڈ لیبارٹری میں

BROWN'S TEST مزید اطمینان کے لیے کرتے ہیں۔ اگر اس کے پھول کا

رنگ گلابی سے زرد ہو جائے تو شہد میں ملاوٹ موجود ہے۔ عارف شاہ پچھلے بیس
 سال سے اشیاء خوردنی کے معیار کا تجزیہ کر رہے ہیں ان کی رائے میں شہد کے یہ
 معیاری ٹیسٹ ہر طرح سے جامع اور مکمل ہیں۔ ان کے ذریعہ شہد میں ملاوٹ کا یقیناً پتہ
 چل جاتا ہے۔

لوگوں نے شہد کی پہچان کے لیے کئی طریقے مشہور کیے ہیں۔ ایک میں نمک کی
 ڈلی شہد میں ملانے ہیں۔ اگر شہد نمکین ہو جائے تو ملاوٹ والا ہے۔ خالص شہد میں نمک
 حل نہیں ہوتا۔ ٹیسٹ غلط نہیں۔ لیکن اس میں ۲۵ فیصدی پانی بھی ہوتا ہے جس میں نمک
 حل ہو سکتا ہے۔ اس لیے ذائقہ نمکین ہو جانے کے باوجود شہد خالص ہو سکتا ہے۔

کہتے ہیں کہ خالص شہد روٹی پر لگا کر کتے کو کھلایا جائے کتا شہد نہیں کھاتا۔ جبکہ شیرہ کھا لیتا ہے۔ یہ بھی کوئی معیار نہیں۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ کتا کسی وقت کھانے کے موڈ ہی میں نہ ہو۔ جس کا غلط مطلب نکل سکتا ہے۔

شہد آسانی سے پانی میں حل نہیں ہوتا۔ جب خالص شہد قطرہ قطرہ پانی کے پیالہ میں ٹپکایا جائے تو یہ قطرے ثابت و سالم پیندے تک چلے جاتے ہیں۔ جبکہ شربت یا شیرہ کا قطرہ پیندے تک جانے سے پہلے ٹوٹ کر حل ہو جاتا ہے۔

پھولوں کے تولیدی دانے مٹی کے جسم کو چپک جاتے ہیں۔ یہ اور کھبیوں کے اپنے ساختہ لحمیات بھی شہد میں ہوتے ہیں۔ یہ لحمیات کی ایک خاص قسم ہے جو جسم کے دفاعی نظام کی ترویج میں اہم مقام رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ لحمیات کی قسم کے عناصر PROTEINS منہ کا لعاب اور رنگ دار مادے بھی شہد میں موجود ہوتے ہیں۔

شہد کی مکھی کی اگرچہ کئی قسمیں ہیں۔ مگر ان میں سے ہر قسم ڈنگ مارنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس ڈنگ کا سیال دانے دار ہوتا ہے۔ جو انجکشن کی مانند جسم میں داخل کیا جاتا ہے۔ جب یہ جسم میں داخل ہوتا ہے تو وہاں پر جلن اور درد ہوتے ہیں۔

دوا پنچا، رعبہ زقبہ، رُخ ہو جاتا ہے۔ پھر حساسیت شروع ہوتی ہے اور ورم آجانا ہے۔ یہ ورم ڈنگ والی جلد پر بھی ہو سکتا ہے اور پورے جسم پر ہونے کے ساتھ ساتھ سانس کی نالیوں میں آرتھریس میں رکاوٹ سے موت کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ مگر ایسا عام طور پر نہیں ہوتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ڈنگ کو کھرتج کر نکال دیا جائے۔ اور حساسیت کا علاج کیا جائے۔

کھبیاں دھوئی سے ڈرتی ہیں۔ ان کو سکھا کر پیس کر ہو میو پیچک طریقہ علاج میں مختلف بیماریوں میں استعمال کرتے ہیں۔ طب جدید میں مکھی کے ڈنگ کا ایمپلشن بتا کر FORAPIN کے نام سے بازار میں ملتا ہے۔ اس کو لگانے سے جلن ہوتی ہے۔ مگر

یہ گنج پر بال اگانے اور جوڑوں کے دروں میں بڑا مفید ہے۔

جدید مشاہدات

شہد ایک مکمل غذا اور قابلِ اعتماد دوا ہے۔ اس میں قدرت نے مختلف اجزاء کو اس خوبصورتی سے ترتیب دیا ہے کہ دنیا کی کسی بھی بیماری میں اسے استعمال کرنا نقصان کا باعث نہیں ہوتا۔ ذیابیطس کے مریضوں کو مٹھاس کی ممانعت ہوتی ہے۔ شہد میٹھا ہے۔ مگر اس کے باوجود شوگر کی بیماری میں مضر نہیں۔ چونکہ اس میں گلوکوس اور چینی نہیں ہوتے اور اگر ہوں بھی تو ان کے ساتھ کھجیوں کے منہ سے نکلنے والے جوہر شامل ہوتے ہیں اس لیے وہ جسم میں جا کر کسی تخریبی کا باعث نہیں بنتے۔

ایک پاکستانی سیاست دان کو ذیابیطس کی بیماری تھی۔ وہ سالانہ پڑتال اور علاج کے لیے نیویارک پالی کلینک میں داخل ہوئے۔ ان کو بیس دن زیر مشاہدہ رکھتے کے بعد ڈاکٹروں نے اسٹیبائے خورد و نوش کی ایک فرسٹ تیار کر کے دی کہ اگر وہ اس فرسٹ کے اندر رہیں گے تو ان کی بیماری قابو میں رہے گی۔ اس فرسٹ میں کسی قسم کی مٹھاس شامل نہ تھی۔ انہوں نے ڈاکٹروں سے پوچھا کہ اگر وہ چائے، دودھ، وہی کو میٹھا کرنے کے سکریں کی بجائے شہد ڈال لیا کریں تو کیسا رہے؟ ڈاکٹروں نے اس عمل کی شدید مخالفت کی تو انہوں نے ان کو بتایا کہ وہ اس سارے عرصہ میں روزانہ چھ بڑے چمچے شہد پینے رہے ہیں اور شہد کی اتنی معقول مقدار کے باوجود ان کے پیشاب اور خون میں شکر کی مقدار بڑھ نہ سکی۔ ڈاکٹروں کو بتایا گیا کہ قرآن نے شہد کو شفا بتایا ہے اور اس سے نقصان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہم نے اپنے ذاتی مشاہدے میں ہزاروں مریضوں کو شہد پلا یا۔ بعض مریضوں میں خون میں شکر کا مقدار پہلے دو تین دن کڑ بڑ رہی۔ مگر اس کے بعد اس میں کمی آگئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول علاج یہ ہے کہ وہ اکثر ادویہ کو کسی ملاوٹ کے بغیر نماز روزنا پسند فرماتے ہیں۔ وہ خود نماز فجر سے متصل اور عصر کی نماز کے بعد شہد نوش فرماتے تھے۔ اس ترکیب پر ان کو اتنا اعتماد تھا کہ صبح صبح شہد پینے والوں کو ہر خطرناک بیماری سے مامون رہنے کا مشورہ سنایا۔ اس اصول کو ہم نے جسمانی کمزوری اسمال۔ آنزوں کی سوزش اور معدہ کے السر میں استعمال کیا۔ السر اور التهاب معدہ کے مریضوں میں نیند سے بیدار ہوتے کے بعد تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ اس وقت ان کو جب شہد پلا گیا تو پندرہ سے بیس دن میں اکثر علامات جاتی رہیں۔

سترہ دن کے ایک بچے کو بار بار تھے بور ہی تھی۔ ہسپتال والوں نے معدہ کے مزہ کی رکاوٹ نشہ کر کے اپریشن تجویز کیا۔ اس بچے کو اپریشن سے دو دن پہلے ایلے پانی میں شہد ملا کر دن میں پانچ چھ مرتبہ حقوڑا حقوڑا پلا یا گیا۔ اتنے مختصر عرصہ میں پیٹ ٹھیک ہو گیا اور اپریشن کی ضرورت نہ رہی۔

پھوڑے پھسیوں بلکہ ثقب چراغ CARBUCLے کا سب سے بڑا سبب قوت مدافعت کی کمی ہوتی ہے۔ اطباء قدیم اسے جگر کی خرابی قرار دیتے تھے اور حال ہی میں سویڈن کے ایک طبی ادارے نے تحقیقات کے بعد انکشاف کیا ہے کہ جن کو بار بار پھسیاں نکلتی ہیں۔ ان کے جگر کا فعل درست نہیں ہوتا۔ اس کی روشنی میں پھوڑے پھسیوں بلکہ ایسے نوجوانوں کو جن کے چہروں پر کھیل اور صما سے نکل رہے تھے ایسے اوقات میں جب ان کا پیٹ خالی ہو دن میں چار سے چھ بڑے چھچھے شہد پانی میں کھول کر پلایا گیا۔ جہاں کمزوری زیادہ نظر آئی وہاں ناشتہ میں جو کاد لیا یا دو اونس پیر شامل کر دیا گیا۔ اکثر مریض ایک ہفتہ میں ٹھیک ہو گئے۔

امراضِ بطن

معدہ اور آنتوں کے السر کا جدید علاج دو سے پانچ سال تک کیا جاتا ہے۔ علاج میں ایسی ادویہ بھی استعمال ہوتی ہیں جن کے اعصابی نظام اور ذہن پر مصنعت اثرات ہوتے ہیں۔ علاج کی وجہ سے مریض کند ذہن اور سست ہو جاتا ہے۔ بہترین علاج کے باوجود اکثر السر آہستہ آہستہ سرطان میں تبدیل ہو کر یا جریانِ خون کی وجہ سے موت کا باعث بنتے ہیں۔

ان مریضوں کو طبی نبوی کی روشنی میں صبح اُٹھتے ہی دو بڑے چمچے شہد کا شربت ناشتہ میں جو کا دلیا شہد ڈال کر اور عصر کے وقت شہد کا شربت دیا گیا۔ اکثریت کے لیے اتنا علاج ہی کافی ہو گیا۔ جہاں تکلیف اور کمزوری زیادہ تھی وہاں ہی دانہ کا لعاب نکال کر اس میں شہد ملا کر ہر دو گھنٹے کے بعد گھونٹ گھونٹ پلایا گیا۔ اللہ کے فضل سے کبھی ناکامی نہ ہوئی۔ چونکہ زیتون کا تیل بھی زخموں کو مندمل کرنے اور پیٹ کی تیزابیت کو مارنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لیے دن کے گیارہ بجے اور رات سوتے وقت ایک سے تین بڑے چمچے زیتون کا تیل بھی دیا گیا۔ سات سال کے عرصہ میں ایسا صرف ایک مریض دیکھنے میں آیا جسے فائدہ نہ ہوا۔ ورنہ السر کی ہر قسم ایک سے دو ماہ میں ٹھیک ہو گئی۔ البتہ احتیاط کے طور پر نہار منہ کا شہد اور سوتے وقت کا زیتون چھ ماہ مزید جاری رکھا گیا۔ نہار منہ شہد پینے سے پانی قبض ٹھیک ہو جاتی ہے۔ کھٹے ڈکار آنے بند ہو جاتے ہیں اور اگر پیٹ میں ہوا بھر جاتی ہو تو وہ نکل جاتی ہے۔

امراضِ جگر اور یرقان

جگر اور پتہ کی خرابیاں اور وائرس کی وجہ سے سوزش یرقان کا باعث ہوتے

ہیں۔ شراب نوشی کی وجہ سے جگر خراب ہو جاتا ہے یہی خرابی استسقاء اور CIRRHOSIS کی وجہ سے موت کا باعث بن جاتی ہے۔ گندے اوزاروں سے ٹیکے لگوانے کے بعد اکثر لوگ یرقان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جدید علاج میں مرضی کو ٹھیٹات ایونیاٹل ترشے اور گلوکوس کا محلول دیتے جاتے ہیں۔ ایک عام مرضی کے تندرست ہونے اور یرقان دور ہونے میں تقریباً تین ماہ لگتے ہیں۔

ایسے تمام مریضوں کو ابلے ہوئے پانی یا بارش کے پانی میں شہد دیا گیا۔ شہد کی مقدار بیماری کی شدت کے مطابق بڑھائی گئی ایک اولپک کھلاڑی یرقان کی وجہ سے ٹیم سے خارج ہو رہا تھا۔ اس نے ایک ہفتہ میں دو کلو شہد پیا اور تندرست ہو گیا اور کھیلوں میں پوری توانائی کے ساتھ شریک ہوا۔

اطباء قدیم نے ایفون۔ پوست اور بھنگ کے نشہ کو زائل کرنے کے لیے گرم پانی میں شہد مفید بتایا ہے۔ شہد پینے والوں کو دوسروں کی نسبت نشہ ویسے بھی کم چڑھتا ہے۔ کیونکہ شہد جگر کے فعل کو سیدار رکھتا ہے اور پوری تندہی سے جسم میں داخل ہونے والی زہروں کو ختم کر دیتا ہے۔ پینے سے جسم پر ہونے والے سمیاتی اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔

امراض البول :

گردوں میں سوزش براہ راست نہیں ہوتی۔ عام طور پر گلے کی مسلسل خرابی یا کسی اور مقام پر سوزش کی وجہ سے جراثیم گردوں تک آتے ہیں۔ سوزش کے علاوہ گردوں کی دوسری بیماریاں پیٹ کی خرابی، غذا میں آگلیٹ اور لیوریت والے مرکبات کی کثرت۔ پانی کی کمی۔ پیشاب کو روکے رکھنا۔ وٹامین او کی مسلسل کمی اور پیشاب کی نالی میں بد چلنی سے ہونے والی جنسی بیماریاں اور پتھری ہیں۔ حسن اتفاق سے طب فوری میں ان میں سے ہر بیماری

کا حتمی اور یقینی علاج موجود ہے۔ امراضِ گردہ کے بارے میں اصولِ علاج حضرت عائشہؓ کی روایت سے میسر ہے۔

ان الخاصرة عرق الكلية اذا تحرك اذی صاحبها
فداوها بالماء المحرق والعسل۔

اس حدیثِ مبارکہ کے مطابق گردہ اور اس کے خاصرہ کی بیماریوں کے علاج میں ایسے ہونے پانی کے ساتھ شہدِ بخوریز فرمایا گیا۔ گردوں میں سوزش کے علاوہ بعض دیگر اسباب کی بنا پر ایک کیفیت HYDRONEPHORSIS اکثر ہر جاتی ہے۔ اس میں خاصرہ پھیل جاتا ہے۔ یہ پھیلاؤ گردے سے پیشاب کے اخراج میں رکاوٹ یا پتھری یا سوزش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان تمام حالتوں میں مریض کو ابے پانی میں شہد ملا کر دن میں کئی بار پلایا جائے تو اس سے گردے کی سوزش میں کمی آتی ہے۔ آگسلیٹ یا یوریت کے ذرے پھینے ہوں تو نکل جاتے ہیں اور گردے کا پھیلاؤ کم ہونے لگتا ہے۔ اگرچہ شہد میں جراثیم کش عناصر موجود ہیں اور صرف اسی کا استعمال بھی سوزش کو ختم کرنے کے لیے کافی ہے البتہ اس کی فعالیت میں اضافہ کے لیے قسطِ البحری وی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اس کا دافعِ نفخ اور جراثیم کش ہوتا اب جدید تحقیقات سے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ قسطِ ہند بارہ ذریعہ کلونجی۔ الثقا میں سے ہر ایک جراثیم کش ہے اور گردے سے پتھری کو نکالتا ہے۔ انجیر پتھری کے علاوہ آگسلیٹ اور یوریت نکال سکتی ہے۔ ان تمام چیزوں کو حالات کے مطابق مختلف صورتوں میں شہد کے ساتھ دینا گردوں کے اکثر و بیشتر مسائل کا حل ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے "جو" کو مختلف صورتوں میں استعمال فرمایا۔ اطباءِ جدید ایک عرصہ سے بخار کے مریضوں کو جو کا پانی پلاتے آئے ہیں۔ ہم نے اس پانی میں جب شہد شامل کیا تو اس کی افادیت امراضِ البول میں اور نمایان ہو گئی۔ پیشاب لاسنے۔ نیز ابیت کو دور کرنے اور اکثر اذقاتِ عفونت کو دور کرنے میں شہد اور جو کے پانی سے

ہنتر کوئی چیز نہیں۔ وہ مرثیہ جو پیشاب اور کچھ پیتے آسنے تھے چاروں یہ پانی پینے کے بعد اس کے مزاج بن گئے۔ شہد کے ساتھ جو مسلسل استعمال سوزش کے علاوہ پتھر بھی نکال سکتا ہے۔

امراض تنفس میں شہد

گلے سے کچھ پتھر ون تک کی ہر سوزش میں گرم پانی میں شہد اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اس باب میں ندکارنی رقمطراز ہے۔

” بڑھاپے میں تین اہم مسائل ہوتے ہیں جسمانی کمزوری۔ بلغم اور جوڑوں کا درد۔ اتفاق سے شہد کے استعمال سے یہ تینوں مسائل آسانی سے حل ہو جاتے ہیں۔“

کھانسی اور گلے کی سوزش میں اگرچہ شہد کے غرارے بھی مفید ہیں۔ مگر ایک کام کی چیز کو فایده کرنے کی بجائے اسے گرم گرم اور کھوٹ کھوٹ پیا جائے تو نالیوں کے آخری سرے تک اثر انداز ہوتا ہے۔ انفلوئنزا آج بھی لا علاج بیماریوں میں سے ہے عام طور پر اس میں شفا دس دن سے پہلے نہیں ہوتی اور تندرست ہونے کے باوجود مریض کو کمزوری اتنی ہوتی ہے کہ وہ چار پانی سے اٹھ نہیں سکتا۔ ایسے مریضوں کو علاج کے دوران جب ۱-۲ اڑے چھپے شہد دن میں تین سے چار مرتبہ پلایا گیا تو عرصہ علات صحت کرتین سے چاروں رہ گیا اور تندرستی کے بعد کمزوری بالکل نہ ہوئی۔ اس تجربہ کا حوصلہ ہیں برطانیہ کے ایک موقر طبی رسالہ LANCET سے ہوا۔ جس میں ڈاکٹر جی ڈبلیو ٹامس اپنے مشاہدہ میں لکھتے ہیں۔

” نمونیا کے ایک مریض پر جو اٹیم کش ادویہ کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اسے ایک ہفتہ میں ایک کلو شہد پلایا گیا۔ جس سے بخار بھی جلد ٹوٹ گیا اور مریض کو بعد

میں کوئی پیچیدگی بھی نہ ہوئی۔“

دوم کے مریضوں میں نالیوں کی گھٹن کو دور کرنے اور بلغم نکالنے کے لیے گرم پانی میں شہد سے بہتر کوئی دوائی نہیں۔ مریضوں کو بتایا گیا کہ وہ دور کی صورت میں ابنتا پانی لے کر اس میں چمچ بھر شہد ملا کر بار بار پییں اکثر و بیشتر مریضوں کا دورہ اسی سے ختم ہو گیا۔ مزید علاج کی ضرورت نہ پڑی۔

ابن القیم نے شہد میں سی کامر بہ بنانے کی جو ترکیب بتائی ہے۔ اس کے اور انہی کے کھانسی کے علاج میں ابخیر وغیرہ کے ساتھ مخرج بلغم نسخوں سے شاندار نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

تپ دق کے مریضوں کے لیے پارگاہ رسالت سے زیتون کا تیل اور قسط کا ہدیہ میتر ہے۔ اگر قسط کو زیتون کے تیل میں ملائے کے بعد اس میں شہد ملا کر صبحون بنائی جائے تو اس کی افادیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ تپ دق کے علاج میں ایک اہم ضرورت مریض کی کمزوری کو دور کرنا اور اس کی قوت مدافعت کو بڑھانا ہے۔ اس غرض کے لیے گرم پانی میں ۲ بڑے چمچے شہد تیار منہ اور عصر کے وقت اسے ترانا بھی مہیا کرتے ہیں اور اس کی سانس کی نالیوں کے ورم میں بھی مفید ہیں۔

جسمانی کمزوری اور شہد:

قرآن مجید نے فوائد حاصل کرنے کے لیے ایک بڑی پتے کی بات بتائی ہے۔

لقد کان لکونی رسول اللہ اسوۃ حسنة۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر صبح شہد کے شربت کا پیارہ نوش فرماتے ہیں اور کبھی بہ مشرب نماز عصر کے بعد پسند فرمایا جاتا ہے اور اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ اپنی پوری زندگی میں نہ تو کبھی بیمار پڑے اور نہ ہی کبھی تھکن

۱۰ اظہار فرمایا۔ ان کی زندگی سے یہ سبق ہمارے اکثر مسائل کا حل ہے۔ ان اوقات میں جب پیٹ خالی ہو اور آنٹوں کی قوتِ انجذاب دوسری چیزوں سے متاثر نہ ہو شہد پینا جسم کے اکثر و بیشتر مسائل کا حل ہے۔ یہ کسی بھی حالت، بیماری اور کمزوری میں بے کھٹکے پیا جاسکتا ہے۔

اکثر لوگ جسمانی اور ذہنی تھکاوٹ کو دور کرنے کے لیے مختلف قسم کے کشتے ماراٹھم یا ٹائم تلاش کرتے ہیں۔ یہ امر کسی شک و شبہ کے بغیر حقیقت ہے کہ شہد سے بڑھ کر تھکاوٹ، پشیمردگی اور کمزوری کو دور کرنے والی چیز آج تک اس تختہ زمین پر میسر نہیں آئی۔ امتحان کے دنوں میں طالب علموں کو شہد پلا کر دیکھا گیا اس سے وہ زیادہ ویرانہ بڑھ سکے اور ان کی یادداشت اغتدال سے بہتر رہی۔ دل کے مریضوں کو اسے پینے کے دوران دور سے نہیں بڑھے۔ اپریشن اور عیالیت کے بعد کی کمزوری کے لیے شہد ایک بہترین انتخاب رہا ہے۔

حالات اگر زیادہ خراب ہوں تو چین کے ساختہ PEKING ROYAL JELLY کے ٹیٹے مریضوں کو عصر کے وقت پلانے گئے۔ ایک دائم المریض معر خاتون نے تین ٹیٹے پینے کے بعد بتایا کہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کسی نے تن بدن میں نئی روح پھونک دی ہے اور میری آنکھوں میں اب چمک آئی ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا کے مشہور پہلوان ہر کرلیس اور گولاسٹھ اپنی توانائی کو بڑھانے کے لیے شہد پیتے تھے۔ مشہور بھارتی سینڈورام مورتنی کی طاقت کا منبع بھی شہد تھا۔

استاذ محمد فراز الدقر مصری نے شہد کے افادات کے بارے میں ایک تالیف "العسل فیہ شفاء للناس" شائع کی ہے جس میں انہوں نے اپنے بعض مفید تجربات بیان کیے ہیں۔ مثلاً:

زیتون کا تیل اور شہد ملا کر اس میں لیموں کا عرق ملا کر گودے کی پتھری کے لیے بہت مفید ہے۔ شدید زکام میں گرم پانی میں شہد حل کر کے اس میں لیموں پھوڑ کر پلائیے۔ ان کے ایک اور نسخہ کے مطابق ایک ڈرام سہاگہ یا بوردک ایسڈ۔ ادھ ڈرام گلیمبرین اور آٹھ ڈرام شہد ملا کر کھانسی اور بخار میں دن میں چار مرتبہ بڑا چھچھ پلائیے۔

طب نبوی کے مشہور مرتب علی علاء الدین الکحال کے شہد کو اسہال کے علاوہ غذائی سمیت یعنی FOOD POISONING میں مفید قرار دیا ہے۔

مصری طبیب دکنور عزة مریدن نے اپنی کتاب الادویہ میں اسے جید غذا ایک ملین دوائی اور طبیعت میں لطافت پیدا کرنے والا قرار دیا ہے۔

استاذ محمد قرازدق نے اپنے مقالہ ”الاستشفاء بالعسل“ فی امراض جہاز الهضم میں اسے امراض بطن کے لیے اکیسر قرار دیا ہے۔

بیرونی استعمال:

شہد میں آٹا ملا کر پھوڑوں کو پکانے کے لیے وید اسے مرہم کی صورت لگاتے ہیں۔ یہ عمل درست نہیں۔ کیونکہ مرض کو اگر شہد پلا یا جائے اور وہی پھوڑے پر لگایا جائے تو اکثر پھوڑے پکنے کی بجائے وہیں ختم ہو جائیں گے۔

گلے کی سوزش کے لیے گرم پانی میں شہد کے غرارے اور پھیری سے شہد لگانا مفید ہے۔ موزج پھوڑوں کی اکڑان اور جوڑوں پر چوٹ کے علاج میں پاکستان کے پرانے پہلوان متاثرہ حصے پر پہلے پان والے چونے کا لیپ کر کے اس کے اوپر شہد کا لیپ کر کے روئی رکھ کر پیٹ باندھ دیا کرتے تھے۔ اس لیپ سے جوڑوں کے یہ عوارض دو سے چار دن میں ٹھیک ہو جاتے تھے جس کا ہم نے ذاتی طور پر مشاہدہ کیا ہے اور کوئی بھی جدید دوائی پھوڑوں اور جوڑوں کی ایٹھن کو اتنی آسانی اور جلدی سے درست

کرنے والی ابھی تک دیکھی نہیں گئی۔

ویدک طب میں شہد اور گھی کا آمیزہ جلے ہوئے زخموں کے لیے مفید بتایا گیا ہے جب
لھی ڈبائے اسے روغن زیتون میں ہم وزن ملا یا گیا تو فرائد اور بہتر ہو گئے بافتوں پر اگر چکنائی اور
مشتیوں کی سیاہی مٹی ہو تو ان پر شہد مل کر دھونے سے تمام داغ فوراً چھوٹ جاتے ہیں۔
دانتوں سے میل اور تمباکو کا لاکھا اتارنا ایک مشکل کام ہے۔ اس غرض کے
لیے امراضِ اسنان کے معاملین کے پاس کئی روز جانا پڑتا ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق
سرکہ اور شہد ہم وزن ملا کر دانتوں پر مسح کریں تو داغ اتر جاتے ہیں اور مسوڑھوں کی
سوزش جاتی رہتی ہے۔ نندکارنی نے پسا جو کوٹہ اور شہد ملا کر منجن تجویز کیا ہے۔ جبکہ
امت الطیف کا ہرہ صاحب نے عام کوٹہ کی بجائے بادام کے چھلکوں کو جلا کر شہد اور
سرکہ میں ملا کر لگایا تو دوسرے تمام نسخوں سے زیادہ مفید پایا۔ انہوں نے بادام کی
راخ کی جگہ لہجور کی کٹلی کی راخ کو اور زیادہ مفید قرار دیا ہے۔

شہد۔ ہومیوپیتھک طریقہ علاج میں:

ماہرینِ طب نے شہد کے ساتھ خوردنی نمک ملا کر اپنے طریقہ سے ایک
مرکب تیار کیا ہے جس کا نام HONEY CUM SALT ہے اور استعمال میں ۳۰ سے
۶۰ کی یونٹسی میں استعمال ہوتا ہے۔

اس کے استعمال کا صحیح موقع وہ ہے جب زچگی کے بعد رحم اپنی اصلی
حالت میں لوٹ کر نہ آئے اور رحم میں سوزش کے ساتھ اس کے منہ پر سوجن ہو جائے
اس کو دینے کی خصوصی علامات یہ ہیں کہ پسلیوں کے نیچے پیٹ کے بالائی حصہ میں
ایک کرنے سے دوسرے کرنے تک جلن اور بوجھ محسوس ہو۔ رحم اپنی جگہ سے ٹل گیا
ہو۔ قوطوں اور ان کے اوپر کی بڈی میں درد کی لہریں یوں اٹھیں کہ جیسے پیشاب کی نالیوں
میں درد ہو رہا ہو۔ ان علامات کے علاج میں یہ مرکب مفید ہے۔

شہد حراثیم کو مار دیتا ہے

علم الادویہ میں انقلابی ایجاد

جرمنی میں حال ہی میں ایک دوائی NORDISKE PROPOLIS کے نام سے تیار ہوتی ہے۔ جو کیپسول۔ دانے دار شربت اور مرہم کی صورت میں برلن کی SANHELIOS کمپنی نے تحقیقات کے بعد مارکیٹ میں پیش کیے ہیں۔ اس کے اثرات کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ ڈنمارک کے پروفیسر لنڈ کے انکشافات اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں محققین نے یہ پتہ چلایا ہے کہ شہد میں ایک جرائم کش عنصر PROPILS کے نام سے موجود ہے۔ لیبارٹری تجربات کے مطابق یہ پیپ اور سوزش پیدا کرنے والے حراثیم کو ہلاک کرنے کی استعداد دوسری تمام ادویہ سے زیادہ رکھنے کے علاوہ جسم کی قوت مدافعت میں اضافہ بھی کرتا ہے۔

مختلف لیبارٹریوں میں مشاہدات کے مطابق اسے ناک۔ کان۔ گلا۔ آلات انہضام۔ نظام تنفس اور اعصاب کی ہر قسم کی سوزشوں میں کسی بھی دوائی سے زیادہ مفید پایا گیا۔

یہ وہ منفرد دوائی ہے جو وائرس کو بھی ہلاک کر سکتی ہے۔ انفلوئنزا اور زکام میں اس سے نہ صرف کہ مریض تندرست ہو گئے بلکہ اس نے جھلیوں کی جلن کو فوراً دور کر دیا۔

لندن کے مضافات میں کینڈنٹ سے برطانوی اخبارات نے بتایا ہے کہ جوڑوں کی بیماریوں کے سینکڑوں پرانے مریض پروپالس کے استعمال سے شفا یاب ہو گئے۔

شہد کی مکھی — النحل

HONEY BEE

APIS MELFICA

علم الحيوانات کے بعض ماہر اب اسے ایسنے نام APIS MELIFERA سے بھی پکارتے ہیں شہد کی مکھی اپنا گھر بنانے اور وہاں پر خوراک کا ذخیرہ کرنے کے سلسلہ میں جو عہد و عہد کرتی ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ انسانوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی انا دیت کو ماننے رکھ کر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو اتنی اہمیت دی کہ قرآن مجید میں ایک سورت اس کے نام سے مرسوم کی گئی اور اس کی کارگزاری کی تشریح میں فرمایا۔

واوحی ربك اى النحل ان اتخذى من الجبال بيوتاً و
من الشجر مما يعشون ثم كلى من كل الثمرات فاسلكى
سبل ربك ذللا يخرج من بطونها شراب مختلف
الوانه فيه شفاء للناس ان فى ذلك لآية لقوم
يتفكرون (النحل)

اتھارے رب نے شہد کی مکھی پر وحی بھیجی کہ وہ پہاڑوں، درختوں اور دوسری
جگہوں پر اپنا ٹھکانا بنائے۔ پھر ہر قسم کے پھلوں سے خوراک حاصل کر کے
اپنے رب کے متعین کردہ اسلوب پر کامزن رہے۔ ان کے پیٹوں سے
مختلف قسم کی رطوبتیں نکلتی ہیں جن میں لوگوں کے بے شمار بے۔ یہ اللہ کی
طرف سے ایسی نشانیاں ہیں جن پر لوگوں کو غور کرنا چاہیے
شہد کی مکھی کی عادات اور زندگی کے اسلوب اس سے حاصل ہونے والے

جوہروں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید نے یہ بتایا ہے کہ مکھی کی عادات اور پیٹ سے خارج ہونے والی رطوبتیں کے علاوہ ہمارے غور کرنے کی اور بھی باتیں موجود ہیں۔ تم جب ان کا مطالعہ اور تحقیق کرو گے تو تمہیں کام کی اور بھی باتیں ملیں گی۔

قرآن مجید کی ان آیات کے بعد شہد سے علاوہ مکھی کی عادات کا مطالعہ ضروری ہو جاتا ہے۔ مکھی ہر قسم کے درجہ حرارت میں زندہ رہ سکتی ہے۔ یہ $120^{\circ}F$ پر اپنا روزمرہ کا کام کرتی ہے اور $50^{\circ}F$ تک کی سردی برداشت کر سکتی ہے۔ یہ اپنے گھر کو اس کمال فن کے ساتھ بناتی ہے کہ اندر کا درجہ حرارت $93^{\circ}F$ رہتا ہے۔ اگر ہم ان سے یہ علم سیکھ لیں تو کسی اضائی مصارف کے بغیر اپنے گھروں کو ایک قابل قبول درجہ حرارت پر رکھ سکتے ہیں۔

مکھی اپنا رزق حاصل کرنے کے لیے پھولوں کی جڑ سے مارالھیات تلاش کرتی ہے جس میں ابتدائی طور پر ۸-۵۰ فیصدی پانی ہوتا ہے۔ اسے چھتے میں لاکر حیب یہ شہد میں تبدیل کرتی ہے تو پانی کی مقدار ۱۸ فیصدی کے قریب رہ جاتی ہے۔ اس کے پاس ایک ایسا طریقہ ہے جس سے یہ نمی کو کم کر سکتی ہے۔ موسم گرمیاں کراچی اور خلیج عرب میں رہنے والے لوگ گرمی سے اتنے پریشان نہیں ہوتے جتنی تکلیف ہو میں نے کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر ہم مکھی سے یہی کم کرنے کا طریقہ سیکھ لیں تو ان مقامات کے رہنے والے سکھ کا سانس لیں۔

چھتے کے ہر خانے میں ایک انڈا ہوتا ہے۔ اگرچہ چھتے پر ملکہ کی حکمرانی ہوتی ہے لیکن ضرورت پڑنے پر نئی ملکہ بنائی جاسکتی ہے۔ موسمی ضروریات کے تحت دس ملکا بھی بن سکتی ہیں اور حالات سازگار نہ ہوں تو ایک کے علاوہ باقیوں کو ختم کر دیا جاتا ہے چھتے کی آبادی بڑھنے یا موافق حالات ہوتے پر گشتی عملہ نیا مستقر تلاش کرتا ہے نئے گھر کی منظوری ہونے پر ملکہ بیس ہزار مکھیاں لے کر نقل مکانی کر جاتی ہے۔ مگر

اپنا شہد ساقہ سے جاتی ہیں۔ پھولوں کے تولیدی دانے پھیلانا اس کی اضافی خدمت ہے۔ مردانوں کی کچھ مقدار یہ اپنے پھتے میں بھی لے جاتی ہیں جو کارکن مہیوں کی غذا میں لہیات کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ پھتوں کی آبادی پوری منصوبہ بندی سے متعین کی جاتی ہے عام کارکن کی زندگی ۵۴ دن سے کم ہوتی ہے جبکہ ملکہ سال بھر کی عمر پاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی مکھی کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات :

عزیز نجم الغنی خان رام پوری نے شہد کی مکھی کی عادات اور عملی زندگی پر "خزائن اللادویہ" میں ایک مبسوط مقالہ تحریر کیا ہے۔ انہوں نے پولن کے دانوں کو پھولوں کا زبرد قرار دیا ہے۔

"زاد المسافر" میں شیخ ابو جعفر احمد نے لکھا ہے کہ شہد کی مکھی کے بے پر کے بچوں کو بے کران کو سکھائیں۔ تین ماہ سوکھے ہوئے بچے ہم وزن گندم کے اٹا میں ملا کر اس میں ڈیڑھ تولہ چینی شامل کریں اور اس میں پانی ڈال کر فالودہ بنا لیں۔ یہ فالودہ روزانہ پیسے جسم میں طاقت آجاتی ہے۔

شہد کی مکھی کو سکھا کر تیل میں پکا کر چھانسنے کے بعد اس تیل سے دردوں کے لیے ماسٹ ل جاتی ہے۔ اس میں تلخی مکھی کا جوہر اور دوسری ادویہ ملا کر جنسی کمزوری کے لیے طلا بھی بنائے جاتے ہیں۔ ایسے نسخوں کے اکثر اجزاء حطر ناک ہوتے ہیں جن کا استعمال مضرب ہے۔

جدید مشاہدات :

شہد کی مکھی کا ڈونگ نکال کر اس کا مفلول ایک جرمن فرم تیار کرتی تھی یہ پاکستان

میں بھی FORAPIN کے نام سے فروخت ہوتا رہا۔ یہ معمول جڑوں کی سوزش۔ گنٹھیا اور نقرس میں بڑا مفید تھا۔ لگانے کا طریقہ یہ تھا کہ متاثرہ حصے پر اس کا کھلا کھلا لیب کر دیا جائے۔ سات آٹھ منٹ کے بعد کھال جلنے لگے تو اسے دھو کر اتار دیا جائے۔ یہ عمل دورانِ خون میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔ اس ترکیب کو ہم نے گنوں کے بال اگانے کے لیے استعمال کیا۔ بال گرنے کے درجنوں اسباب ہیں ان میں سے ایک سبب یہ ہے کہ جب کوئی زیادہ دماغی کام کرتا ہے تو اس کے جسم کا سارا خون دماغ کی سمت چلا جاتا ہے اور کھوپڑی کی جلد خون کی کمی کا شکار ہو جاتی ہے اور اس سے بال گرنے لگتے ہیں۔ اس سبب کے علاج کے لیے جب شہد کی مکھیوں کے زہر کا معمول لگا یا گیا تو دورانِ خون میں اضافہ ہوا اور بال گرنے لگے بعض مریضوں میں نئے بال بھی آگئے۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

ہومیوپیتھک طریقہ علاج میں شہد کی مکھی کو گلیسرین میں ایک خاص طریقہ سے حل کر کے ایک دوائی APIS MELIFICA نام کی تیار کی جاتی ہے۔ دوائی کا نام مکھی کے اپنے سانس نام پر ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ وہ تمام امراض جن میں علامات ایسی ہوں جیسے کہ مکھی تے ڈنگ مار رہے ہیں یہ دوائی مفید ہوگی۔ مثال کے طور پر ورم۔ سرج رنگ کی سوجن۔ ورم والی جگہ کو ہاتھ لگائیں تو حساسیت زیادہ اور معمولی لمس سے بھی درد ہو جو کہ سر پر کو بڑھ جائے۔ سارے جسم پر سوجن اور اس میں پانی بھر جائے۔ پیٹ میں پانی پڑا ہو۔ گردوں میں سوزش۔ نغالی جھلیوں میں سوزش اور جھلیوں سے سیلان۔ دماغ کی جھلیوں کی سوزش جو تپ دق کے سرسام سے ملتی جھلتی ہے۔ حافظہ کی کمزوری دوسروں سے حسد۔ تھکاوٹ۔ بیزاری۔ بچوں میں سر کا بڑھ جانا یا اس میں پانی پڑنا

(HYDROCEPHALUS) - آنکھوں میں تھکن اور درد۔ آنکھوں کا پھڑپھڑانا۔ آنکھوں کے نیچے سوزش۔ ناک اور کان سرخ ہو جاتے ہیں۔ چہرہ سوجھ جاتا ہو۔ بیند میں ذات پینے کی عادت۔ مُنہ اور زبان خشک۔ پیٹ میں جلن مگر پیاس کی کمی۔ پتلے دست آتے ہوں جن کا رنگ سیاہی مائل یا سفید ہو سکتا ہے۔ (بیمتہ کی طرح) مفعد کے ارد گرد جلن۔ گردوں میں درد۔ پیشاب کم آتا ہے مگر جلن سے ماہراری بند ہو جاتی ہے۔ رحم میں سوزش ہو سکتی ہے۔

بینے میں درد کے ساتھ پھیپھڑوں میں پانی پڑ جاتا ہے۔ کھانسی زیادہ ہوتی ہے مگر بلغم کم جیسی خواہش بڑھ جاتی ہے مگر جسم میں عمومی طور پر شدید کمزوری ہوتی ہے۔

شہد کا جوہر

ROYAL JELLY

قرآن مجید نے شہد میں شفا دینے والے عنصر کے بارے میں فرمایا۔
 یتخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ فیہ
 شفاء للناس۔

ان کے پیٹوں سے مختلف رنگ اور شکل کے سیال نکلتے ہیں جن میں
 لوگوں کے لیے شفا ہے۔

قرآن مجید اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ شہد کی مکھی کے پیٹ سے مختلف
 قسم کی رطوبتیں خارج ہوتی ہیں جن کو علم طب میں ENZYMES کہتے ہیں۔ یہ جوہر مختلف
 امراض کے علاج میں مفید ہیں۔ اس آیت کا مفہوم تب معلوم ہوا جب جرمن کیمیا دانوں
 نے شہد سے ROYAL JELLY نام کا عنصر علیحدہ کر لیا۔ اس انکشاف نے قرآن مجید
 کی صداقت اور قاعدیت کو واضح کر دیا۔ اب اس آیت سے مراد شہد نہیں بلکہ وہ علیحدہ
 جوہر ہے جو مکھی کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ شفا کا اصل منبع وہ ہیں۔

اس جوہر کو رائل جیلی کا نام اس لیے دیا گیا کہ چھتے میں بچے صرف ملکہ دیتی ہے۔
 اس کے شہزادوں کی پرورش جس خوراک پر ہوتی ہے وہ شاہی خوراک ٹھہری اور اس
 متابعت سے سیال کا نام "رائل جیلی" قرار پایا۔ دنیا میں جتنے بھی چرند اور پرند ہیں ان
 کے بچے جب پیدا ہوتے ہیں تو ان کا وزن جتنا بھی ہو بالغ ہونے کے بعد والے
 وزن سے تناسب میں ہوتا ہے۔ مثلاً انسانوں کا بچہ اگر آٹھ پونڈ کا پیدا اور بالغ

ہونے پر اس کا وزن ۱۶۰ پونڈ ہے تو مراد یہ ہونی کہ بچے کا وزن بوغست پر بیس گنا بڑھا۔ عام حیوانات کے بچے بیس سے پچیس گنا بڑھتے ہیں۔ شہد کی مکھی کا بچہ بڑا ہونے پر اپنے پیدائشی وزن سے ۲۵ گنا بڑھتا ہے۔ پوری حیوانی دنیا میں کسی بچے کے اتنا بڑھنے کی کوئی مثال نہیں۔ یہ ایک منفرد واقعہ ہے۔ چونکہ ان بچوں کی خوراک رائل جیل ہوتی ہے۔ اس لیے یہ لازمی نتیجہ نکلا کہ رائل جیل جسمانی نشرو نما پر مفید اثرات رکھتی ہے اور کمزوری کو دور کرتی ہے۔ ان مسمومات کے بعد ڈاکٹروں نے کمزوری کے مریضوں پر اس جوہر کے وسیع مشاہدات کیے۔ جرمنی میں یہ جوہر بوتلوں اور گولیوں کی صورت تیار ہوا اور ہر جگہ سے مقبولیت کی سند پائی۔ ایک جرمن فرم کے تعاون کے ساتھ لاہور کے ایک دوا ساز ادارے نے شہد کے جوہر پر مبنی ایک مشروب تیار کیا مگر یہاں کے لوگ اس سے متاثر نہ ہو سکے اور سلسلہ ختم ہو گیا۔

موجودہ زمانے میں اس جوہر کو تیار کرنے کا سب سے بڑا مرکز عوامی جمہوریہ چین ہے۔ چین میں دوا سازی کی صنعت کے اشتراک کی ادارہ "پینگ کیمیکل اینڈ فارما سٹریکل ورکس" نے پینگ رائل جیل کے نام سے خالص مشروب اور ٹیکے تیار کئے ہیں۔ تیار کرنے والوں نے اس کے تین اہم فوائد بیان کئے ہیں۔

۱۔ جب وزن روز بروز کم ہو رہا ہو۔ جب بھوک اڑ جائے بیماری سے اٹھنے یا زچگی کے بعد کی کمزوری کے لیے۔

۲۔ عام جسمانی کمزوری۔ دماغی اور جسمانی تھکن اور کمزوری۔

۳۔ پھیپہ اور پرانی بیماریوں میں جیسے کہ جگر کی بیماریاں، بخون کی کمی، وریدوں کی سندش اور ان میں بخون کا انجماد۔ جوڑوں کی بیماریاں اور گنٹھیا۔ عضلات کی

انحطاطی بیماریاں DEGENERATIVE DISEASES معدہ کا السر

ایک عرصہ سے لاہور کے چند دوا فروش اس چینی دوائی کو جس میں فی ٹیکہ ۲۵

ہی گرام رائل جیلی کے علاوہ دو چینی بڑیاں بھی شامل ہیں، درآمد کر رہے ہیں۔ ہمارے دوستوں اور مریضوں نے کافی مقدار میں اسے استعمال کیا ہے۔ اور ہر شخص اس کے کمالات کا معترف پایا گیا۔ خلل اعصاب کے ایک پرانے مریض بتاتے ہیں کہ سینکڑوں وٹامین اور ٹانک کھائے لیکن اس دروائی کا ایک ٹیکہ پینے کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے کہ جسم سے کمزوری نکل کر نئی طاقت آگئی۔ میانوالی کے ایک دوست کے پیٹ میں دس سال سے السر تھا انہوں نے ہر قسم کی جدید اور قدیم ادویہ پر زور کثیر صرف کیا مگر بیماری کی شدت میں کوئی کمی نہ آئی۔ اب وہ چار ماہ سے پکننگ رائل جیلی کے ٹیکے پی رہے ہیں۔ ان کا درد ختم ہو چکا ہے۔ کھانا اعلیٰان سے ہضم ہوتا ہے اور اپنی روزمرہ کی زندگی معمول کے مطابق گزار رہے ہیں۔

فتران مجید نے مکھی کے جسم سے خارج ہوتے والے اس جوہر کو شفا کا منظر قرار دیا ہے اور دنیا کے ہر گوشہ سے اس کی تصدیق ملتی رہی ہے۔

شہد کے ٹیکے :

لاہور کے ایک دوا فروش ادارہ "شفا میڈیکوز" نے ایک مرتبہ جرمنی سے شہد سے بنے ہوئے ٹیکے درآمد کیے۔ ان ٹیکوں کے بارے میں دوا ساز ادارے کا دعویٰ تھا کہ یہ جسم سے کمزوری دور کرتے ہیں۔ جسم سے حساسیت یعنی ALLERGY کو ختم کرتے ہیں۔ حساسیت سے پیدا ہونے والی جلدی بیماریوں۔ خاص طور پر ایگزیمیا میں مفید ہیں جوڑوں کے دردوں میں معمولی تکلیف کے لیے ٹیکے گوشت یا وریڈ میں لگائے جائیں اور اگر جوڑ سوج گئے ہوئے یا جوڑوں کی ہڈیاں گل رہی ہوں تو یہ ٹیکہ جوڑے کے اندر لگایا جائے۔

ان ٹیکوں کا نام M-2-WOELUM تھا۔ انہیں جرمنی کے شہر کولون کی ویلم کمپنی نے

تیار کیا اور دلہی کی بات یہ کہ انہوں نے اپنے طبی رسالہ میں بتایا کہ انہوں نے شہد کو اسی طرح استعمال کرنے کا راستہ قرآن مجید سے حاصل کیا۔

میوسپتال میں جوڑوں اور ہڈیوں کے معالج پروفیسر محمد ایوب خان ان کے اعجاز کے بڑے قائل تھے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے جوڑوں کی بیماریوں کے درجنوں معذروں کو تندرست ہو کر پیروں پر چلتے دیکھا ہے۔ پروفیسر ایوب خان کے ریٹائر ہونے کے بعد لوگ نئی دواؤں کے پیچھے بھاگنے لگے اور یہ مفید محفوظ اور سستی دوا اُجھلا دی گئی۔ جرمنی سے ڈاکٹر اسامہ مر فطر ازہبی کیلئے وہاں اب بھی بڑے مقبول ہیں اور ڈاکٹر اسے بڑے اعتماد کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

امریکہ میں پروفیسر سٹوارٹ نے لیبارٹری میں
تپ محرقہ اور پیپ پیدا کرنے والے جراثیم کی
مختلف قسموں کو شہد میں ڈالا۔
یہ حیرت انگیز مشاہدہ ہوا کہ جراثیم کی کوئی بھی
قسم شہد میں زندہ نہ رہ سکی۔

صعتر — صعتر

THYMUS SERPYLUM

یہ ایک بوٹی ہے جو عرب۔ ایران۔ عراق اور افغانستان کے جنگلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ پتے گول اور پودینے سے بڑے ہوتے ہیں۔ اس کی خشک شاخیں اور پتے بازار میں صعتر فارسی کے نام سے ملتے ہیں سرولیم لین نے صعتر کو THYMUS SERPYLUM قرار دیا ہے۔

جیکہ بھارتی ماہرین اسے ZATARIA MULTIFLORA کا نام دیتے ہیں۔ سید صفی الدین۔ ندکارنی اور چوہڑا بھی اسے زاتاریا قرار دیتے ہیں۔ جیکہ برٹش فارماکوپیا نے اسے تھائی مس سرپائیلیم قرار دیا ہے۔ ہومیو پتھی میں بھی یہی نام درج ہے۔ اطباء قدیم اسے جنگلی پودینے کی قسم قرار دیتے ہیں۔

ارشادات نبویؐ :

سند کے بغیر محمد امجد ذہبیؒ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور کیا ہے۔
 بخروا البیوت بالصعتر واللبان (ابن الجوزی)
 (اپنے گھروں کو صعتر اور لبان کی دھونی دیا کرو)
 حضرت عبداللہ بن جعفر روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 بخروا بیوتکم بالشیع والمر والصعتر۔ (بیہقی)
 (اپنے گھروں کو مر شیخ اور صعتر سے دھونی دیا کرو)

یسی روایت ابان بن صالح بن انس سے بھی اسی کتاب میں مذکور ہے۔
(یہ دونوں روایات کنز العمال نے ان اسناد سے بیان کی ہیں)

محدثین کے مشاہدات

پیٹ سے ریاح کو خارج کرنا ہے۔ کھانے کو سفیم کرنا ہے۔ چہرے کے زک
ر نہ لھانا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ جگر اور معدہ کے فعل کو بہتر بنانا ہے۔ اس کا جو شانہ
پینے سے پیٹ کے تمام کیڑے مریجاتے ہیں۔ اس کا سونگھنا زکام میں مفید ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات:

اطباء قدیم نے شہد کی ایک خاص قسم معتز کا شہد بھی بیان کیا ہے۔ جو اپنے عمومی
فوائد کے علاوہ سوزشی امراض اور سانس کی بیماریوں میں زیادہ مفید ہے۔ ریاح کو تحلیل
کرنا ہے۔ رطوبتوں کو نکالنا ہے۔ مدت سوتے وقت اسے ابخیر اور گلقد کے ساتھ
کھانے سے ناک کے پچھلے حصے ملغم نکل جاتی ہے۔ اس طرح وہ پھیپھڑوں میں
گرنے نہیں پاتی۔ اسے شہد میں ملا کر چاٹنے سے دل اور پھیپھڑوں کے اورام اتر
جاتے ہیں۔ ابخیر جگہ کو نرم کرنے کے بعد اس کے جو شانہ سے کے ساتھ کھانے سے
کھانسی اور دم مٹ جاتے ہیں۔ قوت ہضم بڑھتی ہے۔ اس کو بقولات مثلاً ساگ وغیرہ
میں ملا کر پکائی تو وہ ریاح پیدا نہیں کرتے۔

اس کے جھل نلک اور سر کے ساتھ کھانے سے کھانسی کو فائدہ ہوتا ہے۔
پیشاب آور ہے۔ گردوں کی پتھری کو نکال سکتا ہے۔ یہ پیٹ سے کدو دانے نکال دیتا
ہے۔ اس کا رس کان میں ٹپکانا نقل سماعت کے لیے مفید ہے۔ اس کو چبانے سے
دانتوں کا درد ٹھیک ہو جاتا ہے۔

اس کا پانی میں لیپ اور رام حارہ میں مفید ہے اس میں زیرہ ملا کر روغن زیتون میں حل کر کے بچوں کی ناف کے زخموں پر لگا میں لاجواب ہے۔ سردی سے ہونے والے بخار کو دور کرتا ہے۔ پسینہ لاتا ہے اور عورتوں کے اندام کی سوزش کو دور کرتا ہے۔

کیاوی ساخت :

اس کے پتوں میں وزن کے حساب سے تقریباً ایک فیصدی ایک فرازی روغن ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں قابض اشیا اور گوند پائے جاتے ہیں۔ اس کا اہم ترین جزو عامل تھائی مول THYMOL ہے۔ یہ پتوں سے عمل کشید کے ذریعہ نکالی جاتی ہے اور یہ دانہ دار سفوف کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور پانی میں حل پذیر نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ مقبول نہیں۔

جدید مشاہدات :

تھائی مول کو برٹش فارما کو پیانے ایک مؤثر دوائی کے طور پر بیان کیا ہے۔ مگر حل نہ ہو سکنے کی وجہ سے اس کے فوائد محدود ہیں۔ لیبارٹریوں میں بطور کیمیکل استعمال ہوتی ہے۔ عام لوگ اسے ست اجوائن کے نام سے بیان کرتے ہیں۔ صعتر اور تھائی مول پیٹ کے کیڑے مار دیتے ہیں۔ صعتر اور اس کا جزو عامل تھائی مول بڑے مؤثر جراثیم کش اور واقع عفونت ہیں۔ ان میں طفیلی کیڑوں کو مارنے کی اعلیٰ صلاحیت موجود ہے۔ اسی باعث طب جدید کے اکثر نسخوں میں اسے چھوٹے کیڑوں کو مارنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مرکب صورت میں یہ مخزن بلغم اور جراثیم کش ہونے کی وجہ سے پرانی کھانسی اور دمر کے علاج میں استعمال ہونے والے کھانسی کے شربتوں کا ایک جزو ہے۔

پتوں کا تیل لگانے سے دانت کا درد جانا رہتا ہے۔ دانتوں کے ڈاکٹر لوگ کے تیل تھالی مول اور گلیسرین کا مرکب بناتے ہیں اور سوراخ واسے دانت پر دروا اور سوزش رفع کرنے کے لیے لگاتے ہیں۔

صعتر کی دھونی

جدید تحقیقات سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ صعتر ایک طاقتور جراثیم اور کرم کش دوائی ہے۔ اگر اسے جلا کر کسی گھر میں دھونی دی جائے تو یہ مکھیوں اور مچھروں کے علاوہ ریشنے واسے کیڑوں کو بھی جلا کر سنا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مرا اور الشیح کے ساتھ مرکب کر کے جلانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ جس سے اس کا اثر اور فائدہ چار گنا ہو جاتا ہے۔

حشرات الارض کو مارنے والی ادویہ کو تین اقسام میں بیان کیا گیا ہے۔

- ۱۔ فوری طور پر کم کش جیسے کڑی ڈی ٹی یا ڈی ڈی وی پی۔ عقرقرحا۔ گندھک
- ۲۔ حشرات کو آہستہ آہستہ مارنے والی یا ان کی افزائش نسل کو ختم کرنے والی جیسے

ر BAYTEX یا عقرقرحا PYRETHRUM

- ۳۔ حشرات کو بھگانے والی جیسے کہ سنکترے کا تیل وغیرہ CITRONELA
- صعتر وہ منفرد دوائی ہے جو تینوں اثرات رکھتی ہے۔ لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے کہ جس کمرے میں صعتر بھیری گئی ہو اس کمرے میں سانپ بھی داخل نہیں ہوتا۔ کتابوں کی الماریوں میں صعتر رکھنے سے وہ چوہوں، بٹری اور دہلیز سے محفوظ رہتی ہیں۔
- اس لحاظ سے اسے حشرات کو بھگانے والی یا INSECT REPELLANT
- قرار دیا جاسکتا ہے۔ عالی ادارہ صحت میں کیڑوں، موٹروں کے ایک ماہر نے ہماری خاطر ایک رات اپنے گھر میں صعتر اور مرکی کو ملا کر سلکتے کوٹوں پر ڈال کر کمرہ بند کر دیا۔ صبح

مجھڑ۔ مکھیاں۔ لال بیگ۔ اور چھپکلیاں کثیر تعداد میں سرے ہونے پائے گئے۔ بازار میں ملنے والی ایسی ادویہ میں صرف گندھک میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں کے علاوہ جراثیم کو ہلاک کر سکتی ہے۔ پرانے زمانے میں ایک ہزار مکعب فٹ کمرے کے لیے نصف کلو گندھک جلائی جاتی تھی۔ مگر اس کا دھواں انسانوں کے لیے زہر ہلا زنگ روغن کو اڑانے والا اور کیڑے کو جلا دینے والا ہوتا ہے۔ اس لیے کسی بستے گھر میں گندھک کا استعمال ہر طرح سے خطرناک ہے۔ اس کے مقابلے میں معتدلت مزاجیہ مؤثر محفوظ اور کارآمد ہے۔ اگر اس کی دھوئی اچھی طرح دی جائے تو ایک طویل عرصہ کے لیے اس کمرے میں کیڑوں کی نئی کھیپ داخل نہیں ہوتی۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

اس طریقہ علاج میں صعتر کو THYMUS SERPYLUM کے نام سے بچوں کے آلات تنفس کی سوزشوں میں بڑے اعتماد اور اچھے نتائج کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دمہ کی وہ تمام اقسام جن میں سانس کی گھٹن بار بار شدت سے محسوس ہوتی ہے مگر نالیوں میں پھنسی ہوئی بلغم کی مقدار زیادہ نہیں ہوتی۔ سانس کی نالیوں میں اسی طرح کی گھٹن جب کالی کھانسی کے حملہ کے دوران بچوں کو ہوتی۔ سانس کی نالیوں میں اسی طرح کی گھٹن جب کالی کھانسی کے حملہ کے دوران بچوں کو ہوتی ہے۔ تو اس میں یہ دروائی مفید ہے۔

کھانسی کے علاوہ جب سر میں بوجھ محسوس ہوتا ہو۔ کھانسی کے دوران ایسا محسوس ہو کہ گلا اندر سے چھل گیا ہے اور نکلنے میں درد ہو۔ گلا اور ناک کے اندر کی خون کی نالیاں جب پھول جائیں۔ کانوں میں گھنٹیاں بجنے کی آوازیں آئیں اور بلغم کے ساتھ کبھی کبھار سیاہ رنگ کا خون آئے تو یہ مفید ہے۔

ہومیوپیتھی میں معتز ایک دوسری شکل میں یعنی اپنے کیمیائی عامل THYMO کے نام سے بھی مستعمل ہے۔

تھائی مول بنیادی طور پر ان تمام جنسی بیماریوں کا علاج ہے جن میں پیشاب کی نالیوں میں خون کی گردش سست پڑنے کے باعث خون کا ٹھہراؤ ہو جائے اس کیفیت کو۔ POST URETHRAL CONGESTION کہتے ہیں۔ برطانوی ماہرین نے اسے VERUMONTINITIS کا نام بھی دیا ہے۔ اطباء مجدد یہ اس کے علاج میں پیشاب کی نالی کے اندر آرجیرول یا سلورنٹریٹ کی پھریری لگانے کا تکلیف دہ عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس تکلیف کی وجہ سے جریان۔ سرعنت انزال اور کثرت احتلام ہوتے ہیں اور تکلیف پرانی ہو تو نامردی کا باعث بنتی ہے۔ ہومیوپیتھی میں اتنے لمبے سلسلہ کی بجائے تھائی مول کھانے کو دی جاتی ہے۔

اس کے استعمال کے دوسرے اہم مواقع جسم اور دماغ میں مسلسل تھکاوٹ جب مریض مصلوں میں شرکت کو پسند کرتا ہے۔ مگر خود پسند۔ رات کو بھیانی خواب اور بار بار ذہنی بگردی کے خیالات کے بعد احتلام کی کثرت۔ کمر میں درد ہوتا ہے۔ کمر اکڑا سی رہتا ہے۔ پیشاب بار بار آتا ہے اور اس میں لیوریٹ زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔ پیشاب جلن کے ساتھ آتا ہے اور فراغت کے بعد بھی قطرے ٹپکتے رہتے ہیں۔ نالیوں میں عیزش کی وجہ سے جنسی انتشار معمول سے زیادہ ہوتا ہے۔ مریض جب صبح نیند سے بیدار ہوتا ہے تو وہ تازہ دم ہونے کی بجائے تھکا ہوا۔ اور پھر مردہ ہوتا ہے۔ تھائی مول کے استعمال سے پیٹ میں موجود خون چوسنے والے کیڑے بھی مر جاتے ہیں۔

قسط — قسط البحرى

KUST

SAUSSAUREA LAPPA

اسے انگریزی میں COSTUS — ویدک میں پُسکارا۔ اُردو اور ہندی میں قسط کُست۔ میٹھی کوٹھ کہتے ہیں۔ اطباء نے لکھا ہے کہ اس کا پودا دو میٹر تک بلند ہوتا ہے۔ لیکن یہ عام طور پر گلو۔ پان اور عشق پیچہ کی طرح زمین پر ریگنے والا پودا ہے جو کہ پانچ ہزار فٹ سے زیادہ بلندی پر دریاؤں کے کنارے مرطوب جنگلات میں پایا جاتا ہے۔ کوہ ہمالیہ کی ترائی میں وہاں سے نکلنے والے دریاؤں کے ساتھ ساتھ قسط کے پودے ہندوستان کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اس کے پتے بڑے اوروندانے دار شکل کے ہوتے ہیں۔ اس پودے کی جڑیں دو اول میں استعمال ہوتی ہیں۔ یہ جڑیں ستمبر اور اکتوبر کے درمیان کاٹ کر نکال لی جاتی ہیں۔ بلندیوں سے نچرول اور مزدوروں پر لاڈ کرتا رہتی جاتی ہیں۔ پھر ان کے دو دو پانچ لمبے ٹکڑے کر لیے جاتے ہیں۔ وہ اسی صورت میں لمبھی کی طرح کی سفید گانٹھیں ہیں جو کہ خوشبودار بھی ہیں بازار میں ملتی ہیں۔ نباتاتی لحاظ سے سوسار یا خاندان کے متعدد افراد ہیں۔ مگر ان میں علاج کے لیے صرف یہی قسم استعمال ہوتی ہے۔ جن دنوں اس کی جڑیں کاٹی جاتی ہیں سارا جنگل خوشبو سے مہک جاتا ہے۔ آزاد کشمیر میں دریائے جہلم اور دریائے چناب کے کناروں کے ساتھ یہ پودا بڑی کثرت سے پایا جاتا ہے۔ وہاں کے مزدور اور گوجر سردی کے موسم میں ٹھنڈک سے بچنے اور کمزوری کو رفع کرنے کے لیے قسط کا حلوہ بنا کر کھاتے ہیں۔ اس دوائی کو اصل شہرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ایت گرامی سے حاصل ہوئی۔

ارشاداتِ نبوی

حضرت زبیر بن اہم روایت فرماتے ہیں۔

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتداوی من ذات

الجنب بالقسط البحرى والنزيت (ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ)

دعوى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم دیا کہ ہم ذات الجنب (پوری) کا علاج

قسط البحرى اور نزيتوں کے تیل سے کریں

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان امثل ما تداو یتیم بہ الحجامة والقسط البحرى۔

(بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی، النسائی، مؤطا امام مالک)

وہ چیزیں کہ جن سے تم علاج کرتے ہو ان میں سے کچھ لگانا اور قسط البحرى

بہترین علاج ہیں

حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تعذبوا صبیا نکم بالغز من العذرة وعلیکم بانقسط

(بخاری و مسلم)

اپنے بچوں کو غلظت کی بیماری میں گلاب یا گنداب نہ دو جبکہ تمہارے پاس

قسط موجود ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وولکن لا تقتلن اولادکن ایما امرأة کانت یا تمیها العذرة او وجع

برامہ فلتاخذ قسطاً ہندیا فلتحکہ بالماء ثم تسعطہ

ایاہ۔ (مسند ابی یوسف، الشاشی، ابن الفرات)

اے عورتو! تمہارے لیے مقامِ تاسف ہے کہ تم اپنی اولاد کو خود قتل کرتی ہو۔
اگر کسی کے بچے کے گلے میں سوزش ہو جائے یا سر میں درد ہو تو وہ قسط ہندی کو
لے کر پانی میں رگڑ کر اسے چٹا دے)

حضرت جابر بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔

لا تحرقن حلق اولادکن علیکن بقسط ہندی وورس
فاسعطنه ایاء۔ (مستدرک الحاکم)

(اپنے بچوں کے حلق مت جلاؤ۔ جب کہ تمہارے پاس قسط ہندی اور ورس
موجود ہیں۔ ان کو یہ چٹا دیا کرو)

حضرت جابر بن عبد اللہ سے ابو نعیم۔ ابن السنی اور مصنف عبد الرزاق نے اسی
مضمون اور مضموم کی پانچ اور حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ جن میں الفاظ کے معمولی رد و بدل
کے ساتھ یہی نسخہ بیان ہوا ہے۔

حضرت ام قیس بنت محسن بیان کرتی ہیں۔

دخلت بأبنی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد
اعقلت عنه من العذرة فقال علی ما قد غرن اولادکن
بهذا العود العلق علیکن بهذا العود الہندی فان فیہ
سبعة اشفیة منها ذات الجنب یسعط من العذرة
و یلد من ذات الجنب۔ (بخاری)

میں اپنا بیٹا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ اسے عذرہ کے
شکایت تھی۔ اس کے ناک میں بتی پڑی تھی اور گلاب پایا گیا تھا۔ حضور اس امر پر
خفا ہوئے کہ تم لوگ اپنے بچوں کو کیوں اذیت دیتے ہو۔ جبکہ تمہارے پاس

یہ عود الہندی موجود ہے۔ جس میں سات بیماریوں سے شفا ہے۔ جن میں ذات الجنب

بھی ہے۔ ذات الجنب میں یہ کھدائی جائے جبکہ فدرہ میں چٹائی جائے۔

امام بخاری کو یہ روایت سفیان سے ملی جنہوں نے زہری اور عبید اللہ کی وساطت

سے ام قیس سے روایت کیا۔ زہری کہتے ہیں کہ مجھے سات میں دو بیماریوں کا

نام یاد رہا انہوں نے شاید بقایا سات بیان نہیں کیں۔

بخاری کی تمام روایات میں دوائی کا نام عود الہندی مذکور ہے۔ جبکہ دیگر تمام کتابوں

میں دوائی کا نام قسط الہندی یا قسط البھوی مذکور ہے۔ عود الہندی بالکل مختلف چیز ہے

جسے اگر بھی سنتے ہیں۔ علامہ انور شاہ کا شمیری نے اس حدیث کی تفسیر میں قرار دیا۔

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد قسط الہندی ہی ہے۔ اسی ضمن میں معمری عالم

محمود ناظر انبسی نے بھی جرح اور بحث کے بعد علامہ شمیری کے استدلال کو درست

قرار دیا ہے۔ بخاری نے سی حدیث سعد بن فضل کی معرفت زہری اور عبید اللہ بن عبد اللہ

سے بیان کی ہے جس میں الفاظ کا کچھ فرق ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ روایت

میں زہری یا عبید اللہ قسط الہندی اور عود الہندی میں گڑا بڑا لگے ہیں۔ یہی روایت ام قیس

بنت معمر سے دو معمری جگہ لیں مروی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالعود

الهندي يعني به الكست فان فيه سبعة اشفية منها

ذات الجنب . (ابن ماجه)

ایساں پر راوی عود الہندی بیان کرنے کے بعد اس کی تشریح میں کست قرار دیتے

ہیں جبکہ ام قیس کی ایک اور روایت جو کہ ابن ماجہ ہی نے بیان کی میں دوائی کا

نام عود الہندی ہے۔ اس روایت کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ محترمہ ام قیس ہی

دوائی کے نام کا محضہ کر گئیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم دخل على عائشة و
عندها صبي يسيل منخراة دما فقال ما
هذا؟ قالوا انه العذرة؛ قال ويلكن لا
تقتلن اولادكن، ايما امرأة اصاب ولدها العذرة
او وجع في راسه فلتاخذ قسطا هنديا فلتحكه
ثم تسعط به، فامرت عائشة فصنعت ذلك به
فبرأ. (مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے تو ان کے پاس
ایک بچہ تھا جس کے منہ اور ناک سے خون نکل رہا تھا حضور نے پوچھا کہ یہ
کیا ہے؟ جواب ملا کہ بچے کو غدرہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسے خواتین تم پر
انسوس ہے کہ اپنے بچوں کو یوں قتل کرتی ہو۔ اگر آئندہ کسی بچے کو حلق میں غدرہ
کی تکلیف ہو یا اس کے سر میں درد ہو تو قسط ہندی کو رگڑا کر اسے چٹا دو۔ چنانچہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر عمل کروایا اور بچہ تندرست ہو گیا۔

مسلم کی اس روایت میں بچے کی بیماری اور اس کی پوری تفصیل موجود ہے یہ روایت
جابر عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ان روایات کی مکمل صورت معلوم ہوتی ہے۔ جوا بن الفرات الشامی
مسند الحاکم اور ابو نعیم نے ان سے اس باب میں بیان کی ہیں۔ اس روایت کو محمد احمد
ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔

محدثین کے مشاہدات

روایات میں قسط کا ذکر بطور ہندی اور لبحری آیا ہے۔ اسی لیے محدثین نے

اسے قسط کی اقسام فرض کر لیا بلکہ ابن البیطار بھی اس کے بیان میں مفاد کھا لیا۔ کیونکہ یہ ہندی دوائی تھی جس میں طلاؤ کی وجہ سے رنگ میں معمولی فرق پڑ سکتا ہے بخاری اور مسلم کے عظیم حنرفرم نواب وحید الزماں نے قسط البحر سے وہ قسم مراد لی ہے جو سمندر سے آتی ہے وہ نام کے ساتھ بحر کی نسبت سے متاثر ہو گئے۔ حالانکہ یہ پورا سمندروں کے کھارے پانی کے پاس نہیں ہوتا۔ یہ ہندی اور ٹھنڈک میں پرورش پاتا ہے۔

ابن القیم کہتے ہیں کہ اس کے فوائد ہمیشہ با اور لا جواب ہیں۔ یہ بلغم کو نکال کر آئندہ کی پیدائش کو روک دیتی ہے۔ زکام کو ٹھیک کر دیتی ہے۔ اگر اسے پیاجائے تو معدہ اور جگر کی کمزوری کو رفع کرتی ہے۔ زہروں کی تریاق ہے۔ چوتھے کے بخار میں مفید ہے۔ اگر اسے شہد اور پانی میں حل کر کے رات کو چہرے پر لگایا جائے تو چہرے کے داغ اتار دیتی ہے۔ جالینوس نے اسے کز اور پیٹ کے کیڑوں میں مفید بتایا ہے۔

ابن القیم بیان کرتے ہیں کہ بعض جاہل طبیب اس کے ذات الجنب میں اثر سے انکار کرتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی کم علمی کی علامت ہے۔ وہ ایک طرف یہ مانتے ہیں کہ یہ کھانسی اور بلغم میں مفید ہے۔ بخار کو اتار دیتی ہے اور دوسری طرف ذات الجنب میں اس کی افادیت سے منکر ہیں۔ اطباء کی اکثریت دواؤں کے اثرات اور علاج کو اپنے قیاس سے مرتب کرتا ہے۔ جبکہ ان کے پاس اپنی رائے کی تصدیق کا کوئی یقینی ذریعہ نہیں ہوتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آج تک اکثر بیماریوں کا علاج اور اصول علاج لوگوں کی بھلائی کے لیے پیغمبر جاتے رہے ہیں اور اطباء کو جو کچھ بھی معلوم ہے۔ وہ انہوں نے اسی ذریعہ سے حاصل کیا ہے۔ بلکہ ان کے علم کی اساس یہی ہے۔ اس میں بعض مشاہدات اور مفروضوں کا اضافہ کر کے علم طب بنایا گیا ہے جبکہ انبیاء علیہ السلام کا بتایا ہوا علاج وحی الہی پر مبنی ہوتا ہے اور اس میں کسی غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ جو طبیب اس میں غلطی نکالتا ہے وہ خود غلط ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اتنی مدت گزر جانے اور تجربات کا طویل عرصہ میسر

آنے کے باوجود آج بھی علم الادویہ کی اکثر کتابوں میں قسط کو پھیپھڑے کی بیماریوں کے لیے مضر بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ انہی کتب میں اسے سانس کی نالیوں کی سوزش کے لیے اکیسرتنایا جاتا ہے۔

امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ یہ فالج میں مفید ہے۔ قوتِ باد میں اضافہ کرتی ہے۔ سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اس کا سونجھنا زکام میں مفید ہے۔ اور اس کا تیل کمرد میں مفید ہے۔ احادیث میں اس کا ذکر پچھنے لگانے کے ساتھ ملتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پچھنا بہترین علاج ہے اور اگر کوئی ایسا نہ کر سکے تو پھیپھڑے کو استعمال کرے۔

عذره اصل میں حلق کے اندر واقع لوزین کی سوزش ہے۔ جب ان میں پیپ پڑ جاتی ہے اور جوانین زمانہ قدیم سے حلق میں انگلی ڈال کر ان کو دبا دیتی تھیں۔ اس طرح دبانے سے ان میں سے خون اور پیپ نکلے ہیں اور بچہ بڑی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ یہ پیپ اور خون اگر سانس کی نالیوں میں داخل ہو جائے تو سانس بند کر سکتا ہے یا یہ سوزشی مواد وہاں پر نمونیا کا باعث ہو سکتا ہے۔

ذاتِ الجنب کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں اگر گرم گرم روغن زیتون کے ساتھ قسط دی جائے تو فوری فائدہ ہوتا ہے۔

میسج کہتے ہیں کہ قسط اعضا جسمانی کو قوت دیتی ہے۔ ریح کو خارج کرتی ہے۔ دم زائل کرتی ہے اور ذاتِ الجنب میں مفید ہے۔ میسج وہ حیدِ حکیم ہیں جن کا ذکر ابن البیطار نے بڑی عقیدت کے ساتھ اپنی جامع الکبیر میں کیا ہے۔ قسط البحر یقینی طور پر امراضِ تنفس میں مفید ہے اور بلغم کو خارج کرتی ہے۔

کیمیائی ساخت :

اس کی جڑوں میں خوشبو دار عنصر دو قسم کے بیروزیوں اور ایک الکلائید پر مشتمل

ہے۔ اس میں VALERIC ACID ایک قابض عنصر ہے جلاسنے پر راکھ میں مینٹینیز
پایا جاتا ہے۔ اس کی جڑوں سے نکالے ہوئے تیل کے تجزیہ پر یہ اجزاء معلوم ہوئے

CAMPHERE	۰۰۰۳%
PHELLANDRENE	۰.۴%
TERPENE ALCOHOL	۰۲%
A-COSTENE	۶۰%
B-COSTENE	۶۰%
APLOTAXENE	۲۰%
COSTOL	۰%
DI-HYDROCOSTUS LACTONE	۱۵۰%
COSTUS LACTONE	۱۰%
COSTIC ACID	۱۴%

اس کے علاوہ کلکتہ کے آسٹوش دت۔ گھوش اور رنجن چٹرجی نے جڑوں کا یوں
تجزیہ کیا ہے۔

AFROATIC ODOUR FACTOR ۱۵%

GLUCOSIDE SAUSSURINE ALKALOID ۵%

جبکہ اس کے پتوں میں الکاٹائیڈ سوسورین نہیں ہوتی۔ شاید اسی لیے پتوں سے
علاج نہیں کیا جاتا۔ ان اجزاء کے علاوہ اس میں بیروزہ۔ ایک کٹروا عنصر۔ قلمی شورہ اور
مٹھاس پائے جاتے ہیں۔ چھڑپانے اس کے الکاٹائیڈ سوسورین میں ٹارٹرک ایسڈ ملا کر
جو تجربات کیے ہیں انہوں نے اس دوائی کے جلد اثرات کو مزید واضح کیا ہے۔

اطبائے قدیم کے مشاہدات :

اطبائے سلف نے اسے چار قسموں میں بیان کیا ہے۔ عربی قسط زرودی مائل خوشبودار اور شیریں ہوتی ہے۔ رومی قسط کا رنگ شمشاد کی لکڑی کی طرح بواس کی تیز۔ شامی قسط سیاہی مائل ایلوے جیسی خوشبودار اور بوعلی سینا نے اسے قسط کی بجائے قرنفل قرار دیا ہے۔ ہندی قسط اندر سے زرد۔ خوشبودار اور وزن میں ہلکی ہوتی ہے۔ تذکرۃ المند میں بھی قسط کو متعدد اقسام میں بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ پاکستان میں ہرنے والی قسط کی ہیئت علاقہ پر منحصر ہے۔ وادی نیلم کی قسط گہرے رنگ کی بوسے کے لحاظ سے تیز جبکہ گلگت۔ بھمبر کی قسط سفید اور خوشبودار ہوتی ہے۔

قسط کی جو قسم اندرونی استعمال میں آتی ہے وہ شیریں ہے۔ تلخ کو صماد میں بڑتا جاتا ہے مگر اس عمل میں بھی شیریں اس سے بہتر ہے۔ یہ ریاح کو خارج کرتی ہے۔ اور ام کو تخلیل کرتی ہے۔ سردی کی دردوں کو مفید ہے۔ اس غرض کے لیے اس کا تیل بنا کر لگانا بھی مفید ہے۔ کیونکہ یہ پٹھوں کو طاقت دیتی ہے۔ دماغ اور اعصاب کو قوت دیتی ہے۔ دماغی بیماریوں خاص کر فالج۔ نقوہ۔ تشنج اور ریشہ میں مفید ہے۔ پیٹ کے کیرے مار دیتی ہے۔ اس کو شہد یا قند کے ساتھ جوش دے کر کھانے سے جسم کے اندر کے سارے کھل جاتے ہیں۔ پیشاب اور حوض کی بندش کو کھولتی ہے۔ مفرح اور مطہف ہے۔ بلغمی سردی کو نافع ہے۔ رحم کا درد جاتا رہتا ہے۔ دل۔ جگر اور طحال کو تقویت دیتی ہے۔ ویدک طب کے مطابق قسط مقوی باہ ہے۔ بادی اور بلغمی بیماریوں کو ٹھیک کرتی ہے۔ یہ کھانسی میں مفید ہے۔ بلغم اور دم میں مفید ہے۔ ہیضہ کے بعد اعضاء کی سستی کو دور کرنے کے لیے قسط کا جوشانہ شہد ملا کر دینا مفید رہتا ہے۔ ضعف ہضم کو دور کرنے کے لیے قسط کے ساتھ سونٹھ اور سیدھے کے بیج پیس کر نصف چمچ پھانک

لیتے ہیں۔ اس کا سفوف دگنے شہد میں ملا کر چاٹنے سے دمر کے دورہ اور شدید کھانسی کو کم کرتا ہے۔

زمانہ قدیم بلکہ عہد رسالت میں بھی خواتین ماہواری سے فراغت کے بعد اپنے جسم کو قسط سے دھوتی تھیں۔ جس سے جسم کی اندرونی غلاظت دور ہو جاتی تھی۔

اطباء قدیم نے قسط کے بیرونی استعمال سے کثیر فوائد کا تذکرہ کیا ہے جن میں قسط کا تیل ایک اہم نسخہ ہے۔

قسط شیریں ۵ گرام کو ۲۲ گھنٹے تک سرخ شراب یا الکحل میں جگو کر اس میں پڑھ، گرم روغن زیتون ملا کر ان کو بلی آپنچ پر پکائی۔ جب الکحل اڑ جائے تو اسے اتار کر چھان لیں یہ تیل اعصاب کو طاقت دینے میں مالش کے لیے اور ملنچی کھانسی میں پینے کے لیے مفید ہے۔ یہ تیل گنچ پر لگانے سے بال اگنے کا امکان ہے۔ ویسے بالوں کو مضبوط کرتا ہے۔

قسط کو پانی میں گھس کر لگانے سے چھپ دور ہو جاتی ہے۔ پس ہر ٹی قسط کو بال کھینچ کر جڑا پر ملنے سے دوبارہ بال نہیں اگتے۔ قسط کو شہد میں ملا کر چہرے پر لپیپ کرنے سے کلفت اور جھامٹ کے داغ مٹ جاتے ہیں۔ قسط کا جو شانہ پکا کر اس کے نیم گرم پانی میں پٹے برٹے ہاتھ پیر ڈوبنے سے ان کو فائدہ ہوتا ہے۔ سرکہ میں قسط کو حل کر کے لگانے سے داد دور ہو جاتی ہے۔

گھٹے یا بکری کے دودھ میں قسط کو جوش دے کر یہ دودھ درو والے پھٹوں بہنے سے ان کا اینٹھن دور ہو جاتی ہے۔ قسط کی دھوئی کمروں سے سلین کی بدبو دور فرم کرتی ہے۔

طب یونانی کے مشہور مرکبات جوارش جالینوس۔ دوارالسک اور تریاق ثمانیہ کا ایک اہم جز قسط شیریں بھی ہے۔

اطباء نے جدید کے مشاہدات :

مقامی طور پر جاذبِ خون مصفی خون اور واقع تعفن ہے۔ اس لیے امراضِ جلد خاں
 کرفہ بکلت نمش۔ دار میں مفید ہے۔ کیڑوں کو کیڑوں سے محفوظ رکھنے کے لیے کتیر
 کے لوگ اونی پارچات میں قسط رکھتے ہیں اور کیڑے محفوظ رہتے ہیں۔
 اندرونی طور پر منقش بلغم۔ واقع تشنج۔ اور مقوی اعصاب ہونے کی وجہ سے
 سعال۔ سعالِ شعبی، دمر۔ قانج بقوہ اور ضعف اعصاب میں مفید ہے۔
 قسط کو چینی طب میں بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ یورپ میں بھی لوگوں نے اس
 کے فوائد اور کیمیاوی حیثیت پر خاصی محنت کی ہے۔ ان کے تجربات علیحدہ پیش کیے
 جا رہے ہیں۔

بھارت اور یورپ کے مشاہدات :

اس کے اجزائے ترکیبی میں فرازی تیل گلو کوسائیڈ اور الکلائیڈ اپنے اثرات
 رکھتے ہیں۔ ان کے علیحدہ فوائد یوں ہیں۔
 فرازی تیل ESSENTIAL OIL کا سرالریاح۔ واقع تعفن اور جراثیم کش ہے۔
 یہ پیپ پیدا کرنے والے سیراٹیم مثلاً — STREPTOCOCCUS
 کو فوراً ہلاک کر دیتا ہے۔ یہ بلغم کو نکالتا اور غیر ارادی
 عضلات سے اینٹھن کو دور کرتا ہے۔ اور دل کے عضلات کے لیے مقوی ہے اسے
 اگر ایک ہزار گنا پانی میں حل کر کے پیچش پیدا کرنے والی کیڑوں پر ڈالا جائے تو ان کو
 دس منٹ میں ہلاک کر سکتا ہے۔ اگر اس تیل کو پتلا کر کے اس کا ٹیکہ ورید میں لگایا جائے
 تو سانس کی نالیوں کو کھول دیتا ہے۔ یہی ٹیکہ بلغم نکالتا اور پیشاب کھل کر لاتا ہے

چونکہ اس کا جسم سے اخراج پیشاب کے ذریعہ ہوتا ہے اس لیے منقاری طور پر جلین اور فیزیشن پیدا کر سکتا ہے۔

خاص تیل پینے سے معدہ میں جلین اور متلی ہوتی ہے۔ اس کا دھواں عسبی نظام کے لیے مضر ہے۔ تیل سے بھی چکر گھبراہٹ اور غنودگی طاری ہوتی ہے۔

قسط سے نکلنے والی الکلائیڈ کا نام SAUSSURINE ہے۔ اسے دیکھنے جانوروں کی سانس کی نالیاں فوراً کھل جاتی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے بہ اثرات دماغی اعصاب کے علاوہ نالیوں کے اپنے عضلات کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اپنے اثرات کے لحاظ سے یہ دمہ کا دورہ توڑنے والی مشہور دوائی ADRENALINE سے

مشابہت رکھتی ہے۔ مگر اس کا اثر جلد شروع نہیں ہوتا اور جب شروع ہو جائے تو چہرہ کافی دیر تک جاری رہتا ہے۔ اس دوائی کا انجکشن مریض کے بلڈ پریشر میں وقتی اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔ خیال یہ ہے کہ اس کا یہ اثر دل کے عضلات پر براہ راست ہوتا ہے۔ خاص طور پر دل کے لٹین یا VENTRICLES۔ زیادہ طاقت سے جسم کو خون روانہ کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ اگر فرازی تیل کو بھی شامل کر لیا جائے تو بلڈ پریشر کے بڑھنے کے ساتھ سانس کی نالیاں کھل جاتی ہیں۔ یہ دل کے عضلات کے لیے یقیناً مفوی ہے اور اس کے اثر کے تحت دل کے ناکارہ عضلات بھی پھر سے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔

انڈین میڈیکل گزٹ نے نومبر ۱۹۲۲ء میں اس پر مشاہدات کی اشاعت میں قرار دیا کہ قسط کی جڑوں کا سفوف اگرچہ بد مزہ ہوتا ہے مگر دمہ کے درروں کو کم کر دیتا ہے۔ یہ سفوف کا سرابریاج۔ قاطع کرم شکم۔ متفوی۔ دافع قہقہہ۔ اور متفوی باہ سے نیپتی جوک کی اور یرقان میں اس کا استعمال کرنی جو پڑانے مفید پایا۔

بیسفہ کے لیے	قسط	الپچی خورد	پانی
۳ گرام	۳ گرام	۳ گرام	۳۰۰ گرام۔ کوپکا کر دینا

مفید ہے۔ یہ کمزوری کو دور کرنے کے علاوہ آنتوں کے جراثیم کو بھی ہلاک کر دیتا ہے۔ اس کی خوراک ہر گھنٹہ کے بعد ایک بڑا چمچ ہے چھٹی۔ گنٹھیا۔ کوڑھ اور پرانے طیر بانجھار میں قسط کا سفوف مفید پایا گیا چینی طیب یقین رکھتے ہیں کہ اس کو کھانے اور لگانے سے سفید بال سیاہ ہو جاتے ہیں۔ چین میں قسط کے ساتھ کستوری ملا کر وانت دروہ پر لگانے ہیں۔ بھارتی ماہرین نے خالص قسط کا منجن بھی وانتوں کی بیماریوں میں مفید پایا ہے۔ قسط کا سفوف سر کو دھونے کے لیے مفید دوائی ہے۔ اسے زخموں پر لگانے سے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں اور ان کے مندل ہونے کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔

ضیق النفس (دمہ) میں کرنل چو پڑانے قسط کے سفوف کو ۹۰٪ مکمل میں اچھی طرح بلا کر چھان لیا۔ پھر اس سے مکمل کا بیشتر حصہ اڑا کر اس مصفا سفوف کا ایک گرام دن میں تین مرتبہ پانی کے ساتھ دیا۔ اس نسخہ کو استعمال کرتے ولے مریضوں کو رات میں دمہ کا دورہ نہ پڑا اور جن کو پڑا بھی ان کو اس وقت اس کی ایک اضافی خوراک دی گئی جس سے دورہ اسی وقت ختم ہو گیا۔ مریضوں کو یہ دوائی طویل عرصہ تک مسلسل دی جاتی رہی جس سے کوئی نا شگوار نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اسے ایک لمبے عرصہ تک دینا مفید صحت نہیں۔

قسط کے مسلسل استعمال کے دوران کرنل چو پڑانے محسوس کیا ہے کہ جسم یا جراثیم اس کے عادی نہیں ہوتے۔ اس لیے مریض کو علاج کے دوران دوائی کی مقدار بڑھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بھارتی ماہر اروپہ ندرکارٹی نے اس کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ قسط مقوی باہ ہے۔ سکون آور ہے۔ دماغ کے لیے مقوی ہے۔ دل اور جگر کو طاقت دیتی ہے۔ اسے پانی یا سرکہ میں گھول کر اگر سر پر لگا لیا جائے تو سردی کو بھی دور کر دیتی ہے۔

ضمیق النفس - دومہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسط کے جن فوائد کا تذکرہ فرمایا ان میں دومہ شامل نہیں۔ محدثین نے اس کے مخرج منعم ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ اس سے سانس کی نالیوں کی سوزش ختم ہو جاتی ہے۔ مگر وہ دومہ کا ذکر براہ راست نہیں کرتے۔ چونکہ ام قیسؓ کے ذریعہ اس کے سات بیماریوں میں فوائد کا پتہ چلتا ہے اس لیے لقیہ پانچ کو تلاش کرنا بھی ہماری ذمہ داری تھی۔ اطباء قدیم میں اسما عیل جرجانی نے سانس کی آغی میں اس کی افادیت کا تذکرہ کیا ہے۔ کرنل چوپڑا نے اس کو براہ راست دومہ میں استعمال کے یہاں تک معلوم کیا ہے کہ اس کی خوراک کھانے سے اس رات دومہ کا وہ نہیں پڑتا۔ یہ سانس کی نالیوں سے انقباض کو دور کرتی ہے۔

ابن القیمؒ نے حرف رحب ارشادہ کے فوائد میں سانس کی نالیوں کو وسعت دینے کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح کلونجی کو پرانی کھانسی میں مفید بتایا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیہ کے فوائد کو لانا انتہا قرار دیا۔ ان معلومات کی روشنی میں یہ نسخہ ترتیب دیا گیا ہے۔

قسط شیریں	۳۰ گرام
حب ارشاد	۱۰ گرام
کلونجی	۵ گرام
تخم علیہ	۳ گرام

ان تمام ادویہ کو پیس کر چار گرام صبح شام کھانے کے بعد دیا گیا۔ اس کے ساتھ اُہٹے پانی میں شہد۔ بیماری کی شدت کے مطابق زیتون کا تیل اور دن میں چھ سات دانے خشک انجیر بھی دیئے گئے۔ جہاں خشک کھانسی بار بار آرہی تھی ان مریضوں کو نسو میں ۵ گرام تخم ہند بار کا اضافہ کیا گیا۔ عام طور پر بھی مریضیں بہتر ہوتے گئے جی مریضوں

نے اس کے باوجود بہتری کا مظاہرہ نہ کیا ان کا نسخہ مختصر کیا گیا۔

قسط شیریں ۳۰ گرام

حب الرشاد ۱۰ گرام

مقدارِ خوراک حب سابق ۳ گرام صبح۔ شام رکھی گئی۔

کرنل چوپڑا نے اگرچہ دوسرے سلسلہ میں خوشگوار نتائج کا ذکر کیا ہے۔ مگر وہ مکمل علاج کے بارے میں مشتبہ ہے۔ اس کی غلطی یہ رہی کہ وہ پوری طرح قسط شیریں پر بھروسہ کرتا رہا۔ ہم نے اس کے ساتھ سانس کی نالیوں کو کھولنے والی ریگرا دوہ کے ساتھ جب شہد اور زیتون کے تیل کا اضافہ کیا تو ہمارے نتائج ان سے زیادہ بہتر رہے کیونکہ چوپڑا اپنی ذات پر بھروسہ کر رہا تھا اور ہمارے تجربات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہونے والی طب کی برکت شامل تھی۔

تپوق

زید بن ارقم کی روایت اور ام قیس بنت محضن سے اس کی تائید مزید کے بعد قسط اور زیتون کے تیل کا مرکب پورسی کے لیے مفید ہونا چاہیے۔ جدید تحقیقات سے یہ ثابت ہے کہ پورسی تپوق ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ امام محمد بن علی ترمذی نے ذات الجنب کی تشریح میں بھی قرار دیا ہے کہ یہ تپوق کی قسم ہے۔ اس لیے اس مرکب کا تپوق میں مفید ہونا۔ ایک لازمی نتیجہ ہے۔ زیتون کے تیل کے بارے میں ارشاد نبویؐ موجود ہے کہ یہ جن سنتر بیماریوں میں بھی مفید ہے ان میں جذام بھی ہے علم الجراثیم اور علم الامراض کے اصولوں کے مطابق جذام اور تپوق کے جراثیم ایک دوسرے سے قریب ترین ہیں۔ ان کی دوائیاں بھی اکثر مشترک ہیں۔ اس لیے زیتون کے تیل کے لیے رقی میں بھی مفید ہونا ایک لازمی امر ہے۔

ان بنیادی مشاہدات کے بعد یہ مرکب تپِ وق میں استعمال کیا گیا جن مریضوں کو بخار تھا یا بلغم کی زیادتی تھی ان کو ابتدائی امداد کے لیے جدید ادویہ میں سے بھی کوئی ایک وقتی طور پر دی گئیں۔ لیکن ان کا استعمال کسی بھی صورت میں پندرہ دن سے زائد نہیں رہا۔

تپِ وق کے جدید ترین علاج سے یہ بیماری کم از کم نو ماہ میں ٹھیک ہو جاتی ہے جن بھیسپروں میں سوراخ کی جسامت ڈیڑھ سنٹی میٹر سے زائد ہوان میں عرصہ علاج ڈیڑھ سے دو سال تک محیط ہوتا ہے۔ جدید ادویہ سے علاج پر کم از کم پچاس روپے روزانہ کٹ آتی ہے۔ اس کے مقابلے میں قسط اور زیتون کا تیل تپِ وق پر پچیسے مہینے کے بعد ہی واضح اثرات دکھانے لگ جاتے ہیں۔ تین ماہ میں خون کا ESR نارمل ہو جاتا ہے۔ اور چوتھے مہینے کا ایکس رے چھاتی کے زخموں کو مندمل ہوتا دکھا دیتا ہے۔ اس علاج پر روزانہ پانچ روپے سے بھی کم خرچ آتا ہے۔ چرنک وق میں جسمانی کمزوری ملائت کا اہم حصہ ہے۔ اس لیے ہر مریض کو سنت نبویؐ کے مطابق تہا منہ اور عصر کے وقت دو بڑے چمچے شہد بھی دیا گیا۔ مریض کو کھانسی اگر زیادہ رہی تو یہ شہد لٹنے پانی میں دیا گیا۔

آنٹوں کی تپِ وق میں اس علاج کے فوائد زیادہ جلد ظاہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن خناریر۔ گردوں اور فوطوں کی وق میں بھی زیادہ دیر نہیں ہوتی۔ البتہ جلد اور بڈیوں کی وق میں عرصہ علاج سال کے قریب ہو جاتا ہے۔ مگر اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ قسط اور زیتون کا تیل وق کا مؤثر اور مکمل علاج ہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ حاج مستند طبیب ہوتا کہ وہ مریض کی بیماری کی مناسبت سے تبدیلیاں کرنے کا اہل ہو۔

امراضِ حلق : گلے کی دو بیماریاں اکثر اذیت کا باعث ہوتی ہیں گلے کی

کی خرابی اور لوزین کی سوزش۔ قدرت نے زبان کے آخر میں گلے کے اندر دو سپاہی لوزین کی صورت نصب کیے ہیں۔ جراثیم اگر منہ کے اندر داخل ہو جائیں تو یہ لوزین ان کو روک دیتے ہیں۔ اس کوشش کے دوران وہ خود متورم ہو جاتے ہیں۔ گلے کی یہ سوزش بچوں میں بڑی عام ہے۔ کیونکہ ماں کا دودھ پینے کے دوران ماں کی جلد کے جراثیم ان کے منہ میں داخل ہوتے ہیں۔ پھر بازار کا دودھ پینے تو فیڈر اور نپل کے جراثیم۔ بچے کو چپ کروانے والی چوستی۔ بچوں کا انگوٹھا جو سنا اور آخر میں بڑوں کی محبت کی سزا۔ بچے کو پیار کرنے والے اکثر ان کے منہ میں اپنی گندی انگلیاں ڈالتے ہیں جس سے گلے میں درد۔ بخار اور کھانسی ہوتے ہیں۔ بار بار کی سوزش کے بعد لوزین میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اب بچہ مسلسل بیمار رہنے لگتا ہے۔ پرانی عورتیں ان بچوں کے گلوں کے اندر انگوٹھا ڈال کر لوزین کو زور سے دباتی تھیں۔ جس سے خون اور پیپ نکل کر گلا ٹھیک ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد ان پر توڑے کی سیاہی یا کوئی "گھٹی" لگا دی جاتی تھی۔ طب جدید میں وہ گلا جو سال بھر سے زیادہ عرصہ سے خواب ہو اور بچے کو تین بار سے زیادہ بخار ہو چکا ہو اس کا علاج یہ ہے کہ اپریشن کر کے لوزین نکال دیئے جائیں۔

جب لوزین نکل جاتے ہیں تو گلے میں جراثیم کے خلاف رکاوٹ ختم ہو گئی اس اپریشن کے بعد یہ بچہ آخر عمر تک ہمیشہ گلے کی خرابیوں اور کھانسی کا شکار رہتا ہے۔ کیونکہ اب جراثیم کو براہ راست سانس کی نالیوں تک چلے جانے کی چھٹی مل گئی غالباً یہ وہ صورت حال تھی جب ازیت میں مبتلا بچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس دیکھا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کی کیفیت اور بعد کے مسائل کو توجہ میں لانے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بچوں کے ایسے تکلیف دہ علاج نہ کیے جائیں جبکہ قسط موجود ہے۔

اس بیماری میں مبتلا ہزاروں بچوں کو قسط کا مغز صبح شام کھانے کے بعد دیا گیا۔ عام طور پر یہ بچے پندرہ دن میں بہتر ہونے لگتے ہیں اور چھ ہفتوں میں مکمل شفا یاب ہوجاتے ہیں۔ چند بچوں میں دیکھا گیا کہ بہتری کا سلسلہ ایک جگہ پر آکر رک گیا۔ اس کا حل ایک حدیث سے یوں سمجھ میں آیا کہ ان کو درس اور قسط یاد دہرائی جائے۔ چنانچہ جب قسط کے ساتھ درس کی تھوڑی سی مقدار شامل کی گئی تو بہتر ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر توجہ دی جائے تو اس سے ایک چیز واضح نظر آتی ہے کہ لوزتین کو نہ نکلوا یا جائے۔ انہوں نے اس باب میں جس اعتماد کے ساتھ قسط کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ یہ دوائی بہر حال مفید اور مؤثر ہوگی۔ اور حقیقت میں بھی ایسا ہی ہے۔

کاسنی — ہندباء

CHICORY

CICHORIUM INTYBUS

کاسنی زمانہ قدیم سے غذا اور دوا کے طور پر مقبول چلی آتی ہے۔ یورپ میں زیادہ طور پر خورد رو ہوتی ہے۔ اور وہاں پر جنگلوں میں خود اُگنے والی کاسنی کو امراتس تنفس کے علاج میں بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ وہاں کے دوا فروش اب بھی جنگلی کاسنی کا شربت SYRUP OF WILD CHICOPY کے نام سے فروخت کرتے ہیں جسے بچوں کی کھانسی کے لیے مفید مانا جاتا ہے۔ پاکستان کے شمال مغربی علاقوں۔ بھارت میں بمبئی اور دکن کے علاقوں میں جانوروں کے لیے چارہ کے طور پر کاشت کی جاتی ہے۔ نیوزی لینڈ میں اس کے بیج پونے دوفٹ اور بمبئی میں چھ اپنچ کے فاصلہ پر بوئے جاتے ہیں۔ فصل چھ ماہ میں پک کر تیار ہوتی ہے اس کے تازہ پتے سلاو کے طور پر کھائے جاتے ہیں۔

کاسنی کے پتے بھول۔ بیج اور جڑیں دوا کے طور استعمال ہوتے ہیں۔ ایک خاص قسم کے ہل سے جڑیں کھودنے کے بعد انہیں چودہ دن تک کھیتوں میں رکھا جاتا ہے۔ اگر اس سے زیادہ رکھیں تو وہ سوکھ کر خوشبو چھوڑ جاتی ہیں۔ جڑوں کو دھوپ یا کڑھائیوں میں بھون کر پیس کر کافی میں ان کی ملاوٹ کرتے ہیں۔ ایسی ملاوٹ شدہ کافی کا آسانی سے پینہ چل سکتا ہے وہ لبرل کہ پوڈر کر پانی کے گلاس میں ڈال دیں۔ کافی ہلکی ہونے کی وجہ سے سطح پر تیرتی رہے گی جبکہ کاسنی نیچے بیٹھ جائے گی اور پانی کا رنگ بھی بھورا کر دے گی۔

عربی میں اسے ہند بار کے علاوہ عرف عام میں "بزر اللہ" کہتے ہیں کیونکہ احادیث میں اس کی خاصی تعریف مذکور ہے۔ اطباء نے اس کی بستانی (مزرعہ) قسم کو بہتر قرار دیا ہے۔

احادیث نبوی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عليكم بالهندباء فإنه ما من يوم الا وهو يقطر عليه من
قطر الجنة۔ (ابونعیم)

تمہارے لیے کاسنی موجود ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا دن نہیں گزرتا جب جنت کے پانی کے قطرے اس پر نہ گرتے ہوں۔

اسی بات کو محمد احمد ذبیحی نے ابو نعیم ہی کے حوالے سے یوں بیان کیا ہے۔
كلوا هندباء . ولا تنفضوه فإنه ليس من الايام الا و
قطرات من الجنة تقطر عليه۔

کاسنی کھاؤ مگر اسے مجاڑومت نہ کیونکہ ایسا کوئی دن نہیں گزرتا جب جنت کے پانی کے قطرے اس پر نہ گرتے ہوں۔

محمد بن ابوبکر التمیمی نے ہند بار کی تعریف میں تین احادیث نقل کی ہیں جن کے بارے میں ان کا قیاس مرفوع ہونے کا ہے۔

۱۔ كلوا الهندباء ولا تنفضوه . فإنه ليس يوم من الايام
الا و قطرات من الجنة تقطر عليه۔

کاسنی کھاؤ اور اس کے پھل کو مت مجاڑو۔ کیونکہ ایسا کوئی دن نہیں گزرتا

جب جنت کے پانی کے قطرے اس پر نہ گرتے ہوں۔

۲۔ من اکل الہندباء ثم نام علیہ لم یحل فیہ سم
ولاسحر۔

(جس نے کاسنی کھائی اور سو گیا۔ اس پر جادو اور زہر بھی اثر انداز نہ ہوگا)۔

۳۔ ما من ورقۃ من ورق الہندباء الا وعلیہا قطرۃ
من الجنۃ۔

کاسنی کے پتوں میں سے ایسا کوئی پتہ نہیں جس پر جنت کے پانی کے
قطرے نہ گرسے ہوں)۔

محدثین کرام کا اصول ہے کہ وہ حسن اور صحیح احادیث کے علاوہ دیگر پر تو حیر
نہیں دیتے مگر یہاں کیفیت یہ ہے کہ ایک ہی بات پانچ مختلف ذرائع سے میسر
آ رہی ہے۔ جب ایک بات کو پانچ مختلف راوی اپنے اپنے انداز میں روایت
کر رہے ہیں تو اسے تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے اور اسے حسن کہنا پڑے گا۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کسی خاص بیماری یا حالات میں تجویز نہیں فرمایا
بلکہ اس کی اہمیت کے باب میں اتنی بات بتادی کہ جنت سے پانی کے قطرے
روزانہ اس پر گرتے ہیں۔ اس ارشاد کے جو معنی ایک عام قاری کی سمجھ میں آتے ہیں وہ
یہ کہ اس کے استعمال میں برکت ہے۔ اسے جس کیفیت میں بھی استعمال کریں مفید
ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک اطباء نے اسے سینکڑوں قسم کی بیماریوں میں آزمایا
اور عام طور پر بالیسی نہیں ہوئی۔

محدثین کے مشاہدات

کاسنی کے پتوں کا رسی پھوڑ کر بچھو کے کالٹے پر لگانے سے درد اور

ورم جاتے رہتے ہیں۔

اس کے پتوں کا رس آنکھوں میں ڈالنے سے موتیا کو ناپائیدار بناتا ہے۔

حدیث ابن القیم کہتے ہیں۔

و لبن اصلها یجلبو بیاض العین

آنکھ کی سفیدی سے مراد موتیا بندھی ہو سکتا ہے اور آنکھ کے سامنے والے سیاہ حصے کے اوپر آنے والی سفیدی جسے اردو میں پھولا اور پنجابی میں "چٹا" کہتے ہیں ہو سکتے ہیں۔ امکان موجود ہے کہ یہ دونوں میں مفید ہے۔ اطباء قدیم نے اس کے پتے کوٹ کر آنکھ کے اوپر پلٹس کی صورت باندھے ہیں اور اس کے پتوں کو عرق گلاب میں گھول کر کے سلائی کے ساتھ آنکھوں میں لگایا ہے۔ لیکن محدثین کاسنی کی جڑ کے پانی کو آنکھ میں لگانے کی تجویز کرتے ہیں۔

کاسنی مزاج کو درست کرتی ہے۔ یہ گرمی میں حدت پہنچاتی ہے۔ اور سردی میں ٹھنڈک قابض ہے اور آنکھوں میں جلن کو رفع کر کے ٹھنڈک دیتی ہے۔ معدہ کے لیے بہت مفید ہے۔ اگر اس کے پتوں کو پکا کر سرکہ کے ہمراہ کھایا جائے تو پیٹ کی جلد بیماریوں کے لیے مفید ہے۔ اس کے پتوں کو کاٹ کر ورم والے مقام پر باندھیں تو سوجن اور خالص طور پر نفوس کی دکھن جاتی رہتی ہے۔

جگر اور مرارہ کے سدے کھولتی ہے۔ خون کی نالیوں سے رکاوٹ دور کرتی ہے جگر اور اس کی نالیوں میں رکاوٹ کی وجہ سے اگر یرقان ہو گیا ہو تو اس کے پتوں کا پانی بڑا مفید ہے۔ اس مرض کے لیے اگر اسے رازیانج اور کھجوروں کے ساتھ ملا لیا جائے تو فوائد اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔

اس کے پتوں کو دھو کر استعمال میں لانا جائز نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پتوں پر جنت کے پانی کے گرنے کی اطلاع دی ہے۔ زہروں کے اثرات کو

زائل کرنے میں کاسنی دوسری ادویہ سے زیادہ مؤثر ہے۔ ایک نسخہ کے مطابق اگر اس کے پانی میں زیتون کا تیل ملا لیا جائے تو یہ ہر قسم کی زہروں حتیٰ کہ سانپ کی زہر کا بھی علاج ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات :

کاسنی کے پتے قبض کو رفع کرتے ہیں۔ ان کو چبانے سے منہ سے خون نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ ہاٹھ پتے یا پھول سرد پانی کے ساتھ کھانے سے اندر سے آنے والا خون بھی بند ہو جاتا ہے۔ یہ کھانسی کے لیے مفید نہیں لیکن پیٹ میں نفع یا جگر میں خرابی کے ساتھ اگر کھانسی بھی ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی دوائی نہیں۔ اگر پیٹ میں سوزش ہو تو جو کے ہمراہ زیادہ مفید ہے۔ اسہال، پیمپش اور خون کے دستوں کو روکتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ تھوڑی سی سولف اور تخم کثوث شامل کر لیں تو فائدہ بڑھ جاتا ہے بعض اطباء اس نسخہ میں سرکہ کی سکنجبین یا شربت بزوری میں شامل کرتے ہیں۔

امراض جگر اور مرارہ میں کاسنی کی ہر شکل نہ صرف کہ مفید ہے بلکہ سدے اور رکاوٹیں کھول دیتی ہے۔ استسقاء میں مفید ہے۔ گردوں اور پیشاب کی نالیوں سے رکاوٹوں کو دور کرتی ہے۔ اس لیے مدرالیول ہونے کے علاوہ پتھریوں کو نکالتی ہے۔ کاسنی کے ہرے پتوں کا پانی سرکہ اور صندل ملا کر ماتھے پر لگانے سے گرمی کا سردرد جاتا رہتا ہے۔ یہی مرکب پتی اچھلنے اور گرمی دانوں کے لیے تھوڑا سا پانی ملا کر لگانے سے فوری فائدہ کرتا ہے۔ پتوں کے جو شاندرہ میں سرکہ اور نمک ملا کر غرارے کرنے سے منہ کی سوزش اور گلے کی سوجن جاتی رہتی ہے۔

کاسنی کے بیج پیس کر صندل اور سولف کے ساتھ ابال کر شربت بنفشتہ کے

ساتھ پینے سے رات کو نیند خوب آتی ہے۔ اس نسخہ سے پتہ کا صفر ازائل ہوتا ہے اور مزہ سے خون آنا بند ہو جاتا ہے۔

ابن زہر کتاب سے کہ کاسنی کی جڑ کو بچھو کے کاٹے پر پیس کر لگانے سے جلد آرام آ جاتا ہے۔

کاسنی کا عرق گرووں اور معدہ کی سوزش کے لیے مفید ہے۔ اس کے پینے سے پیشاب کے ساتھ آنے والا خون بند ہو جاتا ہے۔ پرانے ڈاکٹر جنگلی کاسنی کی جڑوں کے جو شاندرہ کو امراضِ معدہ و امعاء میں اکیسر قرار دیتے تھے۔

کیمیاء کی ہیئت

جرمن کیمیادانوں نے ۱۹۲۶ء میں کاسنی کے پھولوں سے ایک جزو عامل CICHORIN دریافت کیا جو کیمیائی طور پر گلو کو سائیڈ ہے۔ پودے کو جلایا جائے تو راکھ سے زیادہ مقدار میں پوٹاشیم - منقوڑا سا سوڈیم کیلسیم - فاسفورس ایلو مینیم کلورائیڈ - کاربونیٹ اور ریت کے مرکبات ملتے ہیں۔ پودے سے ایک تیل بھی حاصل کیا گیا ہے۔ جو صحیح معنوں میں فرازی نہیں۔ کیونکہ یہ پوری طرح اڑ نہیں جاتا۔ اس تیل میں PALMATIC-STEARIC-OLEIC اور LINOLEIC ایسڈ پائے جاتے ہیں۔

پودے کی جڑوں میں TARTARIC ACID-MANNITE-STEARIN کے علاوہ ایمینائی مرکبات میں BETAINE-CHOLIN پائے جاتے ہیں۔ یہ مرکبات جگر کی اصلاح میں مشہور ہیں۔ جڑوں میں پائی جانے والے INULIN کچھ عرصہ کے بعد INULIDE FRUCTOSE ENZYMES میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ کاسنی کے پودے میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ اس میں کڑوے

مادے اور لعاب بھی ملتے ہیں مگر اس کے ساتھ فرکٹوس کی مٹھاس بھی ہے جب اسے بھونا جائے تو بعض جوہر اپنی کمیادی بہت تبدیل کر لیتے ہیں۔ مگر اس میں DEXTRIN اور CAMEL موجود رہتے ہیں۔

اطیاء جدید کے مشاہدات :

بستانی کاسنی پیاس کو بچھاتی ہے اور جسم کو توانائی دیتی ہے بڑھی ہوئی تلی۔ بخاروں اور اسہال میں مفید ہے۔ پودے کا بہترین حصہ اس کی جڑ ہے اس میں خوشبو کے علاوہ اسہال کو روکنے کی صلاحیت کے ساتھ پیشاب آور ہے۔ پرانے ڈاکٹر اس کی جنگلی قسم کو دودھ، کھانسی، سر درد، بھوک کی کمی اور کمزوری میں استعمال کرتے آئے ہیں۔ یہ جھین آور ہے۔ اس غرض کے لیے پودے کے کسی بھی حصہ کا جو شانہ مفید ہے۔

کاسنی کے استعمال سے پتہ سے صفراء کے اخراج میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہاضمہ کی اصلاح کرتی ہے۔ جسم کو تقویت دیتی ہے۔ زیادہ مقدار میں مسہل اور پیشاب آور ہے۔ کافی میں کاسنی ملا کر مسلسل استعمال کرنے سے بنیائی خراب ہوتی ہے۔ ندرکاری کے مشاہدہ کے مطابق کاسنی کاسفوف، مغز تر بوز، یا خربوزہ اور سونف ملا کر اس کے سفوف کا نصف چھوٹا چمچ کچھ عرصہ کھایا جائے تو گردوں سے پتھری نکل جاتی ہے۔

اس کے پتوں کا لیپ جوڑوں کی سوجن کے لیے مفید ہے۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

کاسنی کی جڑوں سے مدرٹنگچر بنتا ہے۔ CICHORIUM INTYBUS

ان تمام کیفیات میں استعمال ہوتی ہے۔ جب جسم پر تھکن کی کیفیت طاری ہو۔ بوجھ محسوس ہوتا ہے اور ایسا لگتا ہو کہ جسم میں نہ تو جان ہے اور نہ طاقت اعضا نشئی۔ مدد پر بوجھ جسم اور دماغ میں تھکن۔ صبح اٹھیں تو آنکھیں بھاری اور تھکی ہوئی ہیں کاسنی کی مدد چکر مفید ہے۔

کلونچی — حبة السوداء

NI GELLA SATIVUM

کلونچی زمانہ قدیم سے اچارڈالنے اور پیٹ کی بیماریوں کے علاج میں استعمال ہوتی آئی ہے۔ آرپوویڈک طب میں "کرتن جیرک" اور کالی جیری کے ناموں سے بیان کی گئی ہے۔ انگریزی نام کے معنی کا لائیرہ ہے۔ حالانکہ زیرہ بالکل مختلف چیز ہے۔ کلونچی کا پورا جھاڑیوں کی مانند تقریباً ادھ میٹر اونچا ہوتا ہے جس کو نیلے رنگ کے پھول لگتے ہیں۔ یہ پورا اصل میں ترکی اور اٹلی میں ہوتا تھا۔ جہاں سے حکماء نے افادیت کی بنا پر حاصل کر کے برصغیر میں کاشت کیا۔ یہ خود رو بھی ہوتا ہے اور اس کی مرزوعہ اقسام بھی ہیں۔ پنجاب میں اسے پیاز کے بیج سمجھا جاتا ہے۔ جو کہ غلط ہے اس کے بیج "تکوڑے خوشبو میں تیز۔ ذائقہ میں تیز اور کاغذ کے لفافہ میں رکھیں تو اس پر تیل کے سے دھسے لگ جاتے ہیں۔

یونانی اور رومی اطباء اس کے طبی فوائد سے آشنا تھے اور جالینوس کے متعدد نسخوں میں کلونچی کو شہد یا سرکہ میں ملا کر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مفروضہ درست نہیں کہ عرب اطباء نے اس کا استعمال یونانیوں سے سیکھا۔ کیونکہ مشرق وسطیٰ کے اطباء نے اسلام کی آمد سے پہلے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اس کا استعمال اسلام کی آمد کے بعد شروع ہوا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شفا کا منظر قرار دیا ہے

احادیث نبویؐ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في الحبة السوداء شفاء من كل داء الا السام والسم الموت و الحبة السوداء الشونيز .

(بخاری مسلم ابن ماجہ - مسند احمد)

امی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ کالے دانے میں ہر بیماری سے موت کے سوا شفا ہے۔ اور کالے دانے شونیز ہے۔
عن سالم بن عبد الله يحدث عن ابيه ان الرسول صلى الله عليه وسلم قال عليكم بهذه الحبة السوداء فان فيه شفاء من كل داء الا السام -

(ابن ماجہ)

امام بن عبد اللہ اپنے والد محترم حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اوپر ان کالے دانوں کو لازم کر لو کہ ان میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے۔
یہی روایت مسند احمد میں حضرت عائشہؓ سے ابن الجوزی اور ترمذی میں ابو ہریرہؓ سے مذکور ہے۔

حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
الشونيز دواء من كل داء الا السام وهو الموت -
(شونیز موت کے سوا ہر بیماری کا سدا ہے؛
اسی قسم کی ایک لمبی روایت عبد اللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے کلونی کی تعریف میں بیان کرتے ہیں۔ جسے مسند احمد نے بیان کیا۔
حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من داء الا وفي الحبة السوداء منه شفاء - الا السام
(مسلم)

(بیماریوں میں موت کے سوا ایسی کوئی بیماری نہیں جس کے لیے کلونجی میں
شفاء ہو)

کتاب سیرت میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی طبی ضروریات کے
لیے کبھی کبھی کلونجی کھایا کرتے تھے مگر وہ اسے شہد کے شربت کے ساتھ نوش
فرماتے ہیں۔

عن خالد بن سعد قال خرجنا مع غالب بن ابي جبر
فمرض في الطريق فقد منا المدينة وهو مريض
فعاده ابن ابي عتيق وقال لنا عليكم بهذه الحبة
السوداء فتخذوا منها خمسا او سبعا فاسحتوها
ثم اقطروها في انفه بقطرات نريت في هذا
الجانب و في هذا الجانب - فان عائشة حدثتهم
انها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
ان هذه الحبة السوداء شفاء من داء الا ان يكون
السام وقلت وما السام قال الموت -

(بخاری - ابن ماجہ)

دخالد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں غالب بن جبر کے ہمراہ سفر میں تھا وہ راستہ
میں بیمار ہو گئے ہماری ملاقات کو ابن ابی عتیق - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے
تشریف لائے مریض کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ کلونجی کے پانچ سات دانے لے
کر ان کو پیس لو۔ پھر انہیں زیتون کے تیل میں ملا کر ناک کے دونوں طرف ڈالو۔

یہی ہے حضرت عائشہ نے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ان کاے دانوں میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ مگر سام سے۔ میں نے پوچھا کہ سام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موت۔

اس علاج سے غالب بن ابجر تندرست ہو گئے۔

محدثین کے مشاہدات

عرب میں جسے جنۃ السوداء کہتے ہیں فارسی میں وہ شونیز ہے۔ محدث عبدالمطین نے زیرہ سیاہ قرار دیا اور اس کو "المونۃ الصدیقہ" کا اصفائی نام دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر بیماری کی دوا قرار دیا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح قرآن مجید میں آیا۔

وادقیت من کل شیء

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر ایسی خوش خبریاں عطا کی ہیں۔ جیسے کہ مسجور کھانے والا زہر سے محفوظ رہتا ہے یا سنار اور مسنوت میں بھی ہر بیماری سے شفا ہے۔ ان کے یہ ارشادات معجزات نبوت میں سے ہیں۔ اسی بنا پر کلونجی اس امر میں یکتا ہے کہ وہ بیماریاں خواہ حدت سے ہوں یا بروقت سے، یکساں مفید ہے۔ ذہبی کتاب ہے کہ کلونجی جسم کے کسی بھی حصہ میں واقع رکاوٹ یعنی سدہ کو دور کرتی ہے۔ بخیری مادہ کو خارج کرتا ہے۔ معدہ کو مضبوط کرتی ہے۔ حیض۔ رودھ اور پیشاب قاب ہے، اگر اسے پیس کر سرکہ میں ملا کر کھایا جائے تو پیٹ کے کيرے مارتی ہے اور پرانے زکام میں مفید ہے۔ اس کو گرم کر کے سونگھنا بھی زکام میں مفید ہے۔

اگر اس کا تیل نکال کر گنچ پر لگایا جائے تو بال اگتے ہیں اور بال جلد سفید نہیں ہوتے۔ اس کا نصف پچھ میں کر پانی کے ساتھ پینے سے دہر میں مفید ہے اور بھیکے

زہر کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔

کلوئی لگاتار کھانے سے باؤل کتے کی زہر کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اس کا دھواں سانس کی تکالیف کو دور کرتا ہے۔ روٹی کے ساتھ کھائی تو پیٹ میں ہوا نہیں بھرتی۔ زکام۔ فالج۔ لقوہ۔ درد شقیقہ۔ نیان۔ چکروں گھبراہٹ میں مفید ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وسیع اور وحی الہی پر مبنی رہا ہے۔ انہوں نے جب اسے شفا کا مظہر قرار دیا ہے تو اس کے فوائد کی فہرست صفحہ قرطاس میں احاطہ کر لیا جانا ممکن نہیں۔

کلوئی کی حیثیت پر ابن القیم کہتے ہیں الحربی نے حضرت امام حسنؑ کی سند سے اسے خردل قرار دیا ہے۔ (خردل کو ہمارے یہاں اسی کہتے ہیں جو کہ بالکل مختلف چیز ہے) الہروی نے اسے الحجۃ المحضرا قرار دیا ہے۔ لیکن یہ شو نیز ہے اور اس میں کوئی مغالطہ نہیں۔ یہ تفسیح کو دور کرتی ہے۔ پیٹ سے چرنے کیڑے نکال دیتی ہے۔ بخارا تارتی ہے۔ بلغم نکالتی ہے۔ رکاوٹیں کھولتی ہے۔ معدہ اور بلبہ کی رطوبتوں کو اعتدال پر لاتی ہے۔ (یہ بات ذیابیطس کے علاج میں بڑی اہمیت رکھتی ہے) اگر اسے پیس کر گرم پانی میں شہد کے شربت کے ساتھ پیا جائے تو گردوں اور شانہ سے پتھری نکال دیتی ہے۔ اس کے اضافی فوائد میں دودھ۔ حیض اور پیشاب کو کھول کر لانا بھی شامل ہے۔ زکام میں اس کا سونگھنا اور پینا مفید ہے۔ اس کے بیج پیس کر دودھ میں ملا کر پینے سے یرقان میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کو مسلسل کھانے سے لقوہ اور فالج دور ہو جاتے ہیں۔ محدثین کہتے ہیں کہ اسے ٹھنڈے پانی کے ساتھ پیس کر پینے سے باؤل پر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی جو شانہ کو پینے سے بوا سیر ختم ہو جاتی ہے اور جانوروں کے کانٹے کا زہر خاص طور پر بھڑکا زائل ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے اسے سانپ کے زہر کے لیے بھی تریاق قرار دیا ہے۔

کلونجی کو سرکہ میں پکا کر اس کی کلیاں کرنے سے مسڑھوں کی سوزش اور دانتوں کا درد جانا رہتا ہے۔ اسے آنکھوں میں پس کر ڈالنے سے موتیا اگر ابتدا میں ہو تو ٹھیک ہو جاتا ہے۔ سرکہ اور کلونجی کا مرکب جلدی امراض۔ ایگزیمیا وغیرہ میں از حد مفید۔ زیتون کے تیل میں کلونجی کو ابال کر پھان کر اس تیل کے چند قطرے کان میں ڈالنے سے اس کی سوزش ٹھیک ہو جاتی ہے۔ یہ مرکب ناک میں ڈالنا پرانے زکام میں مفید ہے۔ زخموں پر پھیلے آتے ہوں تو چند روز کلونجی اور تیل لگا میں پھر کلونجی اور سرکہ لگانے سے جسم کے کسی بھی حصہ کے پھوڑے پھنسیاں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ جلد کے داغ جاتے رہتے ہیں اور برس میں فائدہ ہوتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

مرد کھانسی۔ درد سینہ۔ استسقا اور ریہی تو لہج میں مفید ہے۔ پیٹ کے کیرٹوں کو خارج کرتی ہے۔ اگر تے میں پیپ آتی ہو تسلی کے ساتھ تلی میں گرم ہو۔ اور سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہو تو کلونجی سے جلد فائدہ ہوتا ہے۔ اسے پانی میں پکا کر شہد ملا کر پیسے سے مٹانے کی پتھری کل جاتی ہے۔ اسے نہار منہ روغن زیتون کے ساتھ کھایا جائے زچہرے کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ اسے گرم کر کے سونگھنے سے زکام دور ہو جاتا ہے۔

دیرک طب میں بھی کلونجی مقبول ہے۔ ان کے مشاہدات میں یہ پیٹ اور معدہ کے باوی کے درد دور کرتی ہے۔ بد ہضمی اور ضعفِ معنم کا علاج ہے۔ عورتوں کا درد بڑھاتی ہے۔ پھوڑوں کا علاج ہے۔ چونکہ یہ بچہ نکال دیتی ہے، اسلئے حاملہ عورتوں کو نہ دینی چاہیے۔ اس کا تین ماشہ سفوفِ بلغم میں ملا کر چٹانے سے بجلی بند ہو جاتی ہے۔ پیشاب کی رکاوٹ کو دور کرتی ہے۔

سرکہ اور صنوبر کی لکڑی کے برادہ کے ساتھ کلونجی کو ابال کر دانتوں پر لگانے سے درد جاتا رہتا ہے۔ سرکہ اور کلونجی لگانے سے متے جھڑ جاتے ہیں کلونجی اور حب الرشاد کو ملا کر سرکہ میں ابال کر گنچ پر لگانے سے بال اگ آتے ہیں۔ اس کے دھوئیں سے زہریلے کیڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اسے گرم کپڑوں میں رکھیں تو ان کو کیڑا نہیں لگتا۔

کلونجی۔ باپچی۔ گوگل۔ دارہلد کی جڑ۔ گندھک میں سے ہر ایک پانچ تولہ کوناریل کے دو تولہ تیل میں پیس کر ڈال دیں۔ یہ تولہ سات دن تک دھوپ میں پڑی رہے کبھی کبھی ہلاتے رہیں۔ پھر چھان کر تیل علیحدہ کر لیں۔ اس تیل کو لگانے سے اکثر جلدی بیماریاں اور برص ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ پانی میں کلونجی ملا کر لپیپ کرنے سے چھپ جاتی رہتی ہے۔

کیمیائی ہیئت

کلونجی کے بیجوں میں دو قسم کے تیل ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اڑ جانے والا ہوتا ہے اور دوسرا گاڑھا۔ فرازی تیل ۱۰.۵ فیصدی جبکہ گاڑھا تیل ۲۷.۵ فیصد ہوتا ہے اس کے علاوہ البیومین، مٹھاس، لیسڈار ملورنا، میاتی تیزاب اور گلوکوسائیڈ۔
MELANTHIN METARBIN کے علاوہ کڑواہٹ والے عناصر پائے جاتے ہیں۔ اس میں پایا جانے والا گلوکوسائیڈ سمیائی اثرات رکھتا ہے۔ اس لیے کلونجی کو زیادہ مقدار میں مسلسل کھانا تکلیف کا باعث ہو سکتا ہے۔

جدید مشاہدات

اطباء نے ابتداء ہی سے اسے امراض البطن میں بڑے اہتمام سے

استعمال کیا ہے۔ کیونکہ وہ اسے زیرہ کی قسم سمجھتے رہے ہیں۔ جالیٹوسس کو پیٹلک بیماریوں کے علاج میں بڑا ادوی تھا۔ اس باب میں اس کا مجرب نسخہ کلونجی کو شہد میں ذکر دینا تھا۔ اتفاق سے یہ ایک ایسی ترکیب ہے کہ اسے پیٹلک بیماریوں کے علاوہ سانس کی گھٹن، جگر کی خرابی، پھوڑے پھنسیوں اور اعصابی تکالیف میں بڑے اعتماد کے ساتھ دیا جاسکتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر بیماری میں شفا قرار دیا ہے۔ اس اصول کو سامنے رکھ کر ذیابیطس کے مریضوں کو تین حصہ کلونجی اور ایک حصہ کاسنی کے بیج ملا کر ناشتہ کے بعد ایک چھوٹا پیچ دیا گیا۔ ایک ہفتہ میں خون میں گلوکوسس کی مقدار کم ہونے لگی۔ پیشاب میں شکر ختم ہو گئی۔ اب تک چار ہزار مریضوں پر یہ علاج نہایت اچھے نتائج کے ساتھ استعمال کیا جا چکا ہے لیکن ذیابیطس کے لیے اسے مکمل شفا قرار دینا ابھی قبل از وقت ہے۔ مزید مشاہدہ کی ضرورت موجود ہے۔ اس کے بیجوں کو دودھ اتارنے، حنفی کا خون بڑھانے اور پیشاب لانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یورپ میں درد سے حنفی آنے کے لیے یہ مشہور دوائی ہے۔ زیادہ مقدار میں دینے سے استفادہ کا خطرہ ہو سکتا ہے۔

پیٹل سے ہوانکلانے اور بد ہضمی میں مفید ہے۔ کلونجی کے ساتھ قسط شیریں ہوزن ملا کر ناشتہ اور رات کے کھانے کے بعد دیں تو پرانی پیمپش کے علاوہ دمر میں بھی مفید ہے۔ دمر کے وہ مریض جن پر دیگر ادویہ کا اثر نہیں ہو رہا تھا کلونجی کی آمیزش سے بہتر ہونے لگے۔

قسط شیریں جنسی کمزوری کے لیے اچھی دوائی ہے۔ مگر بسا اوقات اس کا تنہا اثر اٹنا مفید نہیں ہوتا۔ ایسے میں اس کے ساتھ حب الرشاد، اور کلونجی کو جب شامل کیا گیا تو فائدہ جلد ہو گیا۔

کلونجی کو قسط اور حب الرشاد میں ہم وزن ملا کر پیسنے کے بعد سرکہ میں حل کر کے اُبالا گیا۔ پھر چھان کر ادویہ کے پھوک نکال دیتے۔ یہ روشن جلدی امراض کے لیے از حد مفید رہا۔ اگر چہ جلد کے امراض کی ایک لمبی فہرست ہے اور ایسی کوئی دوائی موجود نہیں جو ہر ایک میں مفید ہو۔ لیکن یہ نسخہ اکثر بیماریوں میں فائدہ دیتا ہے۔

کلونجی اور حب الرشاد کو ہم وزن ملا کر توڑے پر جلا کر اسے سرکہ میں حل کر کے مرہم بنائی گئی یہ مرہم برص کے داغوں پر لگانے سے داغ تین سے چار ماہ میں ٹھیک ہو گئے۔ مگر اس کے ساتھ اسی نسخہ کو بھوننے بغیر خالص صورت میں شہد کے شربت کے ساتھ مریض کو ایک چھوڑوڑا نہ کھلایا گیا۔ برص وہ بیماری ہے جس کا عام حالات میں کوئی علاج نہیں۔ مگر اس نسخے ٹھیک ہو گئی۔ گرتے بالوں بلکہ گنج پر بال اگانے کے اور بقب کے علاج میں کلونجی اور مندی کو سرکہ میں حل کر کے اگر سر پر تیسرے دن ایک گھنٹہ کے لیے لگایا جائے تو مفید ہے۔

بھارتی ماہرین نے اسے نفع درد شکم۔ قویج۔ استسقا۔ ضعف اعصاب ضعف دماغ۔ نسیان۔ فالج اور ریشہ میں مفید قرار دیا ہے۔ پرانے حفاظ بچوں کو قرآن حفظ کراتے وقت یادداشت کو بہتر بنانے کے لیے منار منہ کلونجی کے چند دانے کھلاتے تھے۔

آج کل بازار میں کلونجی کا تیل مل رہا ہے۔ لوگ اسے بڑے اعتقاد کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں۔ کلونجی میں دو قسم کے تیل ہوتے ہیں۔ ایک قسم اڑ جاتی ہے۔ بیجوں میں موجود شغالی اثرات کا کچھ حصہ کھلی یا پھوک میں رہ جاتا ہے۔ اس لیے یہ اُمید نہیں کی جاسکتی کہ تیل میں وہ تمام فوائد ہوں گے جو بیجوں میں ہوتے ہیں۔

کھجور۔ تمر۔ بلح۔ رطب

DATES

PHOENIX DACTYLIFERA

کھجور ایک عام درخت ہے جو مشرق وسطیٰ۔ امریکہ اور ایشیائی ممالک میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ شمالی افریقہ میں کھجور کا گھر ہے۔ امریکہ میں کیلی فورنیا کی کھجوریں بڑی لذیذ اور مقبول ہیں۔ ہندوستان میں راجستھان۔ مهاراشٹر میں یہ کثرت سے ہوتی ہیں۔ مالا بارٹراؤنکورا اور میسور کے علاقہ میں کھجور کی ایک قسم۔

PHOENIX FARINIFERA پائی جاتی ہے۔ جسے ہندی میں پلوت کہتے ہیں۔ یہ حجم میں تھوٹی اور مٹھاس میں قدر سے ہلکی ہوتی ہیں۔ ان میں لیسیدار مادہ زیادہ ہوتا ہے۔

اسی طرح مغربی گھاٹ کے علاقہ میں ایک جنگلی قسم PHOENIX SYLVESTRIS۔

جسے ہاشٹرا کے لوگ شنڈی کہتے ہیں۔ انگریزی میں یہ جنگلی کھجور کے نام سے موسوم ہے۔ اسے تنے ٹکٹنے والے لیسیدار پانی کے لیے زیادہ طور کا فست کیا جاتا ہے اور کھا جاتا ہے کہ اس کھجور میں تو انائی دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے۔

پاکستان میں کھجور کے لیے خیر پور۔ ملتان اور ڈیرہ غازی خاں کے علاقے اگرچہ زیادہ مشہور ہیں۔ مگر کھجور چاروں صوبوں میں ملتی ہے۔ بلوچستان میں کھجوریں اُچھ کم ہوتی ہیں مگر ان کا معیار عمدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح لاہور کے آس پاس بھی پائی جاتی ہیں مگر عمدگی نہیں ہوتی۔ کتے ہیں کہ خیر پور اور ڈیرہ غازی خاں کے علاقہ میں کھجور کی ۹۵ اقسام کاشت کی جاتی ہیں اور وہاں اس کا مرہ بھی ڈالا جاتا ہے۔ عربی ایک جامع اور مکمل زبان ہے جس میں تموار کے سونام ہیں۔ ہر نام تموار

کی مختلف حیثیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح کھجور کے جملہ اقسام اور حالتیں علیحدہ نام رکھتی ہیں۔

بلج : یہ کچی کھجور ہے جو خواہ درخت کے ساتھ لگی ہو یا اتار لی گئی ہو۔
لبسره : یہ کچی اور درد کھجور ہے۔

لبسر : کچی کھجوریں جب پکنے کے قریب آجائیں مگر ابھی پکی نہ ہوں۔
طلع : جب کونپوں سے پھل بننے لگے تو یہ پہلا ٹنگوہ ہے جو درخت پر ظاہر ہوتا ہے۔

رطب : وہ کھجور جو درخت پر لگی ہوئی پوری طرح پک جائے۔ اگر اسے اتار نہ جائے تو اپنے آپ بھی گر جاتی ہے۔ قرآن مجید نے حضرت مریم علیہا السلام کو یہی چیز زچگی کی کمزوری کے لیے مرحمت فرمانے کا ذکر کیا ہے۔
تمر : درخت سے پکنے کے بعد خشک کھجوریں جو عام طور پر کھائی جاتی ہیں۔
جمار : کھجور کا گاجا۔
خشک : روی کھجوریں۔

قرآن مجید میں کھجور کا ذکر صرف رطب اور نخل کی صورت میں آیا ہے۔ جبکہ احادیث میں یہ آٹھ ناموں سے موسوم ہونے کے علاوہ گچھوں کے ذکر میں دو ال کے نام سے مذکور ہیں۔ پانی میں بھگو کر اس کا عرق یا شربت فیذ ہے۔
ہندوپاک میں کھجور کی تین قسمیں مشہور ہیں۔ کچی کھجور۔ پکی ہوئی کھجور اور خشک کھجور یعنی چھوہارا۔ سندھ اور راجستھان میں قسمیں تو سی ہی مگر ان کے نام ذرا پیچیدہ ہیں ہاسون۔ لونی کھرکون۔ دینا کیون۔

کھجور کا درخت بنیادی طور پر گرم علاقوں میں ہوتا ہے۔ اور یہ ان علاقوں میں بھی پھل دیتا ہے جہاں پانی کم ہو۔ لمبائی میں تیس میٹر تک چلا جاتا ہے مگر اب

ٹھنکی اقسام بھی کاشت کی جا رہی ہیں۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا سردھوپک وجہ سے آگ میں اور پیر یعنی جڑیں پانی میں ہوتی ہیں۔ گرم علاقوں میں زیر زمین پانی کی سطح نیچی ہوتی ہے اس لیے کھجور کے درخت کی جڑیں بڑی گہری اور لمبی ہوتی ہیں تاکہ یہ دور دور سے اپنے لیے پانی اور ترانائی حاصل کر سکے۔ مگر یہ ایسے علاقوں میں بھی پایا جاتا ہے جہاں پانی چھ فٹ پر موجود ہوتا ہے۔ خلیج عرب کے کنارے کے اکثر ممالک میں۔ خاص طور پر سعودی عرب کے اشرقیہ کے ساحلی علاقوں میں خاص طور پر اقطیہ تاروت۔ الجبیل۔ راس تنورہ میں کھجوروں کے گھنے گھنے جنگل ملتے ہیں۔

کھجور کا درخت جنس کے لحاظ سے مذکر اور مؤنث ہوتا ہے۔ مذکر کو پھل نہیں لگتا جبکہ اس کے دانے مؤنث پودوں کو بارور کرنے کے لیے ہوا یا باغبانوں کی کوشش سے پنپائے جاتے ہیں۔ پھل شدید گرمی میں لگتا ہے جو گھجوں کی شکل میں ہوتا ہے۔ ایسے درخت بھی ہیں جن کے ایک ایک گچھے میں ایک ہزار تک دانے ہوتے ہیں۔ درخت کی اوسط عمر ۱۵ سال ہے۔ اس کا کوئی حصہ بھی بیکار نہیں۔ پتوں سے ٹوکریاں بنتی ہیں۔ ٹاماتی کڑی کے طور کام میں آتا ہے۔ شاخیں کرسیاں بننے اور جلنے کے کام آتی ہیں۔

کھجور کا درخت دنیا کے اکثر مذاہب میں مقدس مانا جاتا ہے۔ ہندو اسے

درگاہ پوجا میں استعمال کرتے ہیں۔ یہودیوں کی FEAST OF TABER NACLES

کھجور پر منی ہے۔ عیسائیوں میں PALM SUNDAY تہوار بھی کھجور پر منایا جاتا ہے۔

مسلمانوں میں اہمیت کی انتہا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں میں سے

اس درخت کو مسلمان کہا۔ کیونکہ یہ صابر۔ سنا کر اور خدا کی طرف سے برکت

والا ہے۔

قرآن مجید کے ارشادات

ایود احد کھان تکون له جنت من النخیل واعناب

(البقرہ ۲۰۵)

دکھا چاہتا ہے تم میں سے کوئی کہ اس کے پاس باغات ہوں کھجوروں کے اور انگوروں کے۔

فانخرجنا منه خضرا نخرج منه حبا متراكبا ومن النخل

من طلوعها قنوان دانیۃ۔ (۹۹۔ الانعام ۶۰)

دبارش کے فوائد کے سلسلہ میں ارشاد ہوا کہ اس کے بعد ہم نباتات میں ایک قسم اگاتے ہیں جس میں ایک دوسرے پر چڑھے تہ درتہ دانے ہوتے ہیں اور اس میں کھجور کے درخت بھی ہیں جس کے گاہے سے پھلوں سے بھلے ہوئے خوشے پھوٹتے ہیں۔

وهوالذی انشا جنت معروشات و غیر معروشات و

النخل والزرع مختلفاً اکلہ۔ (۱۴۱۔ م۔ الانعام ۶۰)

اور وہی ہے جس نے بنائے باغات جو ٹیلے پر چڑھے ہیں یا بن چڑھے ہیں۔ اور کھجوریں اور کھیتیاں جن کے دانے مختلف ہیں۔

ونخیل و صنوان و غیر صنوان یسقی بماء واحد۔

(۱۳۰۔ م۔ الرعد ۱۳)

اور زمین پر ایسے قطعے ہیں جن میں کھجوروں کے ایک تہ میں سوا کی گئی تھوں

میں باغات ہیں۔ جن کو پانی ایک ہی ذریعہ سے پیتا رہتا ہے۔ مراد یہ ہے

کہ ایک ہی ذریعہ کا پانی کسی قسم کی فصلیں اگا دیتا ہے۔

ينبت لکھ بہ الزرع والزيتون والنخيل والاعناب ومن كل
الثمار - (۱۱ - لک، النحل: ۱۶)

وہ زمین سے تمہارے لیے کھیتیاں اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم
کے پھل اگانا ہے۔ اس کا یہ وہ عمل ہے جس پر وہ لوگوں کو غرور و فکر کی دعوت
دیتا ہے۔

ومن الثمرات النخيل والاعناب - (۱۶ - لک، النحل: ۱۶)
اللہ تعالیٰ کی عنایات کے تذکرہ میں کھجوروں اور انگوروں کے درختوں سے
حاصل ہونے والے پھلوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم اگر غلط استعمال
کرو تو ان سے فحشیت حاصل ہوتی ہے ورنہ ان سے عمدہ قسم کی غذا میسر
آتی ہے۔

او تكون لك الجنة من نخيل وعنب - (۱۱ - اسراہیل - ۱۶)
یہ وہ لوگ ہیں جو آزر رکھتے ہیں کہ ان کے لیے کھجوروں اور انگوروں
کے باغ ہوں جن میں سے نہریں نکل کر جاری ہوں۔

واضرب لهم مثلاً رحلين جعلنا لاحدهما جنتين من
اعناب وحففتنهما بنخل وجعلنا بينهما زرعا -
(۳۲ - لک، الکہف: ۱۸)

ان کے لیے دو ایسے آدمیوں کی مثال بیان کرو جن میں سے ایک کے
پاس دو باغ انگوروں کے ہیں جن کے ارد گرد کھجوریں ہیں اور ان کے درمیان
کھیت ہے۔

فاجاءها المغاض الى جنة النخلة - (۲۳ - لک، مویس: ۱۹)
دو چلی کی دروہیں اسے کھجور کے درخت کے تنے کی طرف لے آئیں وہ

ثَدَّتِ الْمَسَاكِينُ مِنْهُ بِمَجْمُورٍ مَجْمُورٍ (

وَهَزَى إِلَيْكَ بِجَذَعِ النَّخْلَةِ تَسْقُطُ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِيًّا۔

(۲۵ ک۔ - مريم: ۱۹)

دکھور کے درخت کے تنے کو توجیب ہلائے گی اس کی شاخوں پر سے تم پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گریں گی۔

وَلَا وَصَلْبِنُكُمُ فِي جَزْوَعِ النَّخْلِ۔ (۱ ک۔ - طه: ۳۰)

افرعون نے جاو و گروں کو دھکی دیتے ہوئے یہ فقرہ کہا تھا۔ میں تمہیں کھجور کے تنوں کے ساتھ لٹکا کر پھانسی دے دوں گا۔

فَانشأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّتَ مِّنْ نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيهَا

فَوَاكِهَ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ۔

ہم نے تمہارے لیے زمین سے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کیے جن کے بہت سے پھلوں کو تم کھاتے ہو۔

وَنَزَّلْنَا مِنْ سَمَاءٍ مَّيْمَنًا مَّتِّينًا۔ (۱۲۸۔ الشعراء: ۲۶)

اور وہاں پر ایسے کھیت اور کھجور کے درخت ہیں۔ کہ جن کی شاخیں ان کے پھلوں کے بوجھ سے ٹوٹی جا رہی ہیں۔

وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّتَ مِّنْ نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ (۲۳۔ ل۔ - يسين: ۳۶)

اور ہم نے وہاں تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کے باغ اگائے۔

وَالنَّخْلُ بُسُقٌ لَهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ۔ (۱۰۔ ل۔ ق: ۵۰)

اور کھجوروں کے بندوبال اور درخت ہیں جن میں تہ ورتہ پھلوں کے خوشے لگے ہیں۔

تَنْزِعِ النَّاسَ كَأَنَّهُمَا عَجَازٌ نَّخْلٍ مَّنْقَعٍ۔ (۲۰۔ القمر: ۵۲)

اس دن نے لوگوں کو یوں اکھاڑ کر پھینک دیا جیسے کہ جڑ سے اکھاڑی ہوئی کھجور کے تنے ہوں۔

فیما فاکھتہ والنخل ذات الاکمام (۱۱-م-الرحمن ۵۵)

وہاں پر پھل ہیں اور کھجوریں ایسی کہ خوشیوں والی،

فیما فاکھتہ ونخل ورممان (۶۸-م-الرحمن ۵۵)

وہاں پر کئی قسموں کے پھل اور کھجوریں اور انار موجود ہیں،

فتی القوم فیما صرعی کانہما اعجاز نخل خاویۃ۔

(۷۹-ک-الحاقتہ ۶۹)

اور دیکھا اس قوم کو کہ وہ اس طرح مری ہوئی تھی جیسے کہ کھجور کے تنے کی ایک کھوکھلی کڑی ہوتی ہے۔

فابتنافیہا حبا و عنباً وقضبا و زیتون و نخل۔

(۲۶-۲۹-ک-عبس ۸۰)

اور ہم نے اگائے تمہارے اجناس۔ انگور۔ ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں

کیونکہ باغات گھنے ہوں گے۔

کتاب مقدمہ

توریت اور انجیل میں کھجور کا ذکر ۴۸ مقامات پر آیا ہے۔ جن میں اہم یہ ہیں۔
 ۱۔ سوّم پہلے دن خوشنما درختوں کے پھل اور کھجور کی ڈالیاں اور گھنے درختوں
 کی شاخیں اور زندیوں کی بید مینوں لینا اور تم خداوند اپنے خدا کے آگے سات
 دن تک خوشی منانا۔

(احبار ۳۰ : ۲۳)

مسترت اور شادمانی کے اظہار کے ساتھ خدا کی تحکیم کے لیے کھجور کا یہ استعمال
مذہبی تیوہار کو اہمیت دینے کے لیے تجویز کیا گیا۔

..... تو کیسی جمیلہ اور جانفزا ہے! یہ تیری قامت کھجور کی مانند ہے۔

(غزل الغزلات (۷-۶: ۷)

جب لوگوں کی تکلیف اور اذیت کا ذکر کیا گیا تو ارشاد ہوا۔
”تاںک ختک ہو گئی۔ انجیر کا درخت مرجھا گیا۔ انار اور کھجور اور سب کے
درخت ہاں میدان کے تمام درخت مرجھا گئے۔“

(یرايل — ۱۲: ۱)

ارشادات نبویؐ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور بہت پسند تھی۔ حضرت سہل بن سعد
السادی روایت فرماتے ہیں کہ،

ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يأكل الرطب بالبطين
زاد ابو داؤد و يقول يكسر حر هذا ابود هذا و بود هذا
بهر هذا۔ (ابن ماجه۔ ترمذی، مسلم)

(میں نے انہیں دیکھا کہ وہ کھجوروں کے ساتھ تربوز کھا رہے تھے)
ابوداؤد نے اضافہ کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں کھجور کی گرمی کو تربوز کی
ٹھنڈک سے برابر کرتا ہوں یا تربوز کی ٹھنڈک کھجور کی گرمی سے زائل
ہو جاتی ہیں۔

بِسْرَةِ كَيْ بِيْطِي رَوَايَت كَرْتِي هِي۔

دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد منا زبدا
وترا وكان يحب الزبد والتمر (ابوداؤد، ابن ماجه)

ابا سے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ہم نے ان کی خدمت
کھن اور کھجوریں پیش کیں۔ کیونکہ ان کو کھن کے ساتھ کھجور پسند تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
كلوا البلح بالتمر فان الشيطان اذا نظر ابن ادم يا كل البلح
بالتمر يقول. بقى ابن ادم حتى اكل الحديث بالعتيق.

(ابن ماجہ، نسائی)

اپنی کھجور کے ساتھ تازہ کھجور ملا کر کھاؤ۔ کیونکہ شیطان جب کسی کو ایسا
کرتے دیکھتا ہے تو افسوس کرتا ہے کہ پرانی کے ساتھ نئی کھجور کھا کر آدمی
تو مند ہو گیا۔

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں۔

مرآیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ كسرة من خبز
الشعير فوضع عليها تمرة فقال هذه ادم هذه
اكل.

(ابوداؤد)

امی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ جوڑی روٹی کے ایک ٹکڑے پر
کھجوریں رکھے ہوئے تھے۔ پھر فرمایا کہ یہ اس روٹی کے ساتھ سالن ہے،
حضرت انس بن مالک ام المؤمنین حضرت صفیہ کی شادی اور ولیمہ حال میں بیان
کرتے ہیں۔

فدعوت المسلمين الى وليمة امر بالانطاء فبسطة فالتن
عليها التمر والاقط والسمن. (بخاری)

امی لوگوں کو ولیمہ کی دعوت پر بلا لایا۔ پیڑے کا دسترخوان بچھایا گیا اور اس
پر کھجور، نمیر اور مکھی رکھا گیا۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تمیروں

چیزیں علیحدہ نہ تھیں۔ بلکہ ان کا علوہ بنا کر پیش کیا گیا تھا جسے حلوہ عیسٰی کہتے ہیں،
حضرت سہل بن سعد الساعدی روایت فرماتے ہیں۔

اتی ابواسید الساعدی فدعا رسول الله صلى الله عليه
وسلم في عرسه فكانت امراته خادما مهم وهي العروس
قال اقدرون ما سقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
انقعت له تمرات من الليل في تورس۔ (بخاری)

ابواسید الساعدی نے اپنی شادی کے ولیمہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو مدعو کیا۔ اس کی ولہن ان کی خدمت کرتی رہی اور آپ جانتے ہیں کہ انہوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا۔ انہوں نے رات کو مٹی کے ایک
کوڑے میں کھجوریں بھگو کر رکھیں۔ صبح ان کو یہ پانی پلایا گیا۔
حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں۔

رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقعیا یا کل تمرا۔

ایک دوسری روایت میں اضافہ ہے کہ

یا کل منه اکلا ذمیرعا۔ (مسلم)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اکڑوں بیٹھے ہوئے کھجوریں کھا
رہے تھے۔ دوسری روایت کا اضافہ ہے کہ وہ اس طرح بیٹھے ہوئے
جلد جلد کھجوریں کھا رہے تھے۔

سفیان جبلہ بن سحیم روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو فرماتے

ہوئے سنا۔

ذہی رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقرن الرجل بين

التمرتين حتى يستاذن اصحابه۔

(بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر سے منع کیا کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو
مجلس کی اجازت کے بغیر ایک وقت دو یا ان سے زائد کھجوریں اکٹھی کھائے

کھجور کی اہمیت

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں -

ان النبوی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یجوع اهل بیت عندہم
التمر۔ (مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں کھجور ہو۔ اس گھر والے کبھی بھوکے
نہریں گئے

اسی روایت کو بعض محدثین نے ایک دوسری صورت میں یوں بیان کیا ہے -

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشہ! بیت
لا تمر فیہ جیاء اہلہ او جاء اہلہ قالہا مرتین او
ثلثہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! جس گھر میں کھجور نہ ہو
اس گھر والے بھوکے ہیں۔ انہوں نے یہ بات دو یا تین مرتبہ فرمائی کہ اس
گھر والے بھوکے ہیں۔

حضرت سلمیٰؓ روایت فرماتی ہیں -

ان النبوی صلی اللہ علیہ وسلم قال بیت لا تمر فیہ کالبیت
لا طعام فیہ۔

ابو سلمیٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں۔ وہ گھر ایسا ہے

کہ جیسے اس میں کھانا نہ ہو۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
تعشوا ولو كفت من حشف فان ترك العشاء مہرمتہ۔

(تومذی)

رات کا کھانا ضرور کھاؤ۔ خواہ تمہیں رومی کھجور کی ایک مٹھی میسر ہو۔ کیونکہ رات
کا کھانا ترک کرنے سے بڑھا پا (کمزوری) طاری ہو جاتی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لا تدعوا العشاء ولو كفت۔ فان تركہا یہرم۔

(ابن ماجتہ)

رات کا کھانا ہرگز نہ چھوڑو۔ خواہ ایک مٹھی کھجور ہی کھاؤ۔ کیونکہ رات کا کھانا۔
چھوڑنے سے بڑھا پا طاری ہو جاتا ہے۔
حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں۔

اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتمر عتیق فجعل تفتشہ
وینخوج السوس منہ۔ (ابن ماجتہ، ابوداؤد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پرانی کھجوریں آئیں۔ انہوں نے ان کو کھول کر دیکھا
اور ان میں سے کسریاں نکالتے رہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں کسری
نکالنے والی بات نہیں۔ صرف اتنا مذکور ہے کہ وہ انہیں کھول کر دیکھتے تھے۔

حضرت ابو عیوبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے ساتھ لیا پھر راستہ میں حضرت ابو بکرؓ کو لیا اور پھر حضرت عمرؓ کو شامل کیا
اور ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔

فقال لصاحب الحائط اطعمنا بسرا فجاہ بعداق فوضعه

فأكل رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه (مسند احمد، بيهقي)
 انہوں نے باغ کے مانسے کھا کر ہمیں نیم پٹی ہوئی کھجوریں کھلائے۔ وہ گیا اور
 وہ کھجوروں کے کچھے لے کر آیا۔ اس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان
 کے گرامی اصحاب نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر نے روایت فرماتے ہیں۔

روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يا كل القثاء بالرطب۔

(بخاری مسلم ابن ماجہ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ کھجوروں کے ساتھ کھیر لکڑی
 کھا رہے تھے۔

حضرت رافع بن عمر المزنی نے بیان کرتے ہیں۔

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول العجوة و

الصخره من الجنة۔ (ابن ماجہ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عجوہ کھجور

اور بیت المقدس کی مسجد کا گنبد (صخرہ) دونوں جنت سے آئے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر نے روایت فرماتے ہیں۔

بيننا نحن عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ اتى

بجمار نخلة فقال النبي صلى الله عليه وسلم

ان من الشجر لما بركة كبركة المسلم فظننت انه يعنى

النخله ، فأردت ان اقول هي النخلة يا رسول الله صلى

الله عليه وسلم ثم التفت فاذا عاشر عشرة انا

احد ثم فسكت فقال النبي صلى الله عليه و

سلمہ النخلة - (بخاری)

ہم کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ کھجور کا گاجہ آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے مخاطب کر کے فرمایا کہ درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ایسے برکت دی ہے جیسے کہ وہ مسلمان ہو۔ میں نے گمان کیا کہ ان کی مراد کھجور کے درخت سے ہے۔ اور میرا ارادہ ہوا کہ میں جراب میں عرض کروں کہ یا رسول اللہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ مگر مجبوراً اس سے چپ ہوا کہ اتنے لوگوں میں سے سب سے چھوٹا تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔

کھجور کے بارے میں احتیاط

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انہ نہی ان ینتبد الذیبب والتمر جمیعاً (بخاری)

(منقہ اور کھجور کو بیک وقت کھانے سے منع کیا، اسی ارشاد گرامی کو ترمذی اور

النسائی نے عبد اللہ بن ابی قتادہ سے مروی کیا ہے۔ جنہوں نے اپنے والد

گرامی سے سماعت کیا۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما روایت فرماتی ہیں کہ

انہ نہی ان ینتبد البسر والرطب۔

نیم پختہ کھجور کو پرانی کھجور کے ساتھ ملا کر کھانے سے منع فرمایا۔

ابن القیم نے سند کے بغیر ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور

اور انجیر کو بیک وقت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ام المنذر روایت فرماتی ہیں۔

دخَلَ عَلِيٌّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ
وَلِنَادٍ وَالْمَعْلَقَةُ فَجَعَلَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا كُلُّ وَعَلِيٌّ مَعَهُ يَا كُلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَعَلِّي يَا عَلِيٌّ فَاَنْتَ نَاقَةٌ . (ابن ماجه، ترمذی، مسند احمد)
ہمارے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ان کے ہمراہ علیؑ تھے
اس وقت ہمارے یہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے۔ یہ ان کی
خدمت میں پیش کئے گئے۔ دونوں کھاتے رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک جگہ علیؑ سے کہا کہ تم اب اور مت کھاؤ کہ تم ابھی بیماری سے
ٹھٹھے اور کمزور ہو۔

اسی روایت میں مزید آیا ہے کہ حضرت علیؑ نے سات کھجوریں کھائی تھیں کہ ان
کو روک دیا گیا۔ ام المیزان نے اس پر ان کے لیے چھندر گوشت اور جو کی روٹی
پکانی۔ انہوں نے اس کھانے کو حضرت علیؑ کے لیے پسند فرمایا۔
حضرت صہیبؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں مجلس رسالت میں کھجوریں کھا رہا تھا۔
ان دنوں میری آنکھ دکھ رہی تھی کہ حضور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اتاكل التمر وبلک مرمد . (طبری)

(تم کھجوریں کھا رہے ہو جبکہ تمہاری آنکھیں دکھ رہی ہیں)
صہیبؓ نے اس ارشادِ گرامی کو مزاجیر رنگ دیتے ہوئے کہا کہ میری دائیں
آنکھ دکھتی ہے جبکہ میں کھجوریں بائیں طرف سے کھا رہا ہوں۔
یہ ارشادِ گرامی اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ جب آنکھیں دکھتی ہوں تو اس
وقت کھجوریں کھانا مناسب نہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خیراتکما البرفی یذهب الداء ولاداء فیہ .

(عقیلی، مسند طیالسی، ابن السنی، ابو نعیم، مستدرک الحاکم)۔

تمہاری کھجوروں میں سے سب سے اچھی کھجور برنی ہے۔ یہ بیماری کو دور کرتی

ہے اور اس میں خود کوئی مضر چیز نہیں ہے۔

یہ روایت الرویانی اور ابن حبان نے بریرۃؓ، طیالسی، مستدرک الحاکم اور ابو نعیم

نے اپنی سعید الخدریؓ سے بھی بیان کیا ہے۔ جبکہ یہی مضمون محمد احمد ذہبی نے حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بغیر سند کے بیان کیا ہے۔

البرفی دواء لیس فیہ داء .

(عقیلی، مسند طیالسی، ابن السنی، ابو نعیم، مستدرک الحاکم)

ربرنی کھجور ایک عمدہ دوا ہے۔ جبکہ اس میں بذات خود کوئی بیماری نہیں یعنی

اس کے کھانے سے کوئی ضرر نہ ہوگا)

محمد احمد ذہبیؓ حوالہ کے بغیر یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

خیراتکما البرفی . یذهب الداء .

(تمہاری کھجوروں میں اچھی برنی ہے جو بیماری کو دور کرتی ہے)

راوی کا ذکر کیسے بغیر محمد احمد ذہبی بتانے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من وجد تمرًا فلیفطر علیہ ومن لا فلیفطر علی السماء

فانہ طہوس۔ (النسائی)

(جسے کھجور میسر ہو۔ وہ اس سے روزہ افطار کرے۔ جسے نہ ملے وہ پانی

سے کھول لے۔ کیونکہ وہ بھی پاک ہے)

کیونکہ دن بھر کے فاقہ کے بعد تو اناملی کم ہو جاتی ہے۔ اس لیے افطاری ایسی

چیز سے ہو جو جلد مضم ہو اور طاقت دے۔

ومن السنة للصائم الفطر على العجوة أو التمر .
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ روزہ دار عجورہ کھجور یا کسی اور کھجور سے روزہ
 کھلے

یہ حدیث بھی اسناد کے بغیر ذمہ ہی نے بیان کی ہے ۔
 حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں ۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفطر على رطبات
 قبل ان يصلي فان لم تكن رطبات فتمرات . فان
 لم تكن تمرات احسا حسوات من ماء .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی کھجور سے روزہ انظار کرتے تھے اگر وہ
 نہ ہوتو پرانی کھجور سے اور اگر وہ بھی میسر نہ ہوتو پانی اور ستود وغیرہ سے

نوزائیدہ بچوں کے لیے بہترین گھٹی

حضرت اسماء بنت البرکیرہ روایت فرماتی ہیں ۔

انما حملت بعبد الله بن زبير بمكة قالت توالدت
 بقاء ثم اتيت به رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فوضعت في حجرة دبا بتمرة فمضغها ثم نقل في فيه
 ثم حنكه ثم دعاه وبرك عليه فكان اول مولود ولد
 في الاسلام (بخاری، مسلم)

مجھے مکہ معظمہ میں عبد اللہ بن زبیر پیدا ہونے والا ہو گیا تھا۔ یہ بچہ مجھے نبا
 میں آکر پیدا ہوا۔ میں بچے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور
 ان کی گرو میں ڈال دیا۔ انہوں نے کھجور منڈوائی۔ اسے اپنے منہ میں چبا یا بچہ

اپنا لعاب اور کھجور بچے کے منہ میں ڈال کر اس کے تالو سے لگا دیا۔ پھر بچے کے لیے برکت کی دعا کی۔ یہ وہ پہلا بچہ تھا جو مسلمانوں میں پیدا ہوا۔

عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت سے پہلے مدینہ کے یہودیوں نے مشہور کر دیا تھا کہ ان کے جادو کے زور سے اب کوئی مسلمان عورت بچہ نہ جن سکے گی۔ ہم نے ان کو بانجھ کر دیا ہے۔ عبداللہؓ کی پیدائش ان کے اس دعویٰ کی تکذیب اور تردید تھی۔ یہ مہاجرین کا پہلا بچہ تھا۔ ان کی پیدائش پر تمام مسلمانوں نے بلند آواز میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔

قال ولد لی غلام فاقیت بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمیٰ ابراہیم فحکنتہ بتمرۃ ودعالہ بالبرکتہ ودفعہ الی (بخاری)

(حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ میں اسے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے چاکر اس کے منہ میں کھجور ڈالی۔)

کھجوروں کی طبی حیثیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

ان الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی عجوۃ العالیۃ شفاء وانہ تریاق اول البکرۃ (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عظیم کھجور عجوہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ اور اگر اسے نہار منہ کھایا جائے تو یہ زہروں سے تریاق ہے،

ایسی روایت مسند احمد میں اصناف کے ساتھ بھی ہے،

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد گرامی سے روایت کرتے تھے۔

سمعت سعدا یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يقول من تصبى بسبب تمرات عجوة. لم يضره ذلك
 ليوم من ولا حدر. (بخاری، مسلم، ابوداؤد)
 میں نے سہڑے سے یہ کتے سنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے
 کہ جس نے صبح اُٹھے ہی عبورہ کھجور کے سات دانے کھالیے۔ اس دن اسے
 جاوداوز بہر بھی نقصان نہ دے عیس گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنا ذاتی تجربہ بیان فرماتی ہیں۔

كنت ابي تعالجني للسمنة تريد ان تدخلني على رسول
 الله صلى الله عليه وسلم فما استنقاهما ذلك اكلت
 انقشاً بالربط فسمنت كاحسن سمنة .

(بخاری، مسلم، النسائی، ابن ماجہ)

امیری والدہ مجھے مٹا کرنے کے لیے بہت علاج کرواتی رہیں۔ وہ چاہتی تھیں
 کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں تو موٹی ہوں۔ لیکن
 ان تمام دواؤں سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ میں نے تازہ چکی ہوئی کھجوریں اور
 کھیرے کھائے۔ ان سے میں نہایت خوبصورت جسم والی موٹی ہو گئی۔

جب حضرت عائشہؓ کا نکاح ہوا تو وہ دہلی چلی گئیں۔ چیز حکم اس زلمے میں
 عرب دہلی عورتوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لیے ان کی والدہ محترمہ حضرت ام رمان
 بجاہتی تھیں کہ رخصتی تک یہ موٹی ہو جائیں۔ ان کو قنار سے فائدہ ہوا۔ عربی میں اس
 سے مراد کھیرا بھی ہو سکتا ہے اور کلڑی بھی۔ عام لوگ کھیرا ہی قرار دیتے ہیں۔ یہ علاج
 اس حدیث سے سند ہے جو بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے بیان کی کہ حضورؐ کھجور اور کھیرا
 کھایا کرتے تھے۔

عمر بن سعید اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

من اكل سبع تمرات ما بين لابتي المدينة على الريق لعريضة
يومه ذلك سم ولا سحر وان اكلها حين يمسي لعريضة حتى
يصبح . (مسند احمد)

جس کسی نے مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان کی وادی میں پیدا ہونے والی
کھجوروں میں سے روزانہ سات کھجوریں ہمار منہ کھائیں۔ اسے روز شام ہونے
تک کوئی زہر اثر نہ کرے گا اور جس نے شام کو کھائیں وہ صبح تک مامون رہے گا۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
العجوة من الجنة وفيها شفاء من السم والكفاة من المن
وماؤها شفاء للعين والكبش العربي الاسود شفاء من
عرق النساء يوكل من لحمه ويحسى من مرقه .

(ابن النجار)

(عجوة کھجور جنت سے ہے۔ اس میں زہروں سے شفا ہے۔ کنبی من کا حصہ تھی اور
اس کے پانی میں آنکھوں کی بیماریوں سے شفا ہے۔ عربی ذبیہ جو کہ سیاہ رنگ کا
ہو، اس میں عرق النساء سے شفا ہے۔ اس کا گوشت کھایا جائے اور بخینی پی جائے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

اكل التمر امان من القولنج . (ابونعیم)
(کھجور کھانے سے قولنج نہیں ہوتا)۔

جسم کے وہ آلات جن کی ساخت ایسے عضلات سے ہے جو قوت ارادی
کے ماتحت نہیں (جیسے کہ گردوں کی نالیاں، آنتیں، بچے دانی کی نالیاں) اگر ان میں
سکڑن کے ساتھ درد ہو تو اسے قولنج کہتے ہیں۔ قولنج کسی ایک حصہ جسم تک محدود نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كلوا التمر على التريق فإنه يقتل الدود .

(مسند فہودوس، ابوبکر، فی الغلانیات)

صبح نماز کے پھر رکوع کھایا کرو کہ ایسا کرنے سے پیٹ کے کیڑے مہلتے ہیں۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ينفع من الجذام ان تأخذ سبع تمرات من عجوة المدينة
كل يوم يفعل ذلك سبعة ايام۔

(ابونعیم، ابن العدی، فی الکامل)

اگر سات دن تک عجرہ کھرنے کے سات دانے روزانہ کھائے جائیں تو اس سے کڑھ میں فائدہ ہوتا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں۔

مرضت مرضاً. اتانى رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع
يداً بين شدي، حتى وجدت بردها على فؤادى .
فقال : انك رجل مفسود ائت الحارث بن كلدة ،
اخاً ثقيف ، فإنه رجل يطيّب فليأخذ سبع تمرات
من عجوة المدينة فليجأهن بنواهن ثم ليلد
لكن بهن . (ابوداؤد، مسند احمد، بونعيم، الحسن بن ميان)
میں بیمار ہوا۔ میری عیادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔
انہوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو اس کی ہاتھ کے
ٹھنڈک میری ساری چھاتی میں پھیل گئی۔ پھر فرمایا کہ اسے دل کا دورہ پڑا ہے

اسے عمارت بن کلدہ کے پاس لے جاؤ جو ثقیف میں مطب کرتا ہے۔ حکیم کو چاہیے کہ وہ مدینہ کی سات عجمہ کھجوریں گٹھلیوں سمیت کوٹ کر اسے کھلائے۔ کھجور کے فوائد کے بارے میں یہ حدیث بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ طب کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی مریض کے دل کے دورہ کی تشخیص کی گئی۔ اس کی روایت عام طور پر مجاہد کے ذریعہ ہے۔ علاؤ الدین الہندی نے کنز العمال میں اسے مسند علیؓ و خیرہ الحسن بن سفیان اور ابو نعیم سے بھی ماخذ کرنا بیان کیا ہے۔ جبکہ دوسرے محدثین اسے صرف ابو داؤد ہی سے اخذ کرتے ہیں۔

سعد بن ابی وقاصؓ کو دل کے دورہ کی وجہ سے چھاتی میں جو شدید درد تھا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے لمس سے جاننا رہا اور انہوں نے اس کے ساتھ ایک خصوصی دعا بھی فرمائی جسے احادیث میں "اللهم اشف سعدا کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما للنساء عندی شفاء مثل الرطب وللمریض مثل

العسل۔ (ابو نعیم، ابوالشیخ)

امیرے نزدیک عورتوں کے حیض کی کثرت کے لیے کھجور سے بہتر اور

مریض کے لیے شہد سے بہتر کوئی دوائی نہیں ہے۔

کھجور سے معالجہ کی قرآنی تزکیب

کھجور کی افادیت کا اہم ترین پہلو قرآن مجید نے حضرت مریم علیہ السلام کے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔ جب ان پر زچگی کا وقت قریب آیا تو وہ دردوں کی شدت اپنی تنہائی اور بعد کی کمزوری سے دہشت میں تھیں۔ انہوں نے خدا سے چاہا کہ وہ اس

اذیت سے تڑپنے کی بجائے مر جائیں تو اچھا ہو۔ خدا تعالیٰ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ کھجور کے درخت کے سایہ میں لیٹ جائیں۔ ان پر پکی ہوئی کھجوریں گریں گی۔ جن کو کھانے سے ان کی کمزوری جاتی رہے گی۔ دروہیں کم ہوں گی۔ زچھی کا مرحلہ کسی پھیدگی کے بغیر فوراً گزر جائے گا۔ کھجوریں کھانے سے ان کی زچھی جلد مکمل ہوئی۔ نفاس سے کوئی خاص اذیت نہ ہوئی اور وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو گود میں لے کر اطمینان کے ساتھ بستی کی سمت پیدل چل پڑیں۔ عام حالات میں کسی عورت کے ایسے زچھی کے بعد اپنے پیروں سے چل کر جانا ممکن نہیں ہوتا۔ اور یہ خاتون تو نہ صرف کہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں۔ بلکہ بچے کا وزن اٹھا کر انہوں نے بستی تک کا فاصلہ بھی خوش اسلوبی سے طے کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور کھانے سے اُن کو INSTANT ENERGY (فوری توانائی) حاصل ہوئی کیونکہ کھجور دافع قرینج بھی ہے اس لیے ان کو دروہی کم ہوئی۔ قرآن مجید نے تاریخ طب میں پہلی مرتبہ INVALID FOOD کا تصور کھجور کی صورت میں پیش کیا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کمزوری کے لیے خصوصی غذا جو کا دلیا (تلبینہ) کی صورت میں عطا فرمائی۔

محدثین کے مشاہدات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کو رات بھگو کر اس کا پانی استعمال کرتے تھے۔ ابو اسیدؓ کی دعوت ولیمہ میں یہی پانی بڑے شوق سے پیا۔ جبکہ ابوالہیم بن الییمانؓ نے جب ان کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کی اپنے باغ میں دعوت کی تو ان سے کہا کہ تم نے تو پکی ہوئی کھجوروں کو بھگوا ہے۔ ہمیں زیادہ پسند ہوگا اگر پکی ہوئی کھجوروں کو بھگوا ہے۔ ہمیں زیادہ پسند ہوگا اگر پکی ہوئی کھجور کے ساتھ نیم پختہ اسیر۔ رطب کھجوریں بھی ملا کر ان کا پانی ہمیں پلایا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور کی نمینہ میں بھی توانائی کے ساتھ ساتھ فرحت پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

یہ پانی جسم کی غلیظ رطوبتوں کو خشک کرتا ہے۔ معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ منہ کے زخموں کو مندمل کرتا ہے۔ خاص طور پر سوزھوں کی سوزش میں مفید ہے۔

پھلوں میں کھجور ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ جسم کے ہر حصے کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔ اس کی اصلاح کے لیے سکنبین زیادہ مؤثر ہے۔ جبکہ دوسرے ذرائع بتاتے ہیں کہ کھجور کے ذیلی اثرات کو دور کرنے کے لیے اس کے ساتھ بادام اور خشک مینڈی کا استعمال زیادہ مفید رہتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولنے کے لیے ہمیشہ کھجور استعمال فرمائی۔ یہ اس کی افادیت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ کیونکہ روزے کے دوران مسلسل فاقہ کی وجہ سے جسم میں نقاہت ہوتی ہے۔ اس وقت ایک ایسی غذا کی ضرورت ہوتی ہے جو جامع اور سہل الہضم ہو۔ اس کا اثر فوری طور پر شروع ہو جائے اور کمزوری جاتی رہے۔ معدہ دن بھر خالی رہنے کی وجہ سے کسی بھاری چیز کو آسانی سے قبول نہیں کرتا۔ کھجور فوری طور پر ہضم ہو کر جگر کے لیے تقویت کا باعث بن جاتی ہے۔

یہ زخموں کو مندمل کرتی ہے۔ نفث الدم میں مفید ہے۔ اسہال کو دور کرتی ہے۔ برزقان کے لیے بہترین ہے۔ کیونکہ پتہ اور جگر کے فعل کو درست کرتی ہے۔ اپنے بیش بہا فوائد کی وجہ سے اسے مسلمانوں سے تشبیہ دی گئی۔ کیونکہ یہ فوائد کے ساتھ ساتھ بھلائی کا ذریعہ ہے۔

محمد احمد ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ حاملہ عورتوں کو کھجور کھلانے سے لڑکا پیدا ہوگا۔ جو کہ حلیم خوبصورت اور بردبار ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں میں عجوہ زیادہ پسند تھی۔ انہوں نے اسے جنت کا میوہ قرار دیا۔ انہوں نے بعض لوگوں کو عذاب قبر سے نجات دلوانے کے لیے کھجور کی ڈالی ان کی قبروں پر اپنے ہاتھ سے گاڑی۔ انہوں نے اس سے روزہ افطار کیا۔ اسے نہار منہ کھانے کے تلقین کی اور اس سے پیٹ

کے کیڑوں کا علاج بھی بتایا۔

طب کی صورت میں یہ حضرت مریم علیہا السلام کی خوراک تھی۔ اسے روزہ دار کی کمزوری کے لیے بیان فرمایا۔ صنوبر کے بیجوں کے ساتھ کھجور جگر کے لیے مزید مقوی ہو جاتی ہے۔ یہ جسمانی اور ذہنی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ لیکن جس کی آنکھیں دکھتی ہوں اسے نہ کھانا چاہیے۔ نہ ہی اسے انگور اور کشمش یا منقہ کے ساتھ کھایا جائے۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں میں سب سے زیادہ پسند محبوبہ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں غذائی عناصر دوسری کھجوروں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ مدینہ کی کھجوروں میں سے بہترین قسم ہے۔ اس کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے اور یہ فوائد کے لحاظ سے دیگر اقسام سے بہتر اور لذیذ ہوتی ہے۔

تازہ پکی ہوئی کھجور کا پانی پیتے سے اسہال رک جاتے ہیں۔ اسے کھانے کے بعد کھایا جانے تو معدہ میں بوجھ کی کیفیت نہیں ہوتی۔ صفا اور تیزابیت کو ختم کرتی ہے قرآن مجید نے جنت کے پھلوں کی تعریف میں کھجور کے ساتھ انار کا ذکر کیا ہے۔

فیہا فاکھة و نخل و رمان

کھجور کے ساتھ انار کا پانی معدہ کی سوزش اور اسہال مزمن میں مفید ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات

کھجور کے ذہنت کو رحیت بیا کھ (مارچ اپریل) میں پھول گھٹتے ہیں۔ جادوں اور اسوج راکت ستمبر میں پھل پک کر تیار ہوتا ہے۔ اس کے پھل سے ایک قسم کا گوند نکلتا ہے جو بیرونی جھڑوں کے لیے مفید ہوتا ہے۔ اس کے ذہنت کے تنے میں کھاؤ گٹائی تو ایک مٹھا اور خوشبودار رس نکلتا ہے۔ تازہ نہیں تو بڑا لذیذ اور روح افزا ہوتا ہے۔ مگر ایک دن گزرنے کے بعد اس میں خمیر اٹھ جاتا ہے اور

نشہ آور بن جاتا ہے۔ بنگال، بہار اور ساحل مالا بار کے لوگ اس رس کو گھڑوں میں بھر کر اوپر پتلا کپڑا باندھ دیتے ہیں۔ دو ایک دن میں اس میں خمیر اٹھ کر یہ نشہ آور ذائقہ میں تیز ہو جاتی ہے۔ ویدک طب کی مشہور کتاب "بھوت چکنتسا گر" میں اسے تاڑی کا نام دیا گیا ہے۔ جہاں تک اس کے نشہ آور ہونے کا تعلق ہے یہ تاڑی کی مانند ہے۔ لیکن بھارت کے مغربی گھاٹ کے علاقہ میں تاڑی ناریل کے اس پانی کو کہتے ہیں جس میں خمیر اٹھا یا گیا ہو۔ ناریل کا تازہ پانی لذیذ اور خوشبودار ہوتا ہے۔ مگر خمیر اٹھنے کے بعد اکھل کی موجودگی کی وجہ سے یہ نشہ آور۔ بد ذائقہ اور بدبودار ہو جاتا ہے۔ فحلاً کھجور کے تنے کے رس اور تاڑی میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ ان کے ماخذ جدا جدا ہیں۔

چیت کے مہینہ میں کھجور کے درخت کو لگنے والے پھول اگر پانی میں گھوٹ کر پیتے جائیں تو اس سے معدے کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔ اسہال کو بند کرتا ہے۔ حرارت کو تسکین دیتا مطلق اور منہ سے نکلنے والے خون کو بند کرتا ہے۔ کھجور کی گٹھلی جلا کر دانتوں پر ملی جائے تو منہ کے تعفن کو دور کرتی ہے۔ دانتوں سے میل اتارتی ہے۔ جہاں سے بھی خون بہتا ہو اس کی راکھ لگانے سے بند ہو جاتا ہے زخموں کو صاف کر دیتی ہے۔

کھجور کھانا قوت کا باعث ہے۔ جگر کو طاقت دیتی ہے۔ ویدک طب میں یہ منہ کی خشکی دور کرنے میں اکیر ہے۔ کمزوری سے پیدا ہونے والے صفرا کے لیے مفید ہے۔ کھجور کا گودا۔ اور چڑھنے کی جڑ پیس کر پانی میں رکھ کر کھانے سے سردی لگ کر آنے والا بخار ٹوٹ جاتا ہے۔

کھجور کی جڑ یا پتوں کی راکھ سے منجن کرنا دانتوں کے درد کے لیے مفید ہے۔ راکھ کی بجائے اگر ان کو پانی میں پکا کر اس پانی سے کلیوں کی جائیں تو بھی مفید ہیں۔

کھجور کے مضر اثرات: انار کارس یا کلنجبین۔ روغن بادام۔ خشک خاص یا سیاہ مزج

کے شامل کرنے سے ختم ہو جاتے ہیں۔

بھارتی ادارہ صب نے کھجور کو اعصاب باہ اور جسم کو تقویت دینے والا قرار دیا ہے۔ اس کو دودھ میں پکا کر استعمال کرنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ ایک وقت میں دتولہ سے زیادہ استعمال نہ کی جائیں۔ طب یونانی کی مشہور دوائی مہجون آرد خرما۔ گھٹیلوں سے بنتی ہے جبکہ ہمدرد کی خرابیوں میں کمزوری کے بے کھجور اور خربانی شامل ہیں۔

کھجور کا گاجھا

عربی میں اسے "جماد" قلب النخل یا "شحم النخل" کہتے ہیں۔ فارسی میں اسے دل خرما، مغز خرما اور پنیر خرما کہتے ہیں کھجور کے دخت کی شاخوں میں جس جگہ پھول لگتے ہیں وہاں پر کونپلوں سے پیلے یہ گاڑھا۔ لیسدار شیریں اور خوشبودار میوہ ہوتا ہے۔ ذائقہ دودھ اور بارام جیسا ہوتا ہے۔ جس دخت کی شاخوں سے جمار نکال لیں اس کو پھر پھول نہیں لگتے۔ اس کے کھانے سے قہقہہ پیدا ہوتی ہے۔ آنتیں مضبوط ہوتی ہیں۔ اور دست رک جاتے ہیں سینہ کے درد کو دور کرتا ہے۔ اگر خشک میں خون آتا ہو تو وہ بند ہو جاتا ہے۔ اس کو کھانے سے صحت اور سینے کی صحت اور سوزش ختم ہونے میں۔ آواز میں کھار آتا ہے۔ کھانسی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اس کے کھانے سے جسم میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ صفرا کے غلبہ اور خون کے جوش میں مفید ہے۔ گردوں کی سوزش رفع ہوتی ہے۔ مثیبات سے پیدا ہونے والا کھار جاتا رہتا ہے۔ نفع روکتا ہے۔ چکروں میں مفید ہے۔

کھجور کا گاجھا لگانے سے بھڑکانے کے بعد دم نہیں ہوتا ہے۔ حسابیت

کو دور کرتا ہے۔ اطباء نے اسے پیچیدوں اور مددہ کے لیے مفید قرار دے کر اصلاح کے لیے چھ بارے اور ک کامربہ یا عنجبین یا شہد تجریز کیا ہے۔

کیمیائی ماہدیت

درخت پر پکنے کے دوران کھجور کے پھل میں کیمیائی تبدیلیاں ظاہر ہوتی ہیں جیسے کہ جب یہ زردی سے پکنے پر آتی ہے تو اس میں خشک مادہ کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ پانی کم ہونے لگتا ہے اور مٹھاس کی مقدار بڑھتی ہے۔ مٹھاس از قسم INVERT SUGAR کی مقدار ۲۲ فیصدی سے ۴۴ فیصدی تک ہو جاتی ہے۔ پانی کم ہونے اور مٹھاس کی زیادتی کے باوجود یہ چکدار نہیں ہوتی۔ قدرت کی عجیب ضامی ہے کہ پورے پھل میں مٹھاس یکساں نہیں ہوتی۔ چرچ کی طرف مٹھاس پینے کی نسبت کم ہوتی ہے۔

درخت سے اتارنے کے بعد کھجوروں کو پکانے کے عمل میں درجہ حرارت کا بڑا دخل ہے جو پھل گرم جگہوں پر یا ایسے مقامات پر رکھے گئے جہاں ان پر دھوپ پڑتی تھی وہ گھٹیا رہے اور ان میں لذت نہ تھی۔ جبکہ ٹھنڈی جگہوں پر جہاں نمی کم تھی وہاں پر پکائی گئی کھجوریں خوشبودار ہوئیں اور ان کے پھلکوں کا رنگ زیادہ گہرا پایا گیا۔

امریکی ریاست کیلی فورنیا میں کھجوروں کی ایک قسم "دجلہ النور" بڑی مقبول ہے۔ ماہرین نے اسی کھجور پر تجربات کے دوران پھل کے پکنے کے عمل کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ جب وزن اور حجم میں اضافہ ہوتا ہے REDUCING SUGARS کی مقدار بڑھتی ہے اور پھل کی نمی میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ وزن میں اضافہ معمولی ہوتا ہے۔ مگر نمی بڑھتی اور مٹھاس میں اضافہ بہت تھوڑا۔

۳۔ رنگ ہلکا بھورا یا گہرا بھورا ہو جاتا ہے۔ نمی میں اضافہ کی رفتار کم ہوتی ہے

سکر کی قسم SUCROSE بڑھ جاتی ہے۔

تیسرے مرحلہ کا عمل چل کے پکنے کے آخری درجہ تک جاری رہتا ہے۔

اسی دوران اس میں PECTIN کی مختلف اقسام بڑھنے لگتی ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جو آنتوں کی غیر معمولی حرکات کو کم کر کے اسہال میں مفید ہے۔

کھجور میں سکر کی دو واضح اقسام پائی جاتی ہیں۔ ایک وہ قسم ہے جس میں نٹاس

سکر پائی جاتی ہے۔ دوسری قسم میں اس کے ساتھ ایک کیمیائی جوہر INVERTASE

پایا جاتا ہے۔ یہ وہ جوہر ہے جو کھانڈ والی سکر کو ایک ایسی مٹھاس میں تبدیل کر

دینے کی اہلیت رکھتا ہے جسے جسم آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور وہ ذیابیطس

کے مریضوں کے لیے نقصان دہ نہیں ہوتی۔ اسے FRUCTOSE کہتے ہیں۔ کھانڈ

کو اس مٹھاس میں تبدیل کرنے والا یہ جوہر شہد میں بھی پایا جاتا ہے۔

مریضہ منورہ کی مجروحہ اور برٹی کھجوریں ان اقسام میں سے ہیں جن میں یہ جوہر

پایا جاتا ہے اس لیے پوری پک جانے کے بعد ان میں مضر مٹھاس باقی نہیں

رہتی۔ امریکہ میں VINCON نے ایریزونا یونیورسٹی کے لیے تحقیقات کرتے

ہوئے جو مشاہدات کیے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ کھجور میں صحیح مٹھاس صرف

اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب اس پر پکنے کا مرحلہ درخت کے اوپر گزرے۔

کچی کھجور کو اتار کر مصنوعی طریقہ سے پکانے سے کھجور کی مٹھاس نامکمل رہے گی۔ یہ

کام کم از کم ۳۴ دن میں تکمیل پاتا ہے۔ اس طرح پکی ہوئی کھجوروں میں مٹھاس کی مقدار

۴۸ فیصدی پانی گنی جس میں سے ۲۴ فیصدی فرکٹوس اور اس قدر گلوکوز تھا جبکہ عام

چینی کی مقدار ایک فیصدی سے کم تھی۔ حالانکہ انہی کھجوروں میں ۱۴ دن پہلے چینی ۱۵

فیصدی اور گلوکوز اور فرکٹوس ۰ فیصدی کے ٹک بھٹ تھے۔ اس دوران اگر

بارش بھی ہوئی تو پانی پڑنے سے اچھی کھجوروں کی کیمیائی حیثیت متاثر نہ ہوئی۔

اس کے علاوہ کھجوروں میں ایک اور جوہر PEROXIDES بھی پایا جاتا ہے۔
 یہ تمام جوہر صرف انہی کھجوروں میں ملتے ہیں جن کا رنگ گہرا ہوتا ہے۔ بلکہ رنگ
 والی کھجوریں معیار میں ہلکی اور چینی والی کھجوریں سمجھی جاتی ہیں۔
 کھجور میں تمام وٹامین معقول مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ۱۰۰ گرام کھجور کا تجزیہ یہ ہے:-

PROTEINS	۲۶۰
FATS	-
CARBOHYDRATES	۲۴
CALORIES	۲۶۰۰
SODIUM	۴۶۶
	۶۵۴
CALCIUM	۶۶۶۹
MAGNESIUM	۵۸۶۹
COPER	۶۲۱
IRON	۱۶۴۱
PHOSPHORUS	۶۳۸
SULPHUR	۵۱۶۶
CHLORINE	۲۹۰

اس تجزیہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس میں انسان کو تندرست رکھنے
 کے لیے مطلوب تمام عناصر خاطر خواہ مقدار میں موجود ہیں۔ عہد رسالت میں فوجی
 کارروائیوں کے دوران مجاہدین کا راشن زیادہ تر کھجور اور ستم پزیر مشتمل رہا ہے۔ کھجور
 اور جو کی کیمیاوی حیثیت کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ تندرستی کے بقا کے
 لیے اور کھانے والے کو توانا رکھنے کے لیے اس سے بہتر خوراک تجویز نہیں کی
 جا سکتی تھی۔

کھجوروں میں پوٹاسیم کی مقدار علاقہ پر بھی منحصر ہے۔ مثلاً امریکہ کی چنچلیا وادی
 اور مریضہ منورہ کی کھجوروں میں یہ دوسری جگہوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ جبکہ —
 INVERTASE ابتدا میں حل پذیر نہیں ہوتا۔ مگر جب کھجور پک جاتی ہے تو حل پذیر
 ہو جاتا ہے۔ ماہرین نے گٹھلی میں STEROLS کا بھی سراغ لگایا ہے۔ مگر یہ
 کھجور میں نہیں ہوتے۔

جدید مشاہدات

جوزہستان اور ڈوبرہ غازی خاں کے علاقہ میں کھجور کی درجنوں اقسام کاشت ہوتی ہیں۔ جن کو مختلف ناموں سے ان کی اقسام اور حالتوں کے مطابق پکارا جاتا ہے۔ جن میں کھجور۔ چھوٹی کھجور یا پلاوت۔ ہتالا۔ جنگل کھجور۔ ناری۔ لاوانی۔ کنوچہ۔ نروری۔ کوئی۔ زیادہ مشہور ہیں۔ حکومت بمبئی کے محکمہ زراعت کی سرکاری تخصیص کے مطابق بازار میں فروخت ہونے والی کھجور پھل کے پکنے کی تین مختلف حالتیں ہیں۔ ہاکسون۔ ٹوٹی کھڑکون۔ دنیا کیون۔ حکومت بمبئی کے زرعی گزٹ کے مطابق سندھی کھجور اسوبی۔ ٹھوٹیار۔ جیدل شاہی اور بوبہ قسموں پر مشتمل ہے۔ اگرچہ ڈوکا اور یہ تمام اقسام ہند اور پاکستان کی اپنی کاشت ہیں۔ مگر ان میں سے اکثر کاجیج عراق سے درآمدہ ہے اور یہ عربی اقسام ہیں جو یہاں کی کوشش اور زمینی اثرات سے خصوصی رنگت اور شکل اختیار کر چکی ہیں۔ پاکستان میں سپٹن چانے کھیتی نے بھی کھجوریں بازار میں پیش کی ہیں۔ یہ حجم میں چھوٹی اور رنگت میں بھوری ہیں۔ شکل و صورت میں یہ یہ مدینہ منورہ کی عمروہ سے ملتی جلتی ہیں۔ البتہ رنگت ہلکی ہے۔

کھجور کی تیاری

دعوت سے اترنے والی رطب کا جھلکا موٹا اور ذائقہ کسبلا ہوتا ہے۔ سعودی عرب میں کھجوروں کی کاشت کے سب سے بڑے مرکز القلیف میں دیکھا گیا کہ دعوت سے اتارنے کے بعد ان کو تار یک کمروں میں کچھ دنوں کے لیے رکھ دیتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ان میں خمیر اٹھتا ہے۔ اور اس خمیر میں اگرچہ مکمل بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر کاسخت جھلکا گل کر گودے کے ساتھ یک جان ہو جاتا

ہے۔ اس کے بعد کھجوروں کو لوسہ سے کڑا ہے میں ڈال کر ہلکی آہنی پر پانی میں پکایا جاتا ہے۔ آگ کھجور کے تپوں اور شاخوں سے بنتی ہے اس حرارت سے تخمیر کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ کھجوروں کو کڑا ہوں سے نکال کر دھویا جاتا ہے۔ سکھانے کے بعد ان کا رنگ براؤن ہو جاتا ہے۔ اس طرح ان کی وہ شکل بن جاتی ہے جسے بازار میں کھجور کی صورت فروخت کرتے ہیں۔

طبی فوائد

کھجور کے ذرحت سے نکلنے والی گوند آنتوں، گردوں اور پیشاب کی نالیوں کی سوزش کے لیے مشہور ہے۔ اسے کھانے سے منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔
 بنیادی طور پر کھجور غذائیت سے بھرپور ہے۔ مخرج بلغم ہے۔ مقوی ہے۔
 حلین کو رفع کرتی ہے۔ طبعین ہے۔ قوت باہ کو بڑھاتی ہے اور پیشاب آور ہے۔
 کھجور کو پانی میں بھگو کر اس کا یہ پانی اگر پیاجائے تو جگر کی اصلاح کرتا ہے اور طبیعت سے نشہ آور ادویہ کی گرانی کو دور کرتا ہے۔ کھجور کو دھو کر دودھ میں ابال کر دینے سے ایک مقوی اور فوری طور پر توانائی متیا کرنے والی غذا تیار ہو جاتی ہے۔ یہ غذا بیماریوں کے بعد کی کمزوری کے لیے حد درجہ مفید ہے۔ کھجور میں توانائی متیا کرنے والے عناصر فوری اثر کرتے ہیں۔ یہی وہ وجہ تھی جس کی بنا پر زچگی کی افیت اور بعد کی کمزوری کے لیے حضرت مریم علیہا السلام کو کھجور متیا کی گئی، اس لیے بخار اور چیپک کے بعد کی کمزوری جلد رفع ہو جاتی ہے۔ اطباء میں تپا دق کے دوران کھجوریں تجویز کرنے کا رجحان اس لیے بڑھ رہا ہے۔ کہ کھجور مخرج بلغم ہے اور قبض کو دور کرتی ہے۔ چونکہ یہ کمزوری میں بھی مفید ہے۔ اس لیے دق کے مریضوں کو کھجور سے فائدہ ہوتا ہے۔

خشک کھجور کو پیش کر اس میں بادام۔ بھی دانہ۔ پستہ۔ قرنفل اور سونٹھ ملا کر جسمانی کمزوری کے لیے ویدک طب کی مشہور دوائی ہے۔ بھارت میں کھجور کی گٹھلی کو پیس کر اس میں چرچہ ملا کر پانی میں گھول کر اسے پان کے پتے پر کتھا اور چوناک ماتند لگا دیتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ کتھ۔ الچی سبز۔ لونگ اور مچھالیہ ملا کر بیڑا بنا کر سردی سے آنے والے یا زرتی بخار کے حملہ سے پہلے گھنٹے گھنٹے کے بعد دیا جاتا ہے۔ عام طور پر ایسے تین بیڑے کھانے کے بعد بخار نہیں آتا۔ کھجور کا عرق اور جو شانہ اپنے غذائی فوائد کے علاوہ مسکن ہیں۔ اس لیے گردوں کی سوزش پتھری اور پرانے سوزاک میں انہیں بار بار پلایا جاتا ہے۔ مہاراشٹر کے مہیٹے کھجور کے عرق سے ایک مفرح مشروب "شندھی" تیار کرتے ہیں جسے گرمی کے دنوں میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ پیاس بجھانے میں دوسرے تمام مشروبات سے زیادہ مفید ہے۔

کھجور کے درخت کی جڑوں کو جلا کر زخموں پر مرہم کی صورت لگاتے ہیں اس عرق کا منجن کرنے سے دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔

کھجور کی گٹھلیوں کو آگ میں ڈال کر ان کی دھوئی دینے سے بوائیر کے متے خشک ہو جاتے ہیں۔ گٹھلیوں کو بھرن کر ان کو کافی کی شکل میں پیا جاتا ہے۔ جسے DATE COFFEE کہتے ہیں۔

کرنل جو بیڑا نے کھجور کے اثرات کا خلاصہ کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ یہ مفرح بلغم۔ مقامی طور پر مسکن۔ گردوں اور آنتوں کی بیماریوں میں مفید۔ کمزوری کو دور کرتی اور بہترین غذا ہے۔ اس کی جڑ کو جلا کر دانتوں پر لگانے سے درد جاتا رہتا ہے۔

کھجور کی عملی افادیت

تعلیمات نبوی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کھجور کی صرف دو قسموں کو پسند فرمایا۔ وزحمت پر پکی ہوئی کھجور ”رطب“ پائل ڈال کر پکائی ”نسر“ قرآن مجید اور احادیث سے ان کی افادیت کے یہ سلسلے آتے ہیں۔

۱۔ شدید کمزوری کے لیے رطب۔ جیسے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق نصیحت کی گئی۔

۲۔ جسمانی کمزوری کے لیے۔ خاص طور پر جب کسی کو کچھ عرصہ کھانے کو نہ ملے تو وہ اپنی توانائی کی جلد بحالی کے لیے کھجور پر بھروسہ کر سکتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق روزہ افطار کرنے کے لیے کھجور کھانے کی ہدایت کی گئی۔

۳۔ جنسی اور جسمانی کمزوری کے لیے اور جب اعتدالی سے زیادہ دُہلا ہو تو کھجور کے ہمراہ کھیرا، گلڑی۔ بھارتی ماہرین اس غرض کے لیے تریوز کو بھی تجویز کرتے ہیں۔

۴۔ پیٹ کے کیڑے مارنے کے لیے نمارمتر۔

۵۔ گردوں۔ مٹاتہ۔ پتہ۔ آنتوں میں قرینچی دروں کو روکنے کے لیے۔

۶۔ تازہ پکی ہوئی کھجور کا مسلسل استعمال MENORRHAGIA

یعنی عورتوں میں حیض کے خون کا کثرت سے آنا میں مفید ہے یہ کیفیت

غدودوں کی خرابی جھلیوں کی سوزش۔ غذائی کمی اور خون میں فولاد کی کمی وغیرہ

سے پیدا ہو سکتی ہے۔ کھجوران میں سے ہر ایک کا مکمل علاج ہے۔

۷۔ آنکھوں کی سوزش میں کھجور کھاتا درست نہیں اور بیماری سے اٹھنے

کے فوراً بعد زیادہ مقدار میں کھجوریں درست نہیں۔

۸۔ دل کے دورہ MYOCARDIAL INFARCTION میں کھجور کو گٹھلی سمیت

کوٹ کر دینا جان بچانے کا باعث ہوتا ہے۔ اعادیت میں اس غرض کے

یہے عموماً کھجور تجویز کی گئی ہے۔ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ اس غرض

کے لیے دوسری کھجوریں بھی استعمال کی جاسکتی ہیں۔ مگر ان کا عرصہ استعمال

طویل ہونا چاہیے۔ چونکہ دل کا دورہ شریانوں میں رکاوٹ سے پیدا ہوتا

ہے۔ اس لیے شریانوں میں رکاوٹ کے باعث پیدا ہونے والی

تمام بیماریوں ناسطو پر۔ BUE-RGER'S DISEASE میں کھجور کی گٹھلی

ترباق کا اثر رکھتی ہے۔

۹۔ چونکہ کھجور دافع ترلیج اور مصلیوں سے نیشیش کو دور کر کے مسکن اثرات

رکھتی ہے اس لیے دم خواہ وہ امراض تنفس سے ہو یا دل کی وجہ

سے اسے دور کرتی ہے۔

۱۰۔ کھجور کا مسلسل استعمال اور اس کی پس بونی گٹھلیاں دل کی توسیع

دظیم اتقب CARDIAC ENLARGEMENT میں مفید ہیں۔ یہی نسخہ

کالا موتیا کے مریضوں کو بھی مفید رہا۔

۱۱۔ مغزغ غنم ہونے کی وجہ سے بھارتی ماہرین نے اسے تپ وق میں

مفید پایا۔

۱۲۔ پرانی قبض کی بہترین دوائی اور بہترین ناشتہ ہے۔

مُخْنَبِي — من

MUSHROOM

AGARICUS CAMPESTRIS

یہ خورد و نباتات ہے جو FUNGUS کے خاندان سے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ برسات کے موسم میں باغوں اور سرور کے کناروں پر بطور خورد و نباتات ہے اگرچہ ان کی پچاسوں اقسام معلوم ہو چکی ہیں۔ مگر عام استعمال کے لیے اس کا خاندان AGARICUS CAMPESTRIS ہے۔ جبکہ دوسرے خاندان — ازقم PSALLIOTA CAMPESTRIS کے تمام اراکین قابل خوراک نہیں۔ اس کی اکثر قسمیں زہریلی ہیں۔ پنجاب کے باغات میں اس کی دو قسمیں ملتی ہیں۔ چھتری کی شکل میں ملنے والی AGARICUS ALBUS ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ زہریلی قسم ہے۔ لیکن ہومیوپیتھک اور ویدک طب میں اس سے AGARACIN بنتی ہے۔ دوسری گول سروالی ہے جسے لوگ عام طور پر سالن میں پکا کر کھاتے ہیں۔

احادیث نبویؐ

حضرت سعید بن زیدؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الكمأة من المن وماؤها شفاء للعین
(بخاری، النسائی، مسند احمد)
مُخْنَبِي من میں سے ہے۔ اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے۔

یہی روایت ان مؤلفوں نے جابرؓ سے بھی روایت کی ہے۔ جبکہ ابو نعیم نے
یہی بشارت حضرت عائشہ صدیقہؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ سے بیان کی ہے۔
حضرت ابی سعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
الکمأة والمن من الجنة وماؤها شفاء للعین (ابو نعیم)
بطنی من کا حق ہے۔ من درختت جنت سے ہے۔ اس کا پانی
آنکھوں کے لیے شفا ہے۔

حضرت سعید بن زبیرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
الکمأة من المن الذي انزل الله تعالى على بنی اسرائیل وماؤها
شفاء للعین۔ (مسلم۔ ابن ماجہ)

بطنی اس من میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے
نازل فرمایا تھا۔ اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے،

حضرت صہیبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
عليكم بالكمأة الرطبة فانها من المن وماؤها شفاء
للعین۔ (ابو نعیم، ابن السنی)

وتمارے فائے کے لیے بطنی موجود ہے۔ یہ من میں سے ہے۔ اور
اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے،

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں۔

ان ناساً من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا
لرسول الله صلى الله عليه وسلم الكمأة جدري الارض
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الكمأة من المن
وماؤها شفاء للعین والعجوة من الجنة وهي شفاء

من السحر۔

قال ابو هريرة فاخذت ثلاثة اكموء او خمسا او سبعا
فحصرتهن وجعلت ماءهن في قارورة وكحلت به جارية
لي عمشا فبرأت۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ایک روز ان کو مخاطب کر کے
کہا کہ کھنٹی زمین کی چیمپک ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ کھنٹی من میں سے ہے۔ اور اس کا پانی آنکھوں کی بیماریوں کے لیے شفا
ہے۔ جبکہ عجبہ کھجور جنت سے ہے۔ اور وہ زہروں کی تزیاق ہے۔ ابو ہریرہ
کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے تین یا پانچ یا سات کھنٹیاں ہیں اور ان کا
پانی نچوڑ کر ایک شیشی میں ڈال لیا۔ پھر میں نے یہ پانی اپنی ایک ایسی لڑکی
کی آنکھوں میں ڈالا جس کی آنکھیں چندھی تھیں۔ اس پانی سے وہ شفا یاب
ہو گئی۔

اس حدیث مبارکہ کو امام ترمذی نے حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ اس روایت
نے عربی دانوں کی ایک بحث کو حل کر دیا۔ کیونکہ بزرگان کرام ایک عرصہ سے اس
بحث میں مشغول تھے کہ اکہمات، واحد میں جمع ہے یا واحد۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب کھنٹی
کی مقدار ایک سے زیادہ بیان کی تو اس کے لیے انہوں نے اکموء کا لفظ جمع کے
طور استعمال کیا۔

یہ حدیث کھنٹی کے پانی سے آنکھوں کی بیماریوں سے شفا کی بہترین مثال
ہے۔ محمد امجد ذہبی نے کھنٹی کے بارے میں حوالہ کے بغیر ایک روایت مزید نقل
کی ہے۔

حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں۔

خروج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ضعكت
الجنة فاخرجت الكفاة وضعكت الارض فاخرجت
الكبر. (الطب النبوي)

ہمارے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ جب
جنت مسکرائی تو کھنسی زمین پر آگئی۔ اور جب زمین مسکرائی تو کبر نکلی،
کہ ایک خورد رو کا ٹوں والی بھاڑی ہے جس کے ساتھ پیر کی مانند چھکے چل
لگتے ہیں۔ صحراؤں میں یہ بھاڑی خورد رو سے جسے بکریاں اور اونٹ شوق سے کھاتے
ہیں صحرائین اسے مقوی قرار دیتے ہیں اور تلی بڑھی میں استعمال کرتے ہیں۔

محدثین کے مشاہدات

کھنسی ایک خورد رو پودا ہے جس میں نہ تو شاخیں ہیں اور نہ پتے۔ اس کی
ماہیت پر کچھ محدثین کا خیال ہے کہ خورد رو ہونے کے باعث کاشت کی تکلیف
کے بغیر بنی اسرائیل کی سکونت کے علاقہ میں پیدا کر دی گئی اور اس طرح ان کے
یہ یہ تحفہ خداوندی بن گئی۔ جبکہ دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
بنی اسرائیل کی مشکلات کے زمانہ میں ان پر آسمان سے پکے ہوئے کھانے نازل
فرمائے جن کے دو حصے تھے۔ سلوی سے مراد پرندوں کا گوشت ہے۔ اور من
سے مراد کئی قسم کی سبزیاں جن میں سے ایک من بھی تھی۔ من و سلوی کے یہ اجزاء
خدائی نقطہ نظر سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جب خورد کسی کے لیے
کوئی غذا تجویز یا عیا کرے تو وہ خدائی نقطہ نظر سے جسمانی ضروریات کے لیے صحیح قسم
کی متوازن غذا ہوگی۔ اسے ہر حال میں خدائی سمجھنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ
بہترین غذا یا متوازن غذا یہ ہے کہ اس میں سبزیاں ہوں اور پرندوں کا گوشت

ذہبی کہتے ہیں کہ اس کا زراعت کے بغیر پیدا ہونا اس کی افادیت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ کیونکہ ایسا کر کے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی طرف سے ایک بیش بہا تحفہ دیا ہے اس لحاظ سے کھنبی کا مفید ہونا ایک لازمی امر ہے۔

کھنبی نہ تو سردی کی شدت میں پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی گرمی کا پورا ہے۔ بلکہ یہ اس وقت ظہور میں آتی ہے جب موسم معتدل اور خوشگوار ہو خاص طور پر ربیع کی بارشوں کے دوران۔ عرب قدیم میں لوگ اسے زمین کی چھپک کہتے تھے۔ کیونکہ اس کی شکل چھپک کی پھسیوں سے ملتی ہے۔ اسی طرح وہ انگور کو کھنڈا کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں ناموں کو ناپسند فرما کر آئندہ استعمال سے منع فرمایا۔ عرب اسے آسمانی بجلی کی بھری "نبات سے الرعد" کا نام بھی دیتے آئے ہیں کیونکہ یہ بجلی چمکنے اور مینہ برسنے کے بعد پیدا ہوتی ہے۔

کھنبی کو کچا بھی کھایا جا سکتا ہے اور پکا کر بھی۔ اس کی سفید شکل کھانے میں بہتر ہے جبکہ سرخ قسم زہریلی ہے مددہ کو خراب کرتی ہے۔ پیتاب میں رکاوٹ پیدا کرنے کے علاوہ اعصاب میں سوزش کا سبب بن کر فالج کا باعث ہو سکتی ہے اس کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اسے پکانے میں صغیر بھی شامل کر لیا جائے جو اس کے برے اثرات کو ختم کر دیتا ہے۔

کھنبی کو آنکھ میں ڈالنا صفت بصارت اور سوزش کے لیے از حد مفید ہے اور اس کی تصدیق فاضل اطباء میں سے بوعلی سینا اور مسیحی نے کی ہے۔ کھنبی کی صلاحیت اور من رسولی کی شمولیت کے بارے میں بعض محدثین یہ کہتے ہیں کہ سلوی سالن تھا جس کے ساتھ من روٹی کا کام دیتی تھی۔ اگر یہ قرار دیا جائے کہ من بطور تحفہ ان کے لیے زمین سے اگائی گئی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس کے کھانے سے جو نقصانات پیدا ہوتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ ان کی اپنی بدعتوں یاں بھی ہو سکتی

ہیں۔ کیونکہ جانوروں اور پودوں میں بہت سے ایسے ہیں جن میں نقصانات بھی
 ہیں۔ ضرر سے کوئی چیز بھی خالی نہیں۔ حتیٰ کہ روٹی بھی اگر اعتدال سے زیادہ کھائی جائے
 تو تکلیف کا باعث ہو سکتی ہے۔ انسان کو انتخاب اور مقدار پر قدرت حاصل ہے
 اور اسے یہاں پر عقل استعمال کرنی ہوگی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ من کی جو قسم ان کو میسر تھی
 وہ زہری نہ تھی جیسے کہ مسند احمد کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے جو سبزیاں اور اجناس، بنی اسرائیل کے لیے پیدا کیے ان کی شکل و صورت اور
 ذائقہ آجکل کے پھلوں، سبزیوں اور اناج سے مختلف تھا۔ ان کی گندم کا دانا بڑا
 تھا اور اس میں کھجور کا ذائقہ تھا۔ اور ان انعامات کے بعد جب ان کی حکم عدولیاں حد
 سے بڑھ گئیں تو ان پر عذاب نازل کیا گیا۔ یہ عذاب ہی مختلف شکلوں میں تھا جیسے
 کہ طاعون کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر عذاب میں ایک
 طاعون بھی تھی۔ تو رینت کی روایت کے مطابق ایک ایک و بار میں لاکھوں افراد مر گئے۔
 امرافن چشم میں کھنسی کے فوائد کے بارے میں محدثین نے یہ علی نکات
 بیان کیے ہیں۔

۱۔ کھنسی کا پانی بذات خود ایک دوا ہے۔ اسے اسی صورت میں استعمال کیا
 جائے۔

۲۔ اسے کسی دوسری دوائی کے ساتھ شامل نہ کیا جائے۔

۳۔ علامہ انانقاری کے مشاہدہ کے مطابق کھنسی کا پانی دوسری ادویہ کے

اثر کو دوبا کر تا ہے۔ جیسے کہ اسے اگر سرمہ پیتے وقت اس میں

ملا لیا جائے اور پھر سرمہ آنکھوں میں لگایا جائے تو یہ پلکوں کو مضبوط

کرتا ہے۔ نظر کو تیز کرتا ہے اور آنکھ میں پائی جانے والی ہر سوزش

کو دھ کر تلبے۔

کیمیائی تجزیہ

غذائیات کے معیار کے بارے میں برٹش ریسرچ کونسل کی تحقیقات کے مطابق کھنبی کے کیمیائی اجزاء کا تناسب یہ ہے۔

PROTEINS	۱۵
FATS	—
CARBOHYDRATES	—
CALORIES	۲
SODIUM	۲۶۶
POTASIAM	۱۳۳
CALCIUM	۰.۱۸
MAGNESIUM	۳.۶۸
COPPER	۶.۱۸
IRON	۶.۲۹
PHOSPHORUS	۳۸.۶۶
SULPHUR	۹.۶۶
CHLORINE	۲۴

اس کے برخلاف دوسرے محققین نے بتایا ہے کہ کھنبی میں PROTEIN یعنی لحمیات کی مقدار ۳ فیصدی ہوتی ہے جبکہ اس میں ۹ فیصدی پانی اور ۵ فیصدی نشاستہ اور ایک فیصدی معدنی نمک اور وٹامین ہوتے ہیں۔ بھارتی ماہرین ادویہ اور تغذیہ کی تحقیقات کے مطابق اس میں ایک بیروزہ کڑوے اجزاء۔ گوند۔ نباتاتی البیومن۔ اور موم ہوتے ہیں۔ اس کا صحیح جزو عامل — AGARIC FUNGIC تیزاب ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں فاسفورک ایسڈ۔ ایمنیوپائے جاتے ہیں۔

اس کے جزو عامل — AGRICIN میں ۹ فیصدی AGARIC ACID ہوتا ہے اور ۳ فیصدی AGARACIN ہوتی ہے۔ اس میں موم۔ گوند اور بیروزہ کی موجودگی سے جب یہ کسی سوزش والی جگہ ڈالی جائے گی تو اسے مقامی طور پر سکون بھی عیا کرے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز کردہ دیگر ادویہ اور غذاؤں کی مانند اس میں سوڈیم کی مقدار کم سے کم اور پوٹاشیم زیادہ ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات

سغیرہ زنگ کی کھنٹی سب سے عمدہ ہے۔ بعض اطباء نے سرخ کو بھی اچھا کہا ہے مگر سرخ اور سیاہ زہریلی ہوتی ہیں۔ ویدک طب میں کھانے والی قسم کھنٹی اور زہریلی "پد بھیرا" کہلاتی ہے۔ اس کی ایک قسم کشمیر سے آتی ہے اور کانچو لہوائی ہے اسے گوشت کے ساتھ پکا کر کھایا جاتا ہے اور خوش ذائقہ اور مغوی باہ بیان کی جاتی ہے۔

کھنٹی کا رس نکال کر اور خام کر اسے بند دیکھی میں ڈال کر بھوننے پر اس وقت جو پانی اس میں سے نکلتا ہے آنکھ میں ٹپکانے سے آنکھ کا جالا کٹ جاتا ہے۔ کھنٹی کے پانی میں سرسہ کو کھل کر کے آنکھوں میں لگایا جائے تو یہ بصارت کو تیز کرتا ہے۔ پلکوں کو قوت دیتا ہے۔ پلکوں کے گرتے بالوں کو روکتا اور ان کو لمبا کرتا ہے۔ بوملی سیند کے استاد ابرو سیل سچی اور بوملی نے اسے آنکھ کی متعدد بیماریوں میں اکیسر قرار دیا ہے۔

کھنٹی کو سکھا کر پیس کر کھانے سے دست آنے رک جاتے ہیں۔ دیر میں مہضم ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ منشیات کا استعمال کیا جائے تو پیٹ میں نفع پیدا کرتی ہے اور فروغ ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک قسم کشمیر کہلاتی ہے۔ یہ حرارت کو مٹاتی ہے یہ مہضم کو کم اور کٹھا کرتی ہے۔ دہلی تیلی عورتیں اسے حلوا میں ملا کر موٹا ہونے کے لیے کھاتی ہیں۔ اسے مرغی کے گوشت یا انڈوں کے ساتھ کھانے اور اُورپ سے ٹھنڈا پانی پینے سے پیٹ میں مستقل خرابی اور اعصاب میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔

زبان میں مکنت پیدا کرتی ہے۔ سانس میں تنگی لاتی ہے۔ اور پیشاب میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔ مگر یہ سب علامات بالخصوص زہریلی اقسام کے بارے میں ہیں۔ اس کا سب سے بڑا مصلح صغیر ہے۔ کھنبی پکانے وقت صغیر کو ضرور شامل کر لینا چاہیے اگر اس کے زہریلے اثرات پیدا ہوں تو مولیٰ۔ پودینہ۔ سکینچین یا کاجی کے ساتھ بورہ ارمنی اور نمک ملا کر بار بار دیں۔ انجیر کے درخت کی لکڑی جلا کر اس کی راکھ نمک اور سرکہ کے ساتھ اور شہد بار بار چٹائییں۔

مقامی اثرات کے سلسلہ میں کھنبی کو سریشی ماہی کے ساتھ کوٹ کر سرکہ میں حل کر کے بچوں کی بڑھی ہوئی ناف پر لگانے سے وہ اندر چلی جاتی ہے۔ قفق یعنی ہرنیا HERNIA میں بھی یہی لیپ مفید پایا گیا ہے۔ کھنبی خون بڑھاتی ہے۔ اسے پیس کر ایسے زخموں پر لگانا مفید ہے۔ جو آسانی سے بھرنے میں نہ آتے ہوں۔ وید خشک کھنبی سر پر ملنے کو بال اگانے کا باعث قرار دیتے ہیں۔ سوکھی کھنبی کے استعمال کے بارے میں اطباء کا مشورہ ہے کہ اسے پہلے ایک دن پانی میں بھگو یا جائے پھر صاف کر کے گھی میں بھوستنے کے بعد استعمال میں لائیں۔ اس کے مضر اثرات کی اصلاح کے لیے گھی کی بجائے زیتون کے تیل میں بھوننا زیادہ مفید ہوگا۔ اس کے ساتھ ناشپاتی اور سرکہ کا استعمال نقصانات سے محفوظ رکھتا ہے۔

جدید مشاہدات :

کھنبی ایک مقبول غذا ہے۔ یورپی ہسٹوں میں لوگ بڑے شوق سے کھنبی کا سالن کھاتے ہیں۔ اب متعدد ملکوں سے قابل خوردنی کھنبیاں ڈیوں میں بند ہو کر شوروں پر آسانی سے مل جاتی ہیں۔ کیونکہ ان کے ذائقہ کے علاوہ ان میں لمبیات کی اضافی مقدار ان کو مفید بنا دیتی ہے۔ چینی کھانوں میں مرغی اور کھنبی۔ مرغی اور کھنبی

کا گوشت یا ٹیبل کے علاوہ کھنسی کا پلاٹو بڑا مقبول ہے۔

کھنسی کا تعلق FUNGUS خاندان سے ہے۔ یہ دق خاندان سے جس سے اب تک کی تمام جراثیم کش ادویہ از قسم پنسلین سے کلوروماں ٹین تک حاصل ہوتی ہیں۔ کھنسی سے بھی اب تک کئی قسم کی جراثیم کش ادویہ تیسرا آئی ہیں جن پر مشاہدات جاری ہیں اور اس امر کا امکان مستقبل قریب میں موجود ہے کہ کھنسی سے حاصل ہونے والے مرکبات علاج میں اپنا مقام پالیں۔ اس میں جراثیم کش ادویہ کی موجودگی ثابت ہو چکی ہے۔ اس لیے جب اعادیت میں اسے آنکھوں کی بیماریوں میں شفا قرار دیا گیا تو وہ ثابت ہے۔ طبی جدید اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ کھنسی کے پانی میں جراثیم کو مارنے کی صلاحیت موجود ہے۔

اس کے دیگر اثرات میں اسے مدر البول، مخرج بلغم، مسهل، دودھ پیدا کرنے والی اور پینہ کو روکنے والی قرار دیا گیا ہے۔ اسے شہد کے ساتھ ملا کر موتی جھره، طمانی نس اور دوسرے بخاروں میں افادیت کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ کھوکھی خون آنے، تپ دق، پرانی کھانسی اور رات کو پینے آنے میں مفید ہے۔ چونکہ لگنے کے بعد زخم سے بننے والا خون اس سے رک جاتا ہے۔ اس کی بعض اقسام سے اسہال رک جاتے ہیں اور جسم کو طاقت ملتی ہے۔

جدید انکشافات کے مطابق زہریلی اقسام میں ایک زہر MUSCARINE جوتا ہے۔ یہ زہر جسم میں جاتے ہی مدہ میں خیرش پیدا کرتا ہے۔ اس کے بعد عصی نظام پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جس سے پٹھوں میں دردیں، اعضا میں اینٹیں اور ریشہ کی مانند کپکپی ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اس کے بعد دماغی اثرات سے فایع یا کنزاز کی طرح تشنج، اور اس کے بعد موت واقع ہو سکتی ہے۔ مگر موت واقع ہونے کے لیے ایک ادھ کھنسی کافی نہیں ہوتی۔ زیادہ مقدار میں کھانا اور اس کے بعد علامات کے ظہور

سے مسلسل لاپرواہی موت کا باعث ہوتی ہے۔ جرمن اطباء کا خیال ہے کہ —
 MUSCARINE کے جسم پر اثرات کو ختم کرنے والی کوئی دوائی نہیں ہوتی۔ البتہ
 ابتدا میں پتہ چل جائے تو مریض کا معدہ دھو کر اسے جسم سے نکالا جاسکتا ہے۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

زہریلی کھنبی کھانے سے جسم پر جو اثرات نمایاں ہوتے ہیں ان کو سامنے رکھتے
 ہوئے علاج بالمثل کے اصول پر اسی قسم کی کیفیات میں کھنبی کا جوہر AGARICS
 ہومیوپیتھک طریقہ علاج کی ایک مقبول دوائی ہے۔

جب دماغ میں گھبراہٹ۔ چلبلاہٹ۔ مسلسل باتیں کرنے اور گلانے کو جی چاہے
 سر میں چکرائیں۔ روشنی بری لگے۔ ہنسنے جلنے سے چکرائیں۔ سر میں بھاری پن اور سردی۔
 پڑھنے میں مشکل پڑے۔ نظر اٹھانے کے بعد اسے کتاب پر مرکوز کرنے میں مشکل پڑے۔
 آنکھوں پر معمولی کام سے بوجھ پڑے۔ ایک کے دو دو نظر آئیں۔ پلکیں پھٹ پھٹائیں۔ کانوں
 میں جلن۔ بخارش اور یہاں سے ہونے معلوم ہوں۔ پیٹ میں اکڑاؤ۔ چھین کی درد۔ بد ہضمی۔
 شدید کھانسی کے دورے پڑتے ہوں۔ ماہواری کم اور درد سے آتی ہو تو ان کیفیات
 میں AGARICUS کا دنیا مفید ہوتا ہے۔

وبائی امراض اور کھنبی

پچھلے چند سالوں سے دنیا کے مختلف ممالک میں آنکھوں کی سوزش وبائی صورت
 میں پھیلتی رہی ہے۔ چونکہ یہ سوزش وائرس کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لیے ابھی
 تک اس کے خلاف کوئی بھی مؤثر دوائی دریافت نہیں ہو سکتی۔ سال ۱۹۸۵-۸۶ء میں اس
 آثروب چشم کے تقریباً ایک سو مریضوں کی آنکھوں میں کھنبی کا پانی دن میں تین مرتبہ
 ڈالا گیا۔ ہر مریض دو دن میں شفا یاب ہو گیا۔

گوگل۔ کندر

OLIBANUM

BALSMODENDRON MUKUL

یہ ایک پستہ قد درخت ہے جس کی اونچائی چھ فٹ کے قریب ہوتی ہے
بنیادی طور پر یہ خشک اور صحرائی علاقوں میں ہوتا ہے۔ جیسے کہ سندھ اور بہاولپور
بھارت میں راجپوتانا۔ تھامیش۔ کاٹھیاوار۔ آسام اور کورومندل کے علاقوں میں
گوگل کی زیادہ طور پر پیداوار ہوتی ہے۔ ہندکارنی اور سیدنی الدین کو اس کے نباتاتی
نام سے اتفاق نہیں اور وہ اسے BOSWELIA GLABRA کہنا پسند کرتے ہیں۔

گوگل کے درخت کو عبور سے رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول لگتے ہیں۔ مردی
کے موسم میں اس کے تنے میں گھاؤ لگا ہئی تو گاڑھا سا ایک سیال نکلتا ہے۔ جو
خشک ہو کر گہرے سبز رنگ کی گوند کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ گوند ذائقہ میں کڑوا
اور خوشبودار ہوتا ہے۔ اسے سنسکرت میں کوشی کا نا اور گوگلو کہتے ہیں جس سے
درخت اور اس کی گوند کا نام گوگل پڑ گیا۔

ارشاداتِ نبویؐ

محدثین نے کندر اور لبان کو ایک ہی چیز قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ جبکہ
یہ دونوں مختلف ہیں۔ لیکن یہ مغالطہ آج سے ہزار سال پہلے والوں کو نہیں بلکہ آج بھی

موجود ہے۔ پاکستان کو نسل آف ہومیو پیتھی نے ملک میں استعمال ہونے والی ہومیو پیتھک ادویہ کے فارما کوپیا میں بھی لو بان اور کنڈر کو ایک ہی چیز قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ لو بان کو انگریزی میں BENZOIN جبکہ کنڈر کو OLIBANUM کہتے ہیں۔

ابن القیم نے آداب الشافی کی سند سے حضرت انس بن مالک کی زبان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے۔
انہ شکا الیہ رجل۔ النسیان فقال علیک بالکندر، وانقعه من اللیل، فاذا اصبحت فتخذ منه شربة علی الریق :
فانہ جید للنسیان . (الطب النبوی)

ایک شخص نے ان کی خدمت میں یادداشت میں خرابی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ کنڈرے کرات اسے پانی میں بھگو دیا جائے۔ صبح نہار منہ اس

کا پانی پیا جائے۔ کیونکہ یہ نسیان کے لیے بہترین دوائی ہے۔
ابن القیم نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔
انہ شربہ مع السكر علی الریق جید للبول والنسیان۔
(الطب النبوی)

انہوں نے صبح نہار منہ اسے شکر ملا کر پیا اور فرمایا کہ یہ پیتاب کی تکلیف اور حافظہ کی کمی کے لیے بہترین ہے،

گوگل اور لو بان۔ دونوں پیتاب اور دافع تعفن ہیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ انہوں نے لو بان یا گوگل میں سے کسی ایک کو اس غرض کے لیے پسند فرمایا ہو۔ لیکن جہاں تک حافظہ کی خرابی کا تعلق ہے اس غرض کے لیے صرف گوگل مفید ہے

جذوبان کا احصائی نظام پر اس قسم کی اثر نہیں کیونکہ ان دونوں کے بارے میں ابن قیم رقمطراز ہیں۔

”اللبان : هو الكندر“ اس لیے وہ ان دونوں کے فوائد اور اثرات کے درمیان فرق نہیں کر سکے۔

محدثین کے مشاہدات

حافظ میں کمی تغذات غم۔ بڑے ماحول۔ کٹے سبب کھانے۔ کھڑے پانیوں کو دیکھنے سے ہوتی ہے۔ قبروں کی الواح کو بار بار پڑھنے۔ چوبوں کی روندی ہوئی خوراک کھانے اور سر میں جوڑیں پڑانے سے بھی حافظ کمزور ہوتا ہے اور یہ بات تجربات سے کہی جاتی ہے۔

گوگل مفید ہونے کے ساتھ ساتھ بے ضرر ہے۔ یہ جسم کے کسی بھی حصہ میں چوٹ یا بیماری کی وجہ سے ہونے والے انجام خون کو دور کرتا ہے۔ چونکہ یہ دافع تعفن ہے اس لیے اس حال کو دور کرتا ہے۔ زخموں کو بھرتا ہے اور خاص طور ہتھکوں کے زخم اور سوزش اس سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

گوگل کو گرم پانی میں حل کر کے اگر اس سے غرارے اور کلیاں کی جانیں تو یہ منہ کے زخموں اور خاص طور پر زبان کی جلن اور سوزش کو دور کرتا ہے۔ اس کے غرارے کرنے سے گلے میں وہائی سوزشیں نہیں ہوتیں۔ مسوڑھوں کے زخم مندل ہوتے ہیں اس سے ذہن کو طاقت ملتی ہے اور سانس خوشبودار ہو جاتی ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

گوگل کے ذہن کی کڑی ہمیشہ گیلی رہتی ہے۔ کیونکہ اس میں تیل ہوتا ہے

دو سال میں بھی نہیں سوسکتی۔ اسے ایک بیٹھا پھل بھی لگتا ہے۔ ویڈیوں نے اس کی سیاہ قسم کو ”بھینسیا گوگل“ اور دوسری قسم ”ہیرا بھینسیا گوگل“ قرار دی ہے۔ ویڈیک میں اسے گندھنے کے پانی میں حل کر کے یا لکڑیوں کے پانی کے ساتھ کھل کر کے بوا سیر میں استعمال کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ یہ اطر قیل و معجون گوگل“ ویڈیک نسخہ کے مطابق گوگل کو دو گنے گائے کے گھی میں ڈال کر پکانے کے بعد نیچے بیٹھے ہوئے مواد کو نکال لیتے ہیں اسے مزید نسخہ میں شامل کیا جاتا ہے۔

اعصابی امراض میں گوگل کثرت سے مستعمل ہے جب فالج کی وجہ سے جسم کا کوئی عضو نا کارہ ہو جائے تو گوگل کا استعمال خون کی رکاوٹ کو دور کر کے دوران جاری کرتا اور فعالیت کو واپس لے آتا ہے۔ سردیوں میں مفید ہے۔ خنازیر پرانی کھانسی پھیپھڑوں کے ورم اور رو میں نافع ہے حلق کے ورم کو دور کرتا ہے۔ بوا سیر کے لیے اس کا کھانا اور دھونی دونوں مفید ہیں۔ مقعد اور خبیوں کا ورم دور کرتا ہے مسوڑھوں کی سوزش کم کرتا ہے۔ گردہ اور مثانہ کی پتھری نکال سکتا ہے۔ پیشاب اور ہے۔ رودھ بڑھاتا ہے عرق النساء۔ کمزور اور تقرس کو فائدہ دیتا ہے۔

ویدیا سے بھوک بڑھانے ضعف باہ۔ گانٹھوں کو تحلیل کرنے میں استعمال کرنے ہیں۔ سونٹھ کے جوشاندہ کے ساتھ گوگل ضعف ہضم کے لیے اور کالی مزج اور سورنجان تلخ کے ساتھ گنٹھیا میں دیتے ہیں۔

گوگل کو سرکہ میں حل کر کے لگانے سے سرکے گنج کو فائدہ ہوتا ہے۔ ناریل کے تیل میں اس کا مرہم متعفن زخموں کو اچھا کرتا ہے۔

کیمیائی ہیٹ:

اس کی کیمیائی ہیٹ کو مر کے ساتھ الجھا دیا گیا ہے۔ بلکہ کرنل چو پڑا جیسے

تذمتق قرار دیتے ہیں کہ گوگل کو وہی کچھ سمجھا جائے جو مڑے۔

اب تک کے تجزیوں سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے اجزاء ترکیبی میں ۲۵ فیصدی کے قریب بیکار چیزیں ہیں جبکہ خالص گوند ۲۲ فیصدی ہے۔ اس میں ۱.۲۵ فیصدی تیل ہے۔ یہ دوسرے تیلوں کی طرح مقامی طور پر محشرش اور درازن خون میں اضافہ کرتا ہے۔ ۱۹۵۰ء میں بجاٹیہ نے معلوم کیا کہ اس میں ۵۰ فیصدی ایک نامیاتی عنصر MYRCENE پایا جاتا ہے۔ ابھی تک کسی نے اس جزو کے اثرات کے بارے میں مزید معلومات حاصل نہیں کیں۔

۱۹۳۲ء میں گھوش نے اس میں گوند کے علاوہ معدنیاتی عناصر کو ۵.۵ فیصدی کی مقدار میں دریافت کیا۔ جن میں ایٹومینیم۔ میگنیشیم۔ ککشم۔ فولاد اور سلیکا زیادہ اہم ہیں۔

گوگل کی ساخت میں BALSUM OF TOLU کی ایک مقدار پائی جاتی ہے اطباء قدیم کی ایک تعداد اسے روغن بلسان قرار دیتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں روغن بلسان گوگل کا ایک حصہ ہے۔ لیکن روغن بلسان میں گوگل نہیں ہوتا۔

اطباء جدید کے مشاہدات

اثرات کے لحاظ سے یہ کیاب چینی یعنی CUBEBS اور COPAIBA سے متاقتا ہے۔ یہ ثابت اور سالم جلد پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔ مگر جب جلد پر کوئی زخم۔ تعفن یا سوزش ہو تو اس کے دافع تعفن اثرات بڑے مفید ہوتے ہیں۔ یہ پیپ کو ختم کر دیتا۔ اور زخم کو جلد بھرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کا مرہم کوڑھ کے زخموں کو بھی مفید ہے۔

اس کے مقامی اور اندرونی اثرات کی بنیاد اس کے دافع تعفن۔ مقامی طور

پر ASTRINGENT اثرات اور دورانِ خون کو جاری رکھنے کی عمل پر مبنی ہیں۔ یہ اعصاب کے لیے بیک وقت سکون آور اور محرک ہے۔ اس کے ذائقے کی کڑواہٹ اسے بھوک بڑھانے والا بناتی ہے اور یہ پیٹ سے ریاح کو خارج کرتا ہے۔ کوزھ، گنٹھیا، آتشک، لاہوری پھوڑے اور امراضِ البول میں اسے بڑی شہرت حاصل ہے۔

اس کی دھونی دق، سل، پرانی کھانسی، حلق کی سوزش اور بواہیر میں مفید ہے۔ اس کے دھوئیں سے گھروں کے کیڑے کھڑے مریجاتے ہیں اور کمرے میں اگر جراثیم موجود ہوں تو ہلاک ہو جاتی ہیں۔ اس کے کھانے سے جسم کی قوتِ مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے اور خون کے سفید دانے WBC بڑھتے ہیں۔ کھانے کے بعد یہ پسینہ، پیشاب اور حلیوں کی رطوبت کے راستہ خارج ہوتا ہے جہاں پر جراثیم کو مارتا ہے۔ مدر البول اور پتھری کو نکالتا ہے۔ اسہال، آنتوں کی سوزش، کمزوری، سوکھاپن میں مفید ہے۔ چونکہ اس کے عام طور پر مضر اثرات نہیں اس لیے زیادہ عرصہ کھایا جاسکتا ہے۔ اس لیے اطباء بیماریوں تپ دق اور آنتوں کی دق، پوری میں دیتے ہیں۔

اس کے غراروں سے مسوڑھوں کے زخم بھر جاتے ہیں۔ اور حلق کی سوزش مندمل ہو جاتی ہے۔

لوبان — لیبان

BENZOIN

STYRAX BENZOIN

لوبان ایک وزعت سے نکلنے والی گوند ہے۔ وزعت کتنے پر جب گھاؤ نکاتے ہیں تو بیروزہ کی مانند ایک گاڑھا لیسدار مادہ خارج ہوتا ہے۔ جسے کھاکر استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کے وزعت ہندوستان میں بھی ہیں لیکن دنیا میں زیادہ تر لوبان کی درآمد جنوبی تھائی لینڈ۔ ملیشیا اور جزائر شرق الہند سے ہوتی ہے۔ اسے انگریزی میں BENZOIN اور مرہٹی میں اود کہتے ہیں۔ جو کہ غلط ہے۔ کیونکہ اود ایک مختلف چیز ہے۔ تو ریت مقدس میں یہ FRANKISENCE کے نام سے مشہور ہے۔

احادیث نبوی

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم باللبان والشیح (بیہقی، شعب الایمان)

(اپنے گھروں میں لوبان اور شیخ کی دھونی دیتے رہا کرو)۔

ایک دوسری روایت میں ارشاد ہوا۔

بخروا بیوتکم باللبان والصحتر (بیہقی)

(اپنے گھروں میں لوبان اور صحتر کی دھونی دیتے رہا کرو)

محدثین نے ان احادیث کی تفسیر میں لوبان کو کنڈر کے ساتھ خلط ملا کر دیا ہے

ابن القیم نے لوبان کو کندر قرار دیتے ہوئے دونوں کے فوائد ملا دیئے ہیں۔
 دوسری طرف بھارتی ماہرین نے اگرچہ کندر کو مختلف چیز قرار دیا ہے۔ مگر ایک
 دوسری گوند BOSWELLIA SERRATA کو بھی لوبان ہی لکھا ہے۔ جبکہ یہ گوند اپنے
 اثرات اور شکل و صورت کے لحاظ کندر کے زیادہ قریب ہے۔

توریت مقدس

توریت اور انجیل میں لوبان کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ ان کی انگریزی میں اسے
 FRANKISENCE کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ توریت اور انجیل میں اس کا
 ذکر ۸ مرتبہ آیا ہے۔

» اور اگر کوئی خداوند کے لیے نذر کی قربانی کا چڑھا والا لائے تو اپنے چڑھاؤ
 کے لیے میدہ لے اور اس میں تیل ڈال کر اس کے اوپر لوبان رکھے اور اسے
 ہارون کے بیٹوں کے پاس جو کاہن ہیں لائے۔ اور تیل لے ہوئے میدہ
 میں سے اس طرح اپنی مٹھی بھر کر نکالے کہ سب لوبان اس میں آجائے۔
 تب کاہن اسے نذر کی قربانی کی یادگاری کے طور پر لے اور جلائے۔
 (احبار۔ ۰۳ : ۲ : ۱-۲)

.... اس کی ماں مریم کے پاس دیکھا اور اس کے آگے گر کر سجدہ کیا اور
 اپنے ڈبے کھول کر سونا اور لوبان اور مر اس کو نذر کیا۔ (متی ۱۲ : ۱۱-۲)

محمدین کے مشاہدات

لوبان قبض کتنا ہے۔ اس میں فائدے زیادہ ہیں۔ اور نقصان بہت کم معدہ
 کی درد کو دور کرتا ہے۔ اسہال میں مفید ہے۔ کھانے کو ہضم کرتا ہے۔ آنکھوں کے

زخم مندرل کرتا ہے۔ عمدہ کو تقریت دیتا ہے۔ بلغم نکالنے کے بعد اس کی پیدائش کو کم کرتا ہے۔

اگر لوہان یا اس کے ساتھ صحت ملا کر غرارے کے بجائیں۔ تو گلے کی سوزش میں مفید ہے۔ زبان کے زخم بھر جاتے ہیں۔ محافظ کو بہتر کرتا ہے۔
گلے ہٹنے زخموں پر لوہان کا استعمال سوزش کو دور کرنے کے ساتھ صحت مند گوشت اگانے کا باعث ہوتا ہے۔ اس کی دھونی گھر کو خوشبودار بنانے کے علاوہ وہانی امراض کو ختم کرتی ہے۔

اطیبائے قدیم کے مشاہدات

آریویدک کتابوں میں لوہان کا ذکر نہیں ملتا۔ یورپ میں بھی اس سے واقفیت ۱۳۹۹ء کے بعد سے شروع ہوتی ہے جب ابن بطوطہ اپنی سیاحت کے بعد اسے لے کر یورپ گیا۔ عمدہ قسم کے لوہان کے سفید دانے ہیں ورنہ بھوری رنگت کا ہوتا ہے جو اکمل میں پوری طرح حل ہو جاتا ہے۔

معدہ۔ دل اور باہ کو قوت دیتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ ریاح کو تحلیل کرتا ہے۔ سردی کی کھانسی کو مفید ہے۔ بلغم نکالتا ہے۔ کھانے یا بلغم سے دانوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ نزلہ میں مفید ہے۔ ویدوں نے اسے مفرح قرار دینے کے علاوہ پسینہ کو خوشبودار کرنے والا بیان کیا ہے۔ اس کے کھانے سے مثانے کی سوزش دور ہو جاتی ہے۔ دق اور سل میں نافع ہے۔

لوہان کا بیپ نزلوں کو روکتا ہے۔ روغن کنجد یا زیتون میں ملا کر اگر کان میں ڈالا جائے تو کان کا درد جاتا رہتا ہے۔ اس کی دھونی کیڑوں مکوڑوں کو بھگا دیتی ہے۔ لوہان کو نیم کو ب کر کے ہانڈی میں گل حکمت کر کے ڈال کر ایک نکی نجات کے

اخراج کے لیے لگا دیتے ہیں۔ اس ہانڈی کو آگ دینے کے بعد لوہان کے جو بخارات نلکی کے ذریعہ باہر آتے ہیں ان کو شیشی میں جمع کر لیں۔ یہ لوہان کا چوڑا کھلتا ہے۔ اس سیال کو پھٹوں کی کمزوری کے علاوہ داد قریبا اور ایگزیمیا کے لیے مفید پایا جاتا ہے۔

کیمیائی تجزیہ

یہ آنسوؤں کی شکل کے خشک دانے دار ٹکڑے ہوتے ہیں جن میں

CINNAMIC اور BENZONIC ACID کے علاوہ ANILINE پائے جاتے

ہیں۔ اس کے علاوہ فراری روغن بھی موجود ہے۔

چونکہ لوہان ایک درآمدی چیز ہے اس لیے مہنگا ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں لوگ مصطلگی رومی کو رنگ دے کر خوشبو ملا کر نقلی لوہان بناتے تھے۔ چونکہ اب مصطلگی بھی گراں ہے اس لیے بیروزہ سے لوہان تیار کرنے کی صنعت زوروں پر ہے۔ پاکستان کے دو فروشوں کے یہاں عام طور پر اصلی لوہان دیکھا نہیں گیا۔

جدید تحقیقات

دافع نفعن۔ حالبس خون ہونے کی وجہ سے زخموں کے علاج میں اہمیت رکھتا ہے۔ جراثیم کش ہونے کی وجہ سے سانس کی نالیوں کی سوزش۔ گروہ کی سوزش اور پتھری کے علاوہ پیشاب اور اثر کی وجہ سے مقبول ہے۔

جب پیشاب میں فاسفیٹ زیادہ مقدار میں ہوں تو لوہان کے مرکبات ان کو تحلیل کر کے باہر نکالتے ہیں دوسرے پیشاب اور نمکیات کے ساتھ لوہان کے اپنے نمک از قلم SOD BENZONATE پیشاب اور ہونے کے علاوہ

دافع تفسی اور پٹیاب کے ذریعہ پانی نکالتے ہیں۔ جوڑوں کے درد میں مفید ہیں۔
تپ دق۔ سل۔ پرانی کھانسی میں اس کا استعمال بہت سی دوسری ادویہ سے بہتر ہے۔
پرانی ادویہ میں سے وہ ادویہ جو طب جدید میں اب بھی استعمال ہوتی ہیں۔

ان میں سربان اہم ہے۔ اس کی ٹیکر TR-BENZOIN CO کو FRIAR'S BALSAM
ہی کہتے ہیں۔ کھولتے پانی میں یہ ٹیکر ملا کر پرانی کھانسی نمک اور گلے کی سوزش کے
مریضوں کو اس کی بھاپ دی جاتی ہے۔ دن میں دو تین بار بھاپ لینے سے
جی ہونے بغیر باہر آنے لگتی ہے۔ اور وہ مریض جسے سانس لینا بھی دوہرا تھا سہولت
محسوس کرنے لگتا ہے۔

زخموں کے علاج میں ٹیکر کو روٹی پر لگا کر زخم پر لگا بی تو یہ چپک جاتی ہے۔
زخم سے عفونت کو دور کرنے کے علاوہ اسے مندل کرتی ہے۔ اس کو لگانے
سے بار بار پٹی کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ سوڈیم بنزویٹ اکثر مریضوں کا اہم
جزو ہے۔ خاص طور پر پھیپھوندی سے پیدا ہونے والی سوزشوں۔ داؤ۔ چینیل اور
پرانے۔ ایگزیمیا میں تنہا یا سیل سلک ایسڈ کے ساتھ ایک مقبول دوائی ہے۔
طب جدید کی ایک مشہور مرہم WHITFIELD OINTMENT کا نسخہ یہ ہے۔

گرین ۹۰ بنزویٹک ایسڈ
BENZOIC ACID

گرین ۳۰ سیل سلک ایسڈ
SALICYLIC ACID

گرین ۹۰ ویسلین
VASELINE

یہ مرہم ایگزیمیا اور پھیپھوندی کے لیے خاص طور پر بڑا مفید ہے۔

آدھ سیر پانی میں ٹیکر کا ایک چمچہ ڈالنے سے دووہیا محلول بن جاتا ہے
اس میں روٹی کو تر کر کے عورتوں کی اندام نہانی کی سوزشوں اور لیکوریا کے لیے
اندھ رکھا جاتا ہے۔

لوبان کی دھونی

حشرات الارض سے نجات حاصل کرنے کا جدید طریقہ کرم کش ادویہ ہیں۔ ان میں سے اکثر کلورین سے مرتب پاتی ہیں۔ یہ تمام ادویہ زہریلی ہیں۔ ایک حالیہ جائزے سے معلوم ہوا ہے کہ ہر سال تین لاکھ افراد ان کے مضر اثرات سے متاثر ہوتے ہیں۔ لاہور میں پچھلے سال ایک عورت کی موت انہی ادویہ کی وجہ سے ہوئی۔ ان ادویہ کے سپرے کے نتیجہ میں پرندے ختم ہو گئے ہیں۔ اشیاء خوردنی پر اگر یہ گر جائیں تو مہلک اثرات ہو سکتے ہیں۔ ENDRINE اور MALATHION کے بارے میں اب یہ طے ہو چکا ہے کہ ان کو آبادیوں میں استعمال نہ کیا جائے۔ اس مسئلہ کا سب سے آسان اور مفید حل بارگاہ نبوت سے عطا ہوا کہ گھروں میں لوبان اور صعتر یا لوبان اور الشیح ملا کر دھونی دی جائے۔ ایشیائی بنیادی طور پر حسب الرشاد ہے۔ جبکہ صعتر کا جزو عامل THYMOL ہے۔ یہ دونوں چیزیں خوشبودار اور انسانی صحت کے لیے مفید ہیں۔ اگر کسی کمرے میں خنقاں یا ذق کا مریض رہا ہو اور ہم اسے جراثیم سے پاک کرنا چاہیں تو طب جدید کے پاس گندھک اور فارملین کے علاوہ کوئی چیز نہیں۔ یہ دونوں کیڑوں کے لیے نقصان دہ اور انسانوں کے لیے مہلک ہیں۔ اس کے مقابلے میں اگر اس کمرے میں لوبان کے ساتھ صعتر یا الشیح ملا کر دھونی دی جائے تو نہ صرف کہ مچھر، مکھیاں، لال بیگ چھپکلیاں ہلاک ہو جائیں گے بلکہ جراثیم بھی ختم ہو جائیں گے۔ اگر اس دھونی کے دوران اہل خانہ کمرے میں موجود رہیں تو ان کی سانس کی نالیاں بھی جراثیم سے پاک ہو جائیں گی۔ بد قسمتی یہ کہ ہمیں ابھی تک یہ یقین نہیں آسکا کہ ہمارے نجائے دوسروں سے ہر حال میں بہتر ہیں۔

لسن — ثوم

GARLIC

ALLIUM SATIVUM

لسن قدیم ترین نباتات میں سے ہے۔ ابراہیم مصر کی تعمیر میں کام کرنے والے مزدوروں کو دوپہر کے کھانے میں لسن دیا جاتا تھا۔ قدیم ہندو متذیب میں بھی لسن بطور غذا اور دوا شامل تھا۔ البتہ بعض برہمن لسن اور پیاز کے استعمال کو ناجائز قرار دیتے آئے ہیں۔ علم نباتات کی درجہ بندی کے مطابق پیاز اس سے قریبی تعلق والا ہے۔ اگرچہ اس کی شکل و صورت تبدیل ہے اور ALLIUM CEPA کہلاتا ہے۔

لسن جنگلوں میں خورد رو گی پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پوتھی میں متعدد جوتے ہوتے ہیں جن کی تعداد متعین نہیں۔ یہ پوتھی زمین کے نیچے ہوتی ہے اور بعض قسموں میں پوتھی میں صرف ایک ہی جویا بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی جسامت ایک انچ سے فٹ تک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب سے انسانوں نے غذا۔ مصالحہ اور دوا کے طور پر اسے پسند کیا ہے۔ اس کو محنت سے بویا اور اگا یا جاتا ہے۔ ہندوستان میں گوشت اور سبزیاں پکاتے وقت لسن کا بھجھا دینے کا رواج ہے۔ اس کو ڈالنے سے کچے گوشت کی بدبو جاتی رہتی ہے۔ لسن کی چینی بنائی جاتی ہے۔ یورپ سے یہ امریکہ گیا جہاں کے لوگ ڈبل روٹی کے نرمس بھی لسن میں بھوننے میں۔ اٹلی اور فرانسس کا جگلی لسن زیادہ مقبول ہے۔ جبکہ مشرق وسطیٰ کے ممالک کے جگلی لسن کی رس داڑناخوں کو لوگ پیوندہ بیکار کھاتے ہیں۔ طب میں ان شاخوں کو ساق کہتے ہیں جبکہ بھارتی

اہل زبان انہیں آل، کہتے ہیں۔ احادیث میں پیاز اور لہسن کی شانوں کو کرات کا نام دیا گیا ہے۔ ان میں بدبو لہسن اور پیاز کی مانند ہوتی ہے۔

لہسن کا ذکر احادیث میں کثرت سے ملتا ہے۔ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ڈیڑھ ہزار سال پہلے بھی اسے مقبول عام ہونے کی سند حاصل تھی۔ قرآن مجید میں لہسن کے ذکر کے بارے میں مسئلہ متنازعہ ہے۔

وَإِذَا قُلْتُمْ يُمُوسَىٰ لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامِهِمْ وَإِنَّا لَفَاعِدٌ
لِّئَنَّا بِكَ يُخْرِجُ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْآرْضُ مِنْ بَقْلِهَا
وَقَثَائِمَهَا وَفُومَهَا وَعَدْسَهَا وَبَصْلَهَا فَتَالِ
الَّذِي نَدْنِي بِهِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ.

(البقرة: ۶۱)

بنی اسرائیل اللہ میاں کی لاٹولی اُمت تھی۔ ان کو من و سلویٰ کی صورت میں آسمان سے بھٹنے ہوئے پرندے اور سبز یوں کا مرکب تیار آتا تھا۔ انہوں نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ اپنے رب سے کہو کہ ہم ایک ہی طرح کے کھانے سے تنگ آگئے ہیں۔ ہمیں وہ چیزیں دی جائیں جو زمین سے نکلتی ہیں جیسے کرساگ، کھیرا لکڑی، گندم، مسور کی دال اور پیاز۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سمجھانا چاہا کہ وہ اچھی خوراک چھوڑ کر گھٹیا کے طلبکار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس گھٹیا انتخاب کو ناپسند کرتے ہوئے ان کو ہدایت کی کہ وہ مصر چلے جائیں جہاں ان کو مطلوبہ چیزیں میسر آجائیں گی۔ مگر اس کے ساتھ ان پر عقاب الہی اور ذلت مقدور کر دی گئی۔

اس آیت میں 'قوم' کے معنی اکثر مفسرین لہسن کرتے آئے ہیں۔ بلکہ المنجد نے قوم کو لہسن ہی بتایا ہے۔ مفسرین کرام میں مجاہدؒ نے قوم کو لہسن قرار دیا ہے۔ اکثر

اُردو ترجموں میں بھی ایسا ہی ہے۔ مگر ابن کثیر نے حضرت ابن عباسؓ کے متعدد حوالوں اور قدیم عرب شہر کی مثالوں سے 'فوم' کو گندم قرار دیا ہے۔ قبیلہ بنی ہاشم کی کئی نعت میں فوم گندم کے آٹے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ البتہ بسل پیاز ہے اور اس کے ساتھ لسن کو منسلک سمجھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ "تثنا" کے بارے میں ہے۔ اگرچہ یہ کلڑی ہے اور کھرا خیار ہے۔ لیکن اطباء اور زبان دان اسے دونوں کے لیے استعمال کرتے آئے ہیں۔

کتاب مقدسہ

توریت مقدس میں بنی اسرائیل پر من اور سلوی کی نعمت کے ذکر کے سلسلہ میں بیان ہوا کہ

..... ہم کو وہ مہلی یاد آتی ہے جو ہم مصر میں نعمت کھاتے تھے اور ہائے

وہ کھیرے اور وہ خربوزے اور وہ نمڈنے اور پیاز اور لسن۔ لیکن اب

تو ہماری جان خشک ہو گئی۔ یہاں کوئی چیز میسر نہیں اور من کے سوا ہم کو

اور بچہ دکھائی نہیں دیتا۔ (کشتی - ۱۱ : ۶)

ان آیات میں بنی اسرائیل خدا کی نعمتوں کو جھٹلاتے ہوئے من سے بیزاری

کا اظہار کرتے ہوئے مصر کی اور ان بزرگوں کو یاد کرتے ہیں جو انہیں وہاں میسر تھیں۔

ان کی اسی کج روی کا بعد میں اثریوں ہوا کہ انہوں نے قرآن مجید کے ارشاد

کے مطابق اپنے نبی علیہ السلام سے کہا کہ ہمیں کھروں۔ کلڑیوں واسے دیسے جاؤ

ہیں خدائی مہیا کردہ خدا پسند نہیں جس پر خدا تعالیٰ نے خفا ہو کر فرمایا کہ پھر تم

مصر کو واپس چلے جاؤ۔ وہاں پر وہ سب کچھ موجود ہے جو تم چاہتے ہو۔ یہ لوگ

اپنے بے قدر تھے کہ انہی چیزیں چھوڑ کر گھٹیا خوراک چاہتے تھے جس کا نتیجہ یہ

ہوا کہ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور وہ بے سرو سامانی میں در بدر بھٹکتے رہے۔

احادیث نبویؐ

عن عبد العزيز قال قيل لانس مما سمعت النبي
صلى الله عليه وسلم في الثوم فقال من اكل فلا
يقربن مسجداً.

(بخاری)

عبد العزیز نے انسؓ سے پوچھا کہ تم نے لہسن کے بارے میں نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی اسے کھائے
ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے۔

یہی روایت عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زیدؓ سے طیبی نے بھی دی ہے
دوسری روایت حضرت ابو بکر رضی سے بھی ہے۔

ان جابر بن عبد الله ثم عمر عن النبي صلى الله
عليه وسلم قال من اكل ثوماً او بصلاً فليعتزل
اوليعة تزل مصلاًناً.

(بخاری)

جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم دیا کہ جو کوئی لہسن یا پیاز کھانے وہ دور رہے یا فرمایا کہ
ہماری مسجد میں نہ آئے۔

عن يوب قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا
ابى بطعام اكل منه وبعث بفضله اتي وانته بعث الى

یوما بقصعة لحم یا کل منها لان فیہا ثوما فسألتہ
احرامہو قال لا۔ ولکن اکرهہ من اجل ریحہ قال
فانی اکرہ ما کرهت۔ (مسلم)

ابراہیم فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئل کھانا
آتا وہ اس میں سے کھانے کے بعد بقیہ مجھے مرحمت فرما دیتے تھے۔ ایک
روز ایک طشتری ایسی آئی جس میں سے انہوں نے کچھ نہ کھایا تھا۔ کیوں کہ
اس میں لسن تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا۔ نہیں! البتہ مجھے
اس کی بو نا پسند ہے۔ جس چیز سے وہ نفرت کرنے لگتے تھے میں بھی کرتا ہوں!
عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من
اکل ثوما او بصلا فلیعتزلنا او قال فلیعتزل مسجدنا
اولیقعہ فی بیتہ وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اتی بقدر فیہ خضرات من یقول فوجد لہا ریحاً
قربہا الی بعض اصحابہ وقال کل فانی انا جی من
لا تنأجی۔ (بخاری۔ مسلم)

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لہسن یا پیاز کھاتے
ہمارے قریب نہ آئے یا فرمایا کہ ہماری مسجد میں نہ آئے یا اپنے گھر بیٹھے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہنڈیا ہائی گئی تھی جس میں کئی قسم کی سبزیاں
پکی تھیں۔ اس میں سے پرمسوس کر کے فرمایا کہ اسے فلاں اصحاب کے پاس
لے جاؤ وہ کھالیں۔ کیونکہ میں ایسے لوگوں سے سرگوشی کرتا ہوں جن سے
تم نہیں کرتے۔

حضرت ابی سعید الخدریؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نهی عن اكل البصل والكرات والثوم. (طیالسی)

پیاز۔ لہسن اور گندنے سے منع فرمایا

گندنا جنگلی لہسن کی اقسام میں سے ہے اس کی بھی ساق ہوتی ہے۔

اسی مسئلہ پر ابی سعیدؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک تفصیلی روایت میں

فرماتے ہیں۔

من اكل من هذه الشجرة الخبيثة شيئا فلا يقربنا

في المسجد، يا ايها الناس! انه ليس في تحريم ما احل

الله ولكنها شجرة اكرة ریحها۔

جس نے اس خبیث پودے سے کچھ بھی کھایا ہماری مسجد میں نہ آئے۔ اے

لوگو! میں کسی ایسی چیز کو جس کو اللہ نے حلال کیا حرام نہیں کرتا لیکن مجھے یہ ذمت

اور اس کی بدبو نا پسند ہے!

مسند احمد اور طبری نے اسے ابی ثعلبہؓ سے بھی روایت کیا ہے۔

جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اكل هذه الخضروات: البصل والثوم والكرات و

الفجل فلا يقربنا مسجداً۔ (طیالسی)

جس نے ان سبزیوں یعنی پیاز۔ لہسن اور کرات اور مولیٰ کو کھایا وہ ہماری

مسجد میں نہ آئے۔

حضرت ثریانؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اكل من هذه البقعة المنكرة یعنی الثوم فليجلس

في بيته۔ (النسائی)

جو اس پروردہ پودے یعنی لہسن کو کھائے۔ وہ اپنے گھر بیٹھا رہے۔

حضرت ابی سعیدؓ مسن کے بارے میں شرط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یوں بیان کرتے ہیں۔

كلوة . من اكله منكم فلا يقرب هذا المسجد حتى يذهب

ريحه منه يعنى الثوم . (ابو داؤد . ابن حبان)

زخم سے کھاتے جو تم میں سے جس نے اسے کھایا ہو وہ اس مسجد کے قریب
ذائے قحیٰ کر اس کے مزے سے اس مسن کی بدبو چلی نہ جائے۔

عن امرایوب قالت صنعت للنبي صلى الله عليه و

سلم طعام فيه بعض البقول . فلم يأكل وقال انى

اكره ان اوذى صاحبى . (ابن ماجه)

(ام ایوبؓ کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا جس میں

بعض بیڑیاں مسن وغیرہ تھے۔ انہوں نے وہ نہ کھایا اور فرمایا کہ میں پسند

نہیں کرتا کہ میرے مزے سے بدبو آئے اور لوگ پریشان ہوں)

عن معدان بن ابى طلحة اليعمرى ان عمر بن الخطاب

قال يوم الجمعة خطيبا نحمد الله واشتق عليه ثم

قال . يا ايها الناس انكم تأكلون شجرتين لا اراهما

الا خبيختين . هذا الثوم وهذا البصل . ولقد

كنت ارى الرجل عهد رسول الله صلى الله عليه

وسلم يوجد ريحه منه فيؤخذ بيده حتى يخرج

به الى البقيع فمن كان اكلهما لا بد فليمتهما طبخاً .

(ابن ماجه)

معدان بن ابی طلحہ امیری بیان کرتے ہیں کہ ایک مجھو واسے دن حضرت عمر بن

خطابِ خطبہ دینے منبر پر کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا
 ”اے لوگو! تم ان دو چیزوں کو کھاتے ہو جن کو میں ہر طرح سے خبیث قرار
 دیتا ہوں۔ یعنی کہ یہ لہسن اور بیہ پیاز۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اگر کوئی
 شخص ان کو کھاتا تھا اور اس کے منہ سے ان کی بو آرہی ہوتی تھی تو اس کا
 ہاتھ پکڑ کر شہر کے باہر بیسٹ کی سمت نکال دیا جاتا تھا۔ اگر تم نے انہیں کھانا
 ہی ہو تو پکا کر کھاؤ کہ اس طرح ان کی بدبو کم ہو جائے۔“

عن جابر ان قرا اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 فوجد منهم یریح الکرات فقال الماکن نہیتکم
 عن اکل هذه الشجرة ان الملائکة تنادی سمایتا ذی
 منه الانسان۔ (ابن ماجہ)

جابر فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کچھ لوگ اُسے جن کے
 منہ سے کرات دگندتا کی بو آرہی تھی۔ فرمایا کہ کیا میں نے تم لوگوں کو اس
 درخت کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا؟ فرشتے بھی اس چیز سے
 پریشان ہوتے ہیں جس سے انسان ہوتے ہیں!

لہسن کی اجازت

حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 کلو الثوم و تدا و و ابہ فان فیہ شفاء من سبعین
 داء۔ (الدیلمی)

لہسن کھاؤ اور اس سے علاج کرو۔ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے
 شفا ہے۔

حضرت علیؑ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ان الملك ينزل على لاكلته يعق الثوم - (المخطيب)

اگر میرے پاس فرشتے نہ آتے ہوں تو میں اسے یعنی لسن کو کھا لیتا۔

ابونعیم کی طب پر ایک تالیف مطبوعہ نوکثر لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے جس

میں اس نے متن کے بغیر ایک روایت بیان کی ہے کہ جس کے منہ سے لسن پیاز یا مول کی بدبو آئے وہ درد شریف پڑھے تو بدبو جاتی رہے گی۔

محدثین کے مشاہدات

اس کے لگانے سے جلد بھٹ جاتی ہے اور اس پر پھوڑے نکل آتے ہیں

اس کے لگانے سے سانپ اور بھپور کے زہر کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں

ابن القیم نے کتاب کاٹنے کے لیے بھی اس کا لگانا مفید قرار دیا ہے جلد پر لگانے

سے مقامی طور پر حدت موسمی ہوتی ہے۔ اسے کوٹ کر سرکہ، شہد اور نمک ملا کر

پھوڑے پھیپھوں اور چھانٹوں پر لگائیں تو فائدہ ہوتا ہے۔

لسن کھانے سے سینہ کا درد دور ہوتا ہے۔ فالج میں فائدہ ہو سکتا ہے۔

ہیٹ کے سدے نکالتا ہے۔ کھانا ہضم کرتا ہے۔ پیاس کم کرتا ہے۔ پیشاب آور

ہے۔ جسم کو گرمی پہنچاتا ہے۔ حلق کی سرفی اور روم دور کرتا ہے۔ سینے سے بلغم اور

پیٹ سے کیڑے نکال دیتا ہے۔ اس کے مضر اثرات میں دماغ اور بصارت کو

کمزور کرنا صغیرا میں اضافہ کرنا ہے۔ باہ کو کم کرتا ہے۔ سانس کو بدبودار کرتا ہے۔

اگر اس کے ساتھ صاب کے پتے کھائے جائیں تو اس کی اپنی بدبو بھی کم ہو جاتی

ہے۔ جھڑوں کے پانے درد پھر سے شروع کرتا ہے اور بوا سیر میں

مضر ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

لسن سرد ملکوں کے رہنے والوں کے لیے مفید ہے کیونکہ گرمی پیدا کرتا ہے۔ فلیٹز اخلاط کو کاٹ دیتا ہے۔ خون کو تھلا کرتا ہے۔ زیادہ مقدار خون کو جلا کر سیاہ کر دیتی ہے۔ کھانے والے کے خون۔ پیشاب۔ پاخانہ اور پسینہ سے بھی لسن کی بو آتی ہے۔ ریادر ہے کہ جنگ میں استعمال ہونے والی زہریلی گیسوں میں MUSTARD گیس کی بدبو بھی لسن کی مانند ہوتی ہے۔ لسن دمر اور پتی میں مفید ہے تپ بلغمی۔ باؤ گولہ۔ بلغم۔ براہیر اور جذام کو زائل کرتا ہے۔ اس کا معجون پتھری کو توڑتا ہے۔ اس کا معجون باہ کو قوت دیتا ہے۔ فالج۔ نقورہ۔ مرگی اور ریشہ میں مفید ہے۔ لسن کو کچل کر اس کا ساڑھے سات تولہ پانی نکال کر اس میں ہم وزن گھی اور پانچ تولہ گڑ اور تھوڑا سا آٹا ملا کر حریرہ پکا یا جاتا ہے۔ پھلے لسن کا خالص پانی پی کر اوپر سے حریرہ کھالیا جائے۔ تپ لرزہ کو آرام آجائے گا۔ ساڑھے سات تولہ لسن کے پانی سے معدہ میں شدید جلن پیدا ہو جائے گی۔

اگر اسے گھی میں بھون کر شہد ملا کر چٹائی تو دم میں فائدہ ہوتا ہے۔ فالج کے لیے مریض کو پہلے روز ایک پونجی۔ پھر دو۔ پھر تین اس طرح چالیس تک جاویں اور پھر روزانہ ایک کم کر لیں۔ فالج ٹھیک ہو جائے گا۔ بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ لسن کے جو شانہ کے ساتھ حقنہ کرنے سے عرق النسا ٹھیک ہو جاتا ہے اگر اس کے ساتھ خون اور صفرا کے دست آئیں تو بہتر ہے۔ اس کے استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ کم ہو جاتا ہے۔ انجیر اور اخروٹ کے ساتھ ملا کر کھانے سے فوائد میں اضافہ ہوتا ہے۔ قویج ریجی۔ بلغمی اور آنٹوں کے درد کو مٹا دیتا ہے۔ اس کو کھانے سے دست بھی آجاتے ہیں مگر ایسا ہونے سے پیٹ کے کیرے نکل جاتے

ہی۔ بڑھے آدمیوں میں پیشاب کی رکاوٹ دودھ ہوتی ہے۔
 انجیر، سداب اور اخروٹ کے ساتھ لہسن اکثر زہروں اور زہریلے کیڑوں
 حتیٰ کہ کتا کانٹے کے لیے بھی مفید ہے۔
 وید سے طبیعت کو خوش کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ ہاضمہ اور عقل بڑھاتا
 ہے۔ سغرا اور خون میں اضافہ کرتا ہے۔ باؤ گولہ۔ تپ سرد۔ ورم اعنسا، بوا سیر اور
 جریان کے لیے مفید ہے۔ کھانے کے بعد کی متلی کو دور کرتا ہے۔ بادی کو مٹاتا ہے
 لہسن کو چوڑا کر یا بھکے میں ڈال کر اس کا تیل نکالا جاتا ہے۔ جس کے خواص بالکل لہسن
 والے ہیں۔ گرم پانی میں لہسن کا عرق کھانسی میں مفید ہے۔ اس کا حملہ تیار کر کے
 کھانے سے تفرقہ دور ہو جاتا ہے۔

جنگلی لہسن

اس کی بو لہسن کی مانند ہوتی ہے۔ پتے اور ساق لمبی ہوتی ہے۔ پھول نیلے
 رنگ کا ہوتا ہے۔ پھول کے ارد گرد ستاروں کی مانند پتے جمع ہوتے ہیں۔ اس
 کی بو تھپاں زیادہ نہیں ہوتی۔ اس کا مزہ لہسن سے زیادہ تیز اور بو شدید ہوتی ہے اسے
 کراٹ ابری بھی کہتے ہیں بعض اطباء نے اسے 'نوم الجید' بھی قرار دیا ہے۔ البتہ اسے
 حافظہ اجساد کا نام بھی دیا گیا ہے۔

اس کے فوائد بالکل لہسن والے ہیں بلکہ تیز ہونے کی وجہ سے سریع الاثر ہے

مقامی استعمال

لہسن کو جلا کر سرکہ اور شہد میں پیس کر لگانے سے پھوڑے پھنسیاں برسیں۔ بالوزہ
 گنج پھپھ اور داوٹھیک ہو جاتے ہیں۔

سرکہ اور شہد میں اس کا مرکب لگانے سے جھڑوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ خالص لہسن کا عرق منے سے جو میٹھی مر جاتی ہیں۔ کمرے میں اس کی دھونی دینے سے بھڑ اور دوسرے ضرر رساں کیڑے بھاگ جاتے ہیں۔ جسم کے کسی حصے میں ورم ہو تو لہسن کو سرکہ میں گھوٹ کر لگانے سے وہ تحلیل ہو جاتا ہے۔ دوسری صورت میں اسے دودھ میں پکا کر یہ دودھ پھوڑوں کو پکانے کے لیے لگائیں۔ اس کو گرم گرم چبانے سے دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔ اس کو رائی کے تیل میں تل کر یہ تیل لگانا خشک کھجلی کے لیے مفید ہے۔ ایک پوتھی لہسن کو سواترہ تل کے تیل میں تل کر پھرس نکال کر کان کے آس پاس لگانے سے سرہ پن میں فائدہ ہوتا ہے۔ لہسن کی دھونی سے ادھ سرکہ کا درد جاتا رہتا ہے۔

کیمیاوی ہیڈیت

لہسن کو کوٹ کر اگر اسے کشید کیا جائے تو اس سے ایک فرازی تیل نکلتا ہے جسے اس کا جزو عامل کہہ سکتے ہیں۔ اس کا رنگ کھلتا ہوا زرد یا پراؤن ہوتا ہے اور اس میں سے لہسن کی شدید بدبو آتی ہے۔ یہ تیل ۱۵۰ پر ابالنے سے اڑ جاتا ہے اگر اسے درجانی کشید کے عمل سے گزاریں تو مختلف مراحل پر اس سے چار قسم کے سیال حاصل ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک کی خوشبو پیاز کی مانند ہوتی ہے۔ امریکی محقق کاوالیٹونے ۱۹۴۳ء میں پیاز کو کوٹ کر اسی سے ایک جراثیم کش دوائی ALLACIN نام کی حاصل کی ہے۔ یہ دوائی خالص صورت میں جلد ضائع ہو جاتی ہے اس کا ۰.۲ فیصدی محلول زیادہ دیر تک مؤثر رہ سکتا ہے جبکہ لہسن میں اس کی مقدار ۰.۴ فیصدی تک ہو سکتی ہے۔ بعد میں کیمیا دانوں نے ALLACIN کا نام ترک کر دیا کیونکہ اسی نام کا ایک اور مرکب علم کیمیا میں پہلے سے موجود اور مشہور تھا۔ اس کے

بعد ۱۹۴۶ء میں وینکٹ رامن اور اس کے ساتھیوں نے اسے ہر قسم کے جراثیم کے خلاف موثر پایا۔ حتیٰ کہ تپ دق اور کوڑھ کے جراثیم بھی اس کی زد میں تھے اور یہ پھیپھڑوں پر بھی موثر تھا۔ یہ خون اور معدہ کے جوہر کی موجودگی میں بھی موثر رہ سکتا ہے مگر آنٹوں میں موجود بلیب کے جوہروں PANCREATIC JUICE کی موجودگی میں بے کار ہو جاتا ہے یہ جوہر دودھ کے پھاڑنے یا ہضم کرنے والے ہضم جوہروں کے عمل میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ اس کے بعد پاکستانی کیمیادان ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی نے ۱۹۴۱ء میں گندھک سے مرکب بناتاتی ذرائع سے حاصل ہونے والی جراثیم کش اور یہ پر تحقیق کر رہے تھے۔ انہوں نے لہسن پر پھر سے تجربہ کیا اور دیکھا کہ اسے چھ کھنڈ تک ایٹھری بھگوانے سے اس میں سے ۴۰ فیصدی کی مقدار میں ایک جراثیم کش عنصر خارج ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں رکھی گئیں ایک وہ جو کلوروفارم میں حل پذیر تھا اور دوسرا غیر حل پذیر ہے۔ ان کو ALLISATIN-1 — ALLISATIN کے نام دیئے گئے۔ چلا پپ پیدا کرنے والے STAPHYLOCOCCUS کی اقسام کے خلاف موثر پایا گیا۔ جبکہ دوسرا صرف STREPTOCOCCUS کے خلاف مفید رہا ان دو کے علاوہ ایک دوا مرکب بھی برآمد ہوا جو اکھل میں حل پذیر نہ پایا گیا۔

کا والیٹرنے ان جراثیم کش عناصر کا تقابلی مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کا استعداد فیسلین کی صلاحیت کے سواں حصہ یا ایک فیصدی سے کہے۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ کلوروفارم میں حل ہوجانے والا حصہ ہینڈک کے دل کے بے مقوی ہے جبکہ بتی کے بلڈ پریشر میں اضافہ کرتا ہے اور عروغوش کی انتڑیوں میں فالج پیدا کرتا ہے۔ کلوروفارم میں حل نہ ہونے والے حصہ میں نہ تو جراثیم کش اثرات تھے اور نہ ہی اس نے ہینڈک کے دل پر کوئی اثر ڈالا نہ بتی کے دل کو متاثر کیا اور نہ ہی عروغوش کی آنتیں مفلوج ہوئیں۔ ان مشاہدات سے یہ ثابت ہوا کہ دل پر اس کے مفید

اثرات والی بات والی بات محض خوش فہمی ہے حقیقت نہیں۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی تحقیقات لاہور کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فرخ حسین شاہ نے اس تالیف کے لیے خصوصی طور پر لہسن کے ترکیبی اجزاء تلاش کر کے رپورٹ مرتب کی ہے۔ ان کی تحقیقات کے مطابق ایک سو گرام لہسن کے کیمیاوی اجزاء کا تناسب یوں ہے۔

پانی، لحمیات، نشاستہ، کیلسیم، فاسفورس فولاد

لہسن کی پرتھی - ادا ۶۳ ادا ۵ ادا ۳۳ ادا ۲۳ ادا ۱۳۶ ادا ۱۷۷

لہسن کے پتے (ساق) ادا ۹ ادا ۱۰۹ ادا ۵ ادا ۱۲۰ ادا ۵۳ ادا ۱

سوڈیم، پوٹاشیم، میگنیشیم، حیاتین بی، وٹامین سی

۲۷ ۲۹۳ ۳۳ ۰۰۵۰۳۲ ۷۰۰

۱۳ ۵۸۷ x ۰۰۳۰۶۰۹ ۲۲۶۰

اطباء جدید کے مشاہدات

اس کے زیادہ تر اثرات اس تیل کی وجہ سے ہوتے ہیں جو اس میں پایا جاتا ہے۔ اس کی خوراک نصف سے دو قطر سے ہے۔ یہ تیل زبردست جراثیم کش ہے۔ کاربالک ایڈ سے دو گنی صلاحیت کا مالک ہے۔ اس کو کھانے سے منہ سے ناگوار بو آتی ہے جس کو کم کرنے کے لیے جرمنی کی فرم ڈاکٹر میڈاس نے نام کے کیپسول بنائے ہیں۔ چونکہ ان میں ذائقہ اور بو نہیں اس لیے آسانی سے کھائے جاسکتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کی فرم سینڈوز نے لہسن کے جوہر کے ساتھ پسا ہوا کوئلہ ملا کر بتخیر عمدہ کے لیے — ALLISATIN نامی گولیاں بنائی ہیں

جگہ ہمارے ملک میں فروخت ہوتی ہے۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی تحقیق کے ڈاکٹر فرخ حسین شاہ نے لہسن کا برہم دانے رار صورت میں تیار کیا جس میں بدبو کم ہے۔ اسے مصالحہ بنانے والی پاکستان کمپنیاں اب "لہسن پوڈر" کے نام سے بازار میں فروخت کر رہی ہیں۔

اندرونی طور پر اس کا سفوف، جوہر، یا تیل بد معنی، باؤگولہ، جھوک کی کمی میں مفید ہیں آنتوں کے جراثیم اور کیڑے مار دیتے ہیں۔ انہی تکالیف کے لیے لہسن کا مرہم بنا کر پیٹ کی جلد پر مالش کی جاتی ہے۔

یہ دودھ اور پرانی کھانسی میں مفید ہے۔ ۱۹۱۶ء میں ماہرین نے اسے تپ محرقہ سے بچانے والا قرار دیا۔ پھر اسے تپ محرقہ کے علاج میں یوں تجویز کیا گیا کہ لہسن کے مرق کا ایک چھوٹا چمچ گھٹے کے گوشت کی بخنی کی ایک پیالی میں ڈال کر اس میں کوئی شربت ملا کر میٹھا کر لیا جائے۔ یہ پیالہ ہر چھ گھنٹے کے بعد دیا جائے بارہ سال سے کم عمر بچوں کے لیے نصف چمچ کافی ہے۔

خناق میں لہسن کی پوتھیاں بار بار چبانا مفید ہے۔ چونکہ اس بیماری میں مس ذائقہ نہیں ہوتی اس لیے مریض آسانی سے قبول کر لیتا ہے۔ ۱۸۱۸ء میں کراس مین نے دعویٰ کیا کہ لہسن نمونیہ کے لیے مفید ہے۔ اس نے مطبوعہ مقالہ میں بیان کیا ہے کہ اس کے ہر مریض کو پانچ روز کے اندر فائدہ ہوا۔ اس نے لہسن کی ٹسکچر۔ استعمال کی اور سانس کی دوسری بیماریوں میں بھی افادیت کا اظہار کیا ہے۔

ہے۔

دق اور سل کے علاج میں لہسن کو شہرت رہی ہے۔ اس کا عرق تکلیف دہ کھانسی کو ختم کر دیتا ہے۔ جھوک بڑھ جاتی ہے۔ اور بعض مریضوں میں رات کو پسینے آنے بھی بند ہو جاتے ہیں۔ ان باتوں سے مریض کا وزن بڑھتا اور جھوک میں اضافہ

ہوتا ہے۔ اس کے لیے نصف سے پورا چھ دن میں تین سے چار مرتبہ دیا گیا۔
ہمیرگ (جرمنی) کی ایک دوا ساز کمپنی نے لہسن میں کیمیاوی عناصر شامل کیے
بغیر لہسن کے تیل کے کیپسول تیار کیے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ خون کو تھلا کرتے
ہیں۔ ہاضمہ کو درست کرتے ہیں۔ خون کی تالیوں کی وسعت کو بڑھاتے۔ دوسرے
کھانسی، گنٹھیا میں مفید ہیں۔

لہسن کے عرق میں نمک ملا کر اعصابی امراض، مثلاً سردرد، ہسٹریا میں مفید
بتایا گیا ہے۔ اس کا تیل باری کے بخار (طیریا) میں مفید پایا گیا ہے۔ اس کو
پانی اور کھانڈ میں پکا کر شربت بنا کر گنٹھیا اور جوڑوں کے دردوں میں دیا جاتا
ہے۔ اسے پینے سے سردی لگنی بند ہو جاتی ہے۔

خارجی استعمال:

دوا کے زخموں پر لہسن کوٹ کر ملنے سے وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اسی
ملغوبہ کو ہسٹریا کے مریض کو سنگھایا جائے تو بیہوشی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ ناریل
یا سرسوں کے تیل میں اورک کو جلائیں۔ پھر یہ تیل ایسے زخموں پر لگایا جائے جن
میں کیرے پڑے ہوں یا بدبو آتی ہو۔ یہ تیل کھجلی میں بھی مفید ہے۔ پھٹوں کی اکڑن
چوٹ اور درد میں اسی تیل میں نمک ملا کر لگانا مفید ہے۔ اس کی جگہ ندرکاری اور
چوڑا SUCCUS ALLII تجویز کرتے ہیں جس کی ترکیب یہ ہے کہ لہسن کا پانی نکال
کر اسے چار گنا آب مقطر میں حل کر لیا جائے۔ یہ لوشن زخموں سے بننے والی پیپ
کو بھی بند کرتا ہے اور انہیں بھرنے میں مددگار ہوتا ہے۔ تلی کے تیل یا سرسوں کے
تیل میں لہسن کے دوا ایک جوڑے جلا کر تیل کان میں ڈالنا کان کے درد میں مفید ہے
اس کا جوہر اگر کان کے آس پاس روزانہ ملا جائے تو بہرا پن کو دور کرتا ہے۔ لہسن کا

خالص عرق حلق کا کو اڑھ جانے پر لگانے سے اس کی سوزش کم ہو جاتی ہے۔
 ویدک طب کی جدید تحقیقات میں ۱۲ تولہ لہسن پھیر ہیگ۔ زیرہ سیاہ
 نمک، بوری، نمک سانہر۔ سوٹھ۔ مرغ سرخ۔ مرق سیاہ میں سے ہر ایک
 ڈیڑھ ماشہ لے کر ان سب کو پیس لیا جائے۔ اس صوف کے پیس گرین روزانہ
 صبح کھانے سے لقمہ۔ فالج۔ عرق النساء۔ اور ٹانگ کو فائدہ ہوتا ہے۔ اسی قسم
 کا ایک اور نسخہ سوپر سونا کے نام سے مروج ہوا ہے جس میں ۲۲ تولہ اورک
 کو چار سیر پانی اور چار سیر دودھ میں اتنی دیر پکا یا جائے کہ وہ نصف رہ جائے۔
 پھر اسے چھان کر رکھ لیں۔ اس کا ایک چمچ روزانہ صبح دل کی کمزوری۔ پیٹ میں
 نفع۔ وجع المفاصل اور ہسٹریا میں مفید ہے۔

حیوانات میں لہسن کا استعمال

برطانوی ڈاکٹر ملٹن ڈیوہرسٹ نے لہسن کو جانوروں اور خاص طور پر کتوں کے
 اجسام سے کیڑے لگانے میں مفید بتایا۔ اس کے نسخے کے مطابق لہسن کے تازہ عرق
 کے ایک اونس میں تیس اونس پانی ملا کر دینا ایک چھوٹے اور عام جسامت کے
 کتے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس مرکب کو اگر کسی خوردنی تیل میں ملا کر دیا جائے
 تو زیادہ مفید ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ملٹن کا مشاہدہ ہے کہ لہسن کا عرق ہر مرتبہ تازہ نکالا
 جائے۔ پرانا عرق بیکار ہوتا ہے۔

لہسن کے بارے میں خصوصی احتیاط

بھارتی ماہرین کا بیان ہے کہ لہسن کے مرکبات ایسے اداروں کے بنے
 ہوئے خریدے جائیں جن کی شہرت اچھی ہو۔ کیونکہ اسی کے ایفیس کی خوشبو لہسن

کی طرح کی ہوتی ہے۔ اس کی قیمت لہسن کے تیل سے بیس گنا کم ہے۔ اس کی ملاوٹ عام ہوتی ہے اور یہ السینس خطرناک ہے کیونکہ اس میں سایا نائٹزبر ہوتے ہیں۔

لہسن کی حقیقت

احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لہسن ناپسند تھا۔ اُمت کے لیے انہوں نے شرط لگائی کہ کچا نہ کھایا جائے۔ عام لوگ ہندیا میں پکا ہوا لہسن کھا سکتے ہیں۔ حضرت ام ایوبؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے لہسن میں پکا ہوا سالن کھانا بھی پسند نہ فرمایا۔ اس عمل مبارک کے بعد لہسن کے استعمال کی کوئی گتجائش نہیں رہتی۔ جس چیز کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا کسی فائدہ کا باعث نہ ہوگی۔

لہسن کوئی نئی چیز نہیں لوگ اسے چھ ہزار سال سے جانتے ہیں۔ اتنی لمبی واقفیت کسی یقینی فائدے کا باعث نہیں ہو سکی۔ آجکل مشہور ہے کہ لہسن کھانے سے خون میں کولسٹرول کم ہو جاتی ہے۔ یہ بلڈ پریشر کو کم کرتا ہے۔ برصغیر ہند کے اکثر و بیشتر گھرانوں میں لہسن بڑی باقاعدگی سے سالن میں ڈالا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو سالوں سے لہسن کھا رہے ہیں ان میں سے ہزاروں ایسے ہیں جن کو بلڈ پریشر ہوا۔ خون میں کولسٹرول بڑھی اور دل کے دورے پڑے۔ اگر لہسن اس باب میں مفید ہوتا تو یہ لوگ بیمار نہ ہوتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی الصبح شہد پینے والے کو کوئی بڑی بیماری نہیں ہوتی۔ اس بات پر اطباء نے اسے "حافظ الامین" کا لقب دیا کیونکہ وہ بیماریوں سے بچاتا ہے۔ ایسی کوئی صفت کسی بھی ذریعہ سے لہسن کے بارے میں معلوم نہیں ہوئی۔ ۱۹۱۶ء اور ۱۹۱۸ء میں ماہرین نے اسے تپ محرقہ اور

خناق میں استعمال کیا اور بڑے اچھے نتائج بیان کیے مگر ستر سال گزر جانے کے باوجود پھر کسی نے ان مشاہدات کو قابل عمل نہ قرار دیا۔

۱۹۲۵ء میں لوگوں نے لہسن سے ALLISATIN نکال کر اسے

قرار دیا۔ مگر ۲۲ سال میں یہ دوائی بازار میں بکنے نہ آئی۔

بھارتی ماہرین کا خیال ہے کہ بلڈ پریشر کے لیے لہسن کو پکا کر کھایا جائے۔ جرمن کہتے ہیں کہ کھائیں تو کچا مگر زیادہ چھایا جائے۔ جو یا روٹی کے تھمے میں رکھ کر نکل لیا جائے۔ اب کراچی یونیورسٹی کی علم الادویہ کی پروفیسر زبیدہ قریشی نے اثرات کا مشاہدہ کر کے بتایا ہے کہ اس کے کاغذ کی مانند باریک تھلے بنا کر انہیں چھانے بغیر نکل لیا جائے۔ علم الغذا کے ایک ماہر سے پوچھا گیا کہ کیا ان کے خیال میں لہسن مفید ہے۔ فرمانے لگے ہیں دل کا مریض بھی ہوں۔ ایک دفعہ نماز منہ لہسن کھاتے کی بیوقوفی کی تو کئی دن اس کی صحن نہ گئی۔

احادیث میں مذکور ہے کہ لہسن میں فوائد بھی ہیں۔ چونکہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا اس لیے یہ کبھی بھی تریاق نہ ہوگا۔ شراب میں فوائد بھی ہیں۔ اور بیسویں صدی تک یہ متعدد بیماریوں میں بطور دوا مستعمل رہی ہے۔ مگر آہستہ آہستہ اس کا استعمال متروک ہو گیا۔ کئی بیماریوں میں زخموں کو آگ سے داغا جاتا تھا۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا تھا آہستہ آہستہ لوگ بھی اس کی افادیت کے منکر ہو گئے کچھ عرصہ پہلے آگ سے گرم کئے ایسے چاقو یا بجا دھوئے تھے جن سے اپریشن کرتا بڑا آسان تھا مگر انہیں مقبولیت میسر نہ آئی۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

لہسن کا براہ راست اثر انٹریوں کی مچلیوں پر ہوتا ہے۔ جس سے ان

خیزش پیدا ہوتی ہے اور ان کی حرکات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خون کی نالیوں میں وسعت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے بلڈ پریشر میں کمی ہو جاتی ہے۔ یہ عمل درمچر دینے کے تیس سے پتالیس منٹ بعد شروع ہو جاتا ہے۔

لسن کی ہومیوپیتھک شکل ان لوگوں میں زیادہ مفید ہے جن کو چکنائیاں کھانے سے بد مہنی پیدا ہوتی ہو۔ جگر اونچا ہو۔ بسیار خوری کا شوق ہو اور کولھے کے جوڑے اور راتوں کے اندر کی طرف درد ہوتا ہو۔

تپ دق کی اس صورت میں جب بلغم زیادہ ہو۔ تھوک میں خون آتا ہو بخار ہوتا ہو اور جسم میں کمزوری ہو لسن کے قطرے دینا مفید ہوتا ہے۔

منہ میں تھوک زیادہ آئے۔ گلے میں یوں محسوس ہو جیسے کہ بال بھنس گیا ہے زبان کھرری اور زرد ہو طبیعت بار بار کھانے کو چاہے تو لسن دینا چاہیے۔

دل کی اس کیفیت میں جب بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ اور سانس میں سیٹیاں بچنے کی آواز محسوس ہو۔ چھاتی میں درد۔ صبح اٹھ کر شدید کھانسی اور بلغم نکالنے میں مشکل پیش آئے تو یہ علامات لسن کے استعمال کی ہیں۔

عورتوں میں راتوں کے درمیان جلن اور خارش محسوس ہو جو کہ ایام کے بعد بڑھ جائے اور چھاتیوں میں ورم۔ بوجھ اور درد ہو تو لسن دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔

مرکی — مر

MYRRH

BALSAMODENDRON MYRRHA

یہ ایک قدیم اور مشہور پودا ہے جس کا ذکر اکثر مذہبی کتابوں میں بار بار آیا ہے۔ زمانہ قدیم میں اسے سونے کی طرح قیمتی اور برکت والا جانتے تھے جب لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا معلوم ہوا تو انجیل مقدس کے مطابق بچے کو جو نکائف پیش کیے گئے وہ مر۔ یوبان اور سونا تھے۔ اس درخت کی وجہ شہرت گوند ہے جو اس کے تنے میں سے شکاف دے کر نکالا جاتا ہے۔ یہ گوند مر ہے جبکہ بھارتی زبانوں میں یہ ببول۔ بولم۔ یولا۔ بیرابول۔ پولم وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہے سنسکرت میں یہ "گرس گندھا" ہے۔ اس کا درخت جنوبی عرب۔ شمال مشرقی افریقہ۔ ایتھوپیا۔ ایران اور تھائی لینڈ میں پایا جاتا ہے۔ بھارتی بازاروں میں اس کی دو در آمدہ قسمیں کرم اور موتیا زیادہ مشہور ہیں۔ ورنہ بازار میں ملنے والی مرعام طور پر خاص نہیں ہوتی۔ قیمت زیادہ ہونے کی وجہ سے اس میں ملاوٹ عام ہے بہترین قسم وہ قرار دی جاتی ہے جو عرب یا مکہ سے آتی ہے اور اسی مناسبت سے سنارکی کی طرح اس کا نام بھی مرکی مشہور ہو گیا۔

اپنے فوائد کی اہمیت کے اعتبار سے یہ برٹش فارما کوپیا کی تسلیم کردہ معالجات

کی فہرست میں شامل ہے۔ وہاں پر اس کا سکہ بناتا نام COMMIPHORA MYRRH

قراردیا گیا ہے۔ بعض ماہرین اسے مرکی بجائے MOL MOL کہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جبکہ بھارتی ماہرین اسے BALSAMODENDRON MYRRHA کہتے ہیں۔

کتاب مقدسہ

اس کی اہمیت کا اندازہ اس آیت سے ہو سکتا ہے..... کچھ اس شخص کے لیے نذرانہ لیتے جاؤ۔ جیسے تھوڑا سا روغن بلسان۔ تھوڑا سا شہد۔ کچھ گرم مصالح اور مر اور پتہ بادام۔ (پیدائش ۱۲ : ۱۱ - ۴۳)

خداوند کی عبادت کے لیے ارشاد ہوا۔ اور خداوند نے موسیٰ سے کہا تو خوشبودار مصالح۔ مر اور مصطکی اور نمک اور خوشبودار مصالح کے ساتھ خالص لوبان وزن میں برابر برابر لینا۔ اور گندھی کی حکمت کے مطابق خوشبودار روغن کی طرح صاف اور پاک بخور بنایا۔ (خروج - ۳۵ : ۲۲ - ۳۰)

اس کی خوشبو کو اہمیت دیتے ہوئے فرمایا۔ (تیسرے لباس سے مر اور عود اور تاج کی خوشبو آتی ہے۔)

(زبور - ۸ - ۲۵)

اس کی خوشبو کی پسندیدگی کا اظہار غزل الغزلات اور دوسرے ابواب میں کرنے کے بعد حضرت مسیح کی مفروضہ تدفین کے تذکرے میں آیا۔ پچاسی سیر کے قریب مر اور عود ملا ہوا لایا۔ پس انہوں نے یسوع کی لاش لے کر اسے سوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کھنایا۔ (یوحنا - ۶۰ - ۱۹)

حضرت مسیح علیہ السلام کی تدفین ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید ان کے مصلوب کیے جانے یا قتل کیے جانے سے پوری طرح انکار کرتا ہے۔ البتہ اس آیت کی ایک تفسیر کے مطابق یہودیوں نے جس شخص کو صلیب دیا تھا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ہرگز نہ تھے البتہ ان کا ہم شکل کوئی شخص تھا۔ اسی ضمن میں حالیہ تحقیقات کے مطابق کچھ عیسائی مورخ بھی صلیب کے واقعہ کی تفصیل اور حقیقت پر مشتبہ ہیں۔ انجیل مقدس کے مطابق ان کا صلیب پر قیام چار گھنٹے سے زائد نہ تھا اور کسی شخص کی موت اتنے قلیل عرصہ میں واقع ہونا طبی طور پر ممکن نہیں۔

ارشادات نبوی

حضرت عبداللہ بن جعفر روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 بخروا بیوتکم بالشیعہ والمر والصحتر (بہق شعب الایمان)
 اپنے گھروں میں الشیعہ، مڑا اور صعتر کی دھون دیا کرو
 یہی روایت انھی مرتب نے ابان بن صالح بن انس سے بھی نقل کی ہے۔
 اس حدیث میں مذکور الشیعہ کو WATER CRESS کہتے ہیں اطباء نے اسے
 درمنہ تزی یا پودینہ کی اقسام میں سے قرار دیا ہے۔ جبکہ یہ حرف یا حسب الرشاد
 ہے عرب میں حسب الرشاد کے پتوں کا قمرہ بنا کر پیٹا درد کے لیے عام
 استعمال ہوتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

مصر قدیم کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ، اقام میں مرکا پودا افریقہ سے
 مصر لایا گیا اور اس دور کے معالج اسے زخموں کے علاج میں استعمال کرتے تھے۔

مُرکوبہ میں بخور کے طور پر جلایا جاتا تھا۔ فراعین مصر سے اپنے خزانوں میں بیش قیمت خوشبو کے طور رکھتے تھے امر کی شراب میں خوشبو کے لیے ڈالی جاتی تھی اور سر پر لگانے والے تیل کو خوشبو دار بنانے کے لیے اسے ملایا جاتا تھا۔ یونانی دیو مال میں یہ پودہ اس نیک بخت بچی مرہا کی یادگار ہے۔ جس کے بارے میں ان کے یہاں ایک بہبودہ داستان بیان کی جاتی ہے۔ جبکہ اپنے لفظی معانی کے اعتبار سے اس کے معنی خوشبو کے ہیں۔ حکیم دیسکوریدوس نے اسے سمرنا کے نام سے اپنے نسخوں میں استعمال کیا ہے۔

عقروت کے مادہ کو خشک کرتی ہے۔ سردی اور بلغم، اور ام کو تحلیل کرتی ہے پرانے دانتوں کو بند کرتی ہے۔ پرانی کھانسی اور دم میں مفید ہے۔ سینے اور سہلی کے درد کو دور کرتی ہے۔ مقوی معدہ اور کاسرا الریاح ہے۔ خون کے سفید دانوں کو بڑھاتی ہے۔ آنٹوں کے کیڑے مارنے کے لیے اسے کسٹراٹیل میں ملا کر دیتے ہیں۔ مرکوبہ لالچی۔ طباشیر اور شہد کے ساتھ ملا کر چٹانے سے کمزوری جاتی رہتی ہے۔ مقامی طور پر مرکوبہ استعمال کھلی۔ داؤ۔ بغلوں کی بدبو۔ رانوں کے درمیان کی خارش کے لیے مفید ہے۔ اس سلسلہ میں اسے عام طور پر سرکہ میں ملا کر لیب کیا جاتا ہے۔ اسے سرکہ میں حل کر کے غرارے کرنے سے مُنتہ کی بدبو جاتی رہتی ہے اور دانتوں پر طے سے مسوڑھوں کی سوزش ٹھیک ہو جاتی ہے۔ بعض اطباء نے بغلوں کی بدبو مٹانے کے لیے اس میں پشکڑی ملا کر اکھل یا شراب میں حل کر کے استعمال کیا ہے۔ بیرونی استعمال کے لیے اکھل یا شراب کی بجائے سپرٹ بھی ویسی ہی مفید ہے۔ یہی نسخہ گنج پر لگانے سے بال پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ اس کے پتوں کا پانی نکال کر اگر ناک میں ٹپکایا جائے تو نکسیر بند ہو جاتی ہے۔

درختوں سے حاصل ہونے والا یہ گوند پہلے گول گول دانوں کی شکل میں ہوتا

ہے۔ پھر یہ دانے آپس میں جڑا کر ایک بڑا ٹکڑا بنا لیتے ہیں۔ باہر سے یہ دانے بھورے
سرخ رنگ کے ہوتے ہیں اور اندر سے سفید ہوتے ہیں۔ خوشبودار ہیں اور
ذائقہ تلخ۔

کیمیاوی تجزیہ

ابتدائی تجزیہ کے مطابق اس میں گوند کی مقدار ۶۰-۷۰ فیصدی کے درمیان
فرازی تیل ۱۰-۲ فیصدی۔ بیروزہ ۵۰-۶۰ فیصدی اور اس کے علاوہ ایک کڑوا عطر
شامل ہے۔ اس میں روغن بلسان کے اجزاء ۵۰ فیصدی ملتے ہیں اور اس کے علاوہ
خوشبودار اجزاء میں BENZYL BENZOATE ہوتا ہے یہ وہ منفرد دوائی ہے جو ستدی
قسم کی خارش پر تریاق کا اثر رکھتی ہے۔ بازار میں متعدد دوا ساز اداروں کی طرف اس
دوائی کا دس فیصدی محلول مقامی طور پر لگانے کے لیے عام دستیاب ہے۔ جسے
صرف ایک مرتبہ رات کو لگاتے سے خارش کی یہ قسم SCABIES جاتی رہتی ہے۔
اس کے علاوہ مڑ میں BENZYL CINNAMATE ملتا ہے ۱۵-۱۲ فیصدی
مقدار میں CINNAMIC ACID ملتا ہے جبکہ ۵-۱۰ فیصدی ایک خوشبو VANILIN
ملتی ہے۔ اس میں موجود بیروزہ خالص شکل میں نہیں ہوتا بلکہ دارچینی کے اجزاء کے
ساتھ اس طرح مرکب ہے کہ پانی میں حل ہو جائے۔ بیروزہ ہی کی ایک الکحل۔
TOLUENECINOTANNOL پائی جاتی ہے۔ یہ چاروں اجزاء روغن بلسان اور گوگل
میں بھی ملتے ہیں۔ اس لیے اپنے جملہ اثرات کے اعتبار سے مڑان سے قریب
ترین واقع ہوئی۔ بلکہ ایک لحاظ سے یہ بلسان لوبان اور گوگل سے زیادہ مؤثر ہے۔
کیونکہ اس میں لوبان کے تمام اجزاء کے ساتھ ساتھ دارچینی سے مرکب عناصر
بھی ملتے ہیں جن کا دافع بعض اثر دہری چیزوں سے بہتر ہے۔

اس میں گوگل کی طرح MYRCENE—DIMYRCENE

۱۱% ۶۳%

POLYMYRCENE معمولی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

نڈکارنی کے مشابہہ کے مطابق اس میں دو قسم کے فرازی تیل VOLATILE

OILS پائے جاتے ہیں۔ جو حجم کے لحاظ سے مُرکب کل مقدار کا ۱۰%

ہوتے ہیں۔ پیروزہ چوتھائی سے نصف کے برابر۔ گوند کے علاوہ ایک GLUCO SIDE

بھی پایا جاتا ہے۔ فرازی روغن میں دارچینی اور کاربالک ایسڈ کی قسم کے مرکبات

ہوتے ہیں۔ جبکہ غیر نامیاتی مرکبات میں کلیم کے فاسفیٹ اور کاربونیٹ۔ ایوفیم۔

سلیکا۔ فولاد بھی موجود ہوتے ہیں۔

جدید مشاہدات

مراپنی کیمیاوی ساخت اور اجزاء کی بنا پر دافع تعفن۔ مخرج بلغم مدر البول و

حیض ہے۔ ان افعال کی بنا پر اسے ان تمام زخموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں

سوزش اور بدبو پائی جاتی ہو۔ منہ اور زبان کے زخموں کے لیے غرارے مفید ہیں۔

اندرونی استعمال میں مزمن سعال۔ دمر۔ مثانہ کی سوزش اور فولاد کے مرکبات

کے ساتھ حیض کی کمی اور کاوٹ میں دیتے ہیں۔ خاق میں اس کے جو شانہ کے

غرارے اور ۲ گرام کی حوراک شہد کے ساتھ مفید ہے۔

طیب جدید میں اس کا ٹشچر TR. MYRRH کے نام سے غراروں اور اندرونی

سوزش اور خاص طور پر مسوڑھوں کی سوزش کے لیے مستعمل ہے۔

اطباء جدید نے بھی اس کے دافع تعفن اثر۔ مخرج۔ بلغم صلاحیت کا اعتراف

کیا ہے۔ چونکہ یہ مقامی طور پر قابض ہے اس لیے مسوڑھوں پر لگانے والی ادویہ

میں مڑا ایک اہم جزو ہوتی ہے۔

درخت سے عیسیدہ کرنے کے تھوڑی دیر بعد یہ گوند سخت ہو جاتی ہے۔ منگی اور درآمدی چیز ہونے کی وجہ سے بازار میں خالص مڑا سانی سے میسر نہیں ہوتی۔ اس لیے اس میں گوگل کی ملاوٹ عام ہے۔ جہاں تک اس کے طبی فوائد کا تعلق ہے گوگل سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ وہ بھی اپنے افعال میں اس کے قریب ترین ہے۔

منہ پکنے یا مسوڑھوں اور ہونٹوں پر زخموں کے علاج میں عرق گلاب کے ساتھ اس کا جو شانہ یا بھارتی ماہرین کے بقول مڑ کے ساتھ گلاب کی پتیاں ڈال کر اسے دس منٹ پکالینا کافی ہوتا ہے اور یہ منہ میں ہر قسم کے زخموں حتیٰ کہ آتشک کے زخموں میں بھی مفید ہے۔

اسے مرکب صورت میں پرانی کھانسی۔ دمر۔ اور ان امراض میں جب بلغم آسانی سے نہ نکلتی ہو استعمال کیا جاتا ہے۔

اگرچہ اس کے اندرونی فوائد کافی ہیں۔ مگر ذیلی اثرات کی بنا پر اس کا صحیح مصرف خارجی استعمال تک محدود رہتا چاہیے۔ اسے سرکہ اور کبھی زیتون کے تیل میں ملا کر پرانی خارش کے لیے نہایت اچھے اثرات کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ SCABIES کے لیے یہ بہترین مرہم ہے۔

مربطہ طور جراثیم کش دھونی :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرکوبیادی طور پر گھروں میں دھونی دینے کے لیے حسب ارشاد اور صغز کے ساتھ مرکب میں تجویز فرمائی ہے۔ یہ تینوں اور نہایت عمدہ قسم کی جراثیم اور کرم کش ہیں۔ اس لیے جس گھر میں ان کی دھونی دی جائے گی۔

وہاں پر موجود بیماریوں کے تمام جراثیم ہلاک ہو جائیں گے۔ تمام عسرات
مر جائیں گے۔ جراثیم کو ہلاک کرنے کے ساتھ محفوظ دوائی ہونے کی وجہ سے
اہل خانہ کو اس سے کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ دھوئی اور سپرے والی تمام ادویہ زہریلی
ہوتی ہیں۔

مشہور مرکبات : حب مد۔ سفوف اربعہ TR: MYRRH

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

میں مڑ کے مرکب کو آلات تنفس کی سوزش میں پسند کیا جاتا ہے۔ وہ مریضین جن
کی بلغم زیادہ اور گاڑھی ہو اس سے فائدہ پاتے ہیں۔ ناک کے اخراج میں لیس اور
گاڑھاپن کے ساتھ بدبو میں مفید ہے۔ ایگزیمیا ٹھیک ہوتا ہے۔ سال مزمن اور
سل کے ان مریضوں کو جن کو رات میں پسینے آتے ہوں زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔
پیشاب کم آئے اور اس کے نیچے تہ جم جائے تو یہ مفید ہے۔ مقامی طور پر گندے
زخموں اور خارش میں لگانی مفید ہے۔

مرزنجوش — مرزنجوش — مروا

ORIGANUM MAJORANA

فارسی میں اسے مرزنجوش کہتے ہیں۔ اصل نام مرزہ گوش بیان کیا جاتا ہے۔ علم الادویہ کی کتابوں میں اسے ”دو نامروا“ لکھا گیا ہے۔ جو کہ دو ادویہ کے نام کا محافظ ہے۔ ہندی طبیب اسے ”مروا“ بیان کرتے ہیں۔ مرزہ فارسی میں چوبے کو کہتے ہیں جبکہ گوش کا مطلب کان ہے۔ اس کے پتے چونکہ چوبے کے کان سے مشابہت رکھتے ہیں اس لیے لوگوں نے اسے چوبے کئی یا مرزنجوش قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان کی مشابہت چوبے کے کان سے نہیں ہوتی بلکہ یہ سدا بے مشابہ ہے اور باغوں میں بطور خوشبودار روئیدگی کے کاشت کیا جاتا ہے۔ اس کا درخت اونچائی میں دو سے تین میٹر تک ہوتا ہے۔ ہندی میں اسے سخر کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ نباتات کے مطابق دوسری چیز ہے۔

اس کا ایک قریبی درخت ORIGANUM VULGARE جو سخر اکھا کہلاتا ہے۔ جسے انہی کاموں میں استعمال کرتے ہیں۔ بعض لوگ اسے مرزنجوش کی جھکی قسم قرار دیتے ہیں۔

یہ درخت مغربی ایشیا، بھارت اور ہمالیہ کی ترائی میں واقع گرم علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ پنجاب میں گھروں کی زیبائش کے لیے لگایا جاتا ہے۔

احادیث نبویؐ

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالمرزنجوش فانه جید للخشام
 یہ حدیث محمد بن احمد ذہبی نے حوالہ کے بغیر اپنی الطب النبوی میں بیان کی
 ہے۔ جبکہ امام ابن القیم نے بھی اپنی الطب النبوی میں حوالہ اور سند کے بغیر اسی
 روایت کو انہی الفاظ میں بیان کیا ہے۔
 (ہمارے لیے مرزنجوش موجود ہے۔ یہ رکام کے لیے بڑی مؤثر دوائی ہے)

محدثین کے مشاہدات

دماغ کی رکاوٹ میں گھول دیتا ہے۔ زکام کو تحلیل کرتا ہوا بندناک کو کھولنے کے
 بعد اسے ٹھیک کر دیتا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں کہ اس کی خوشبو زکام کی بندش
 کو کھول دیتی ہے۔ اسی خوشبو سے جہاں نزلہ پتلا ہو کر بہ جاتا ہے۔ پھیپھڑوں سے
 جی ہوئی بلغم کا اخراج ہونے لگتا ہے۔ اس کا لیپ پرائی دروں اور خاص طور پر
 جوڑوں کے درد اور سوجن میں مفید ہے۔ اس کے پتے کوٹ کر آنکھ کے نیچے لگی
 ہوئی چوٹ پر لگائے جائیں اگر کسی اور جگہ بھی چوٹ لگنے سے نیل پڑ گیا ہو تو اس
 مقام پر بھی پتوں کے لیپ سے رنگ اتر جاتا ہے۔ مرزنجوش کے پتوں کو سرکہ میں
 گھوٹ کر بچھو کے کاٹے پر لگایا جائے تو فوراً شفا ہو جاتی ہے۔ اس کا تیل لگانے
 سے کرا اور گھٹنوں کی درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ ان کا دم اتر جاتا ہے۔ اگر کوئی اسے
 باقاعدہ سونگھتا رہے یا تھوڑی دیر اس کے درخت کے نیچے بیٹھا کرے تو اس کی
 آنکھوں میں موتیا نہیں اترتا۔

اس کے پتوں کو بادام روغن کے ساتھ گھوٹ کر پلانے سے دماغ میں اگر
 انجماد خون سے کہیں رکاوٹ آگئی ہو تو دور ہو جاتی ہے۔ یہی مرکب پرانے درد سر
 اور تھقیقہ میں مفید ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات

یہ سدنوں کو کھوتتا ہے۔ رطوبتوں کو جذب کرتا ہے۔ اس کے سونگھنے سے زکام ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا جو شانڈہ کھانسی زکام کو دور کرتا ہے۔ مایہنجویا میں فائدہ کرتا ہے۔ اس کے پیسے سے گردے اور شانے کی پتھری ٹرٹ جاتی ہے۔ اسے دودھ میں ملا کر پیسے سے سرد در دور ہو جاتا ہے۔ لقمہ اور سرگی میں فائدہ ہوتا ہے۔ یہ جو شانڈہ شراب کا نشتر اتا دیتا ہے۔ سینے کے عضلاتی اور اعصابی دردوں میں فائدہ دیتا ہے۔ اس کے پتوں کا رس آنکھوں میں ٹپکانے سے ابتدائی موزیا بند ٹھیک ہو جاتا ہے۔ نظر کی کمزوری دور ہوتی ہے۔

اس کے پتوں کے سفوف میں نمک ملا کر چاٹنے سے منہ سے زیادہ ٹپکنے والی ال ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اس کا جو شانڈہ دمر کی شدت کو کم کرتا ہے اور جسم کے اندر گرمی پیدا کرتا ہے۔ طبعی تپتی میں نافع ہے۔

گیلانی کتاب سے کہ مزہنجوش کا لیب آنکھوں کی سوزشوں اور ورم میں مفید ہے۔ مزہنجوش کے نازہ پتوں کو گھوٹ کر ان کا رس نکال کر اس میں ہم وزن روغن زیتون ملا کر اسے ہلکی آہنی پر اتنا پکا میں کہ پانی سوکھ جائے یہ مزہنجوش کا تیل ہے۔ جسے درد ورم اور خیل والی جگہوں پر لگایا جاسکتا ہے۔

کیمیادی تجزیہ

اس میں بناتاتی جوہروں کے علاوہ ایک فسرازی تیل OLEUM

MARJORANAE کے علاوہ تارپین اور ایک کڑوا جوہر ہوتا ہے۔ فسرازی تیل پانی کی بجائے اکمل اور ایٹھر میں حل پذیر ہے۔ اس میں مقامی طور پر دوران خون

کو بڑھانے۔ جلد کو گرمی پہنچانے والی تمام صفات موجود ہیں جو فرائزی تیلوں —
VOLATILE OILS کا خاصہ ہیں۔

جدید مشاہدات

بھارتی پنجاب کے عادی نشے باز بھنگ کے ساتھ مزرنجوش ملا کر اسے حقہ میں پیتے ہیں۔ اس کے دھوئیں سے پودینہ کی طرح کی خوشبو آتی ہے۔
مزرنجوش اپنے اثرات کے لحاظ سے کاسرا ریح، آنتوں کے جراثیم کو مارنے والا، محرک، پسینہ لانے والا، حیض کو جاری کرنے والا اور مقوی پورا ہے۔
مزرنجوش کا فرائزی تیل خوشبو کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے دو سے تین قطرے کسی چیز میں ملا کر پیتے سے ریح نکل جاتے ہیں۔ سونگھنے سے دل ڈوبنے اور زکام میں فائدہ ہوتا ہے۔ تیل سے ماہواری کا درد جاتا رہتا ہے پیٹ سے قویج کا درد جاتا رہتا ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ قویج آنتوں میں رکاوٹ، اینڈکس گردوں کی خرابیوں اور پتہ میں پھری سے بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے میں مناسب تشخیص کے بغیر مزرنجوش کا تیل یا کوئی اور محرک دوائی خطرناک نتائج کا باعث ہو سکتی ہے۔

روغن مزرنجوش میں تھوڑا سا زیتون یا تلوں کا تیل ملا کر جوڑوں کے درد میں مالش کرتے ہیں۔ کان میں ٹپکانے سے کان کا درد کم ہو جاتا ہے۔ پیٹ پر گرم کر کے ہلکے ہاتھ سے ملنے سے ریح خارج ہو جاتے ہیں۔ سر کے اطراف میں اس کی مالش سے درد متقیفہ جاتا رہتا ہے۔ اگر خالص تیل میسر نہ ہو تو پتوں کو گھوٹ کر روغن زیتون کے ساتھ ابال کر چھان کر تیل حاصل کیا جاسکتا ہے۔
ایک پاؤ پتوں کو اڑھائی سیر پانی میں پکا کر اس کا جوشاندہ تیار کیا جاتا ہے۔

چھے اندرونی تکالیف کے لیے ایک سے دو بڑے چمچوں کی مقدار میں کھانے کے بعد دن میں دو سے تین مرتبہ دیا جاسکتا ہے۔

مرزنجوش کے پتوں کو پانی میں اُبال کر چھانا ہوا جو شانہ آنکھ میں موتیا کے لیے یقیناً مفید ہے۔ ہم نے درجنوں مریضوں کو یہ استعمال کرایا اور فائدہ ہوا۔ لیکن موتیا اتنا پرانا نہ ہو۔ اسی طرح آنکھ میں پھولا نکالنے میں بھی مفید ہے۔ جن مریضوں کی آنکھوں میں یہ پانی ڈالا گیا ان کی بنیائی بھی بہتر ہو گئی۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج

اس میں مرزنجوش کو مختلف طاقتوں میں جلتی سے پیدا ہونے والے خرابیوں میں بڑی کامیابی سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے استعمال سے چھاتیوں کا دم جانا بہتر ہے۔

منقہ — زبیب

RAISINS

VITIS VINIFERA

منقہ کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ چھوٹے انگور کو سکھائی تو کشمش بنتی ہے۔ اور بڑا انگور سوکھ کر منقہ بنتا ہے۔ انگوروں کو سکھانے کا رواج ان ممالک میں ہے جہاں انگور کی پیدائش ان کی مقامی ضروریات سے زیادہ ہوتی ہے یا ایسے علاقوں میں جہاں پر پیدا ہونے والی فصل منڈیوں تک پہنچانا ممکن نہیں ہوتا۔ جیسے کہ ایران افغانستان اور الجزائر کے دور افتادہ علاقے۔ ہر علاقہ میں رنگ اور ماہیت جدا ہوتی ہے۔

یوں تو انگور دنیا کے اکثر سرد ممالک میں ہوتا ہے۔ یورپ میں فرانس جرمنی۔ سپین وغیرہ میں لاکھوں ٹن پیدا ہوتا ہے۔ مگر ان کی اکثریت بد مزہ اور کھانے کے قابل نہیں ہوتی۔ اس لیے یورپ کا انگور زیادہ طور پر شراب سازی میں استعمال ہوتا ہے۔

ہندو پاک میں بلوچستان اور صوبہ سرحد کا انگور لذیذ اور پورے ایشیا میں مقبول ہے۔ انگور کا پودا درخت کی بجائے بیل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ بھل گچھوں کی شکل میں لٹکتے ہیں۔

قرآن مجید کے ارشادات

قرآن مجید میں انگور کا ذکر امرتہ آیا ہے اور ہر جگہ اسے بہترین پھل۔

پر میزگاروں کے لیے انعام کے طور پر ذکر فرمایا گیا۔

ایود احد کھان تکون له جنت من نخیل و اعناب
تجری من تحتہ الانہر له فیہا من کل الثمرات
(البقرۃ)

تم میں سے ہر کوئی چاہے گا کہ اس کے پاس ایسے باغات ہوں جن میں
کھجور اور انگور ہوں۔ نیچے نریں چلیں اور اس میں ہر قسم کے پھل ہوں،
یہ نسبت لکھو یہ انور، والزیتون والنخیل والاعناب ومن
کل الثمرات ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون۔

(النحل - ۱۶۰)

وہ اسی پانی سے ہر قسم کے اناج، زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل
اگاتا ہے جس میں غور کرنے والوں کے لیے یہاں علامات ہیں،

ان للمتقین مغازا حدائق و اعناباً و کواعب اثراباً و
کاماً رهاقاً۔
النبا

پر میزگاروں کے لیے جنت میں بہترین دلچسپی کے لیے باغ، انگور، مہم
لڑکیاں اور بریز جام ہیں،

انگور اور دوسرے پھل قدرت کا تحفہ ہیں۔ یہ ان پھلوں میں سے اس جو راست
بازوں کو انعام کے طور پر جنت میں بیٹھے جائیں گے۔ لیکن انسان کی کجروی کا عالم
بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سکراً۔

(النحل : ۶۷)

اور پھلوں میں سے کھجور اور انگور کو تم مسکرات بنانے میں استعمال

کرتے ہو،

کُتب مقدسہ کے ارشادات :

انگور کا ذکر توریت۔ اور انجیل میں مختلف مقامات پر ۸۲ مرتبہ آیا ہے۔
..... اور اپنے تاک تازوں کا پھل توڑا اور انگوروں کا رس نکالا اور خوب

خوشی منائی۔ (تضاة - ۲۷ : ۱۱)

جب کسی اچھی چیز کا ذکر آیا یا ناقابل تلافی نقصان کی نوعیت مذکور ہوئی تو فرمایا۔
تیرے انگور اور انجیر گل جائیں گے۔ (یرمیاہ ۱۷ : ۵)

نقصان کی شدت کے بیان میں پھلوں کے نقصان کو بطور مثال عظیم ترین بتایا

..... میں اس کے انگور اور انجیر کے درختوں کو جن کی بابت اس نے کہا ہے
یہ میری اجرت ہے جو میرے باروں نے مجھے دی ہے۔ ان کو برباد کر دوں گا
ان کو جنگل بنا دوں گا۔ (ہوسیع ۱۲ : ۲)

جب اچھے پھلوں کی مثال دینی ہوئی تو یہی سامنے آتے ہیں۔
اے میرے بھائیو! کیا انجیر کے درخت میں زیتون اور انگور میں انجیر پیدا ہو
سکتے ہیں؟۔ اسی طرح کھاری چشمہ سے میٹھا پانی نہیں نکل سکتا۔

(یعقوب ۱۲ : ۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی :

حضرت تمیم الداریؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منقہ کا تحفہ پیش
کیا۔ اپنے ہاتھوں میں لے کر انہوں نے فرمایا۔

كلوا فنعم الطعام الزبيب يذهب التعب، ويطفي
الغضب. ويشد العصب، ويطيب النكهة ويذهب
البلغم ويصفي اللون. (ابونعيم)

اسے کھاؤ کہ یہ بہترین کھانا ہے۔ یہ تھکن کو دور کرتا ہے۔ غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے
اعصاب کو مضبوط کرتا ہے، چہرے کو خوبصورت کرتا ہے۔ بلغم کو نکالتا ہے۔ اور
چہرے کی زنگت کو نکھارتا ہے۔

حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
من اكل كل يوم احدى وعشرين زبينة حمراء لم
يعد في جسده ما يكره۔

جس نے روزانہ منقہ سرخ کے اکیس دانے کھانے وہ ان تمام بیماریوں سے
محفوظ رہے گا جن سے ڈر لگتا ہے۔

سعید بن زیاد اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔

نعم الطعام الزبيب يشد العصب ويذهب بالوصب
ويطيب النكهة ويذهب بالبلغم ويصفي اللون ۹

(ابن السنی۔ ابونعیم۔ ابن عساکر۔ الدیلمی و النطیب)

یہ روایت تمیم الداریؓ سے تقریباً انہی الفاظ میں ابونعیم نے بیان کی ہے۔ محدثین
کی تحقیق میں سعید بن زیاد کا شجرہ بن قاسم بن زیاد بن ابی ہند الداری ہے۔ انہوں نے
یہ واقعہ بھی اپنے باپ اور دادا سے روایت کیا ہے۔

حضرت علیؓ سے منقہ کے بارے میں تقریباً یہی الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
منقول ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عليكم بالزبيب فإنه يكشف المرة ويذهب بالبلغم
وتشده العصب ويذهب بالعياء ويحسن الخلق ويعطيب
النفس ويذهب بالهمة - (ابونعيم)

دھارے فائدہ کیلئے منقہ موجود ہے۔ یہ رنگ کو نکھارتا۔ بلغم کو نکالتا۔ اعصاب
کو مضبوط بناتا۔ کمزوری کو دور کرتا۔ مزاج کو خوشگوار بناتا۔ سانس کو خوشبودار کرتا اور غم
کو دور کرتا ہے۔

احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور یا منقہ کو پانی میں
بھگو کر اس کا شربت نوش فرمایا کرتے تھے۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينقع له الزبيب
في شربه في اليوم والغدا وبعد الغد ثم يأمر به
فيلسقى - (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منقہ بھگوایا جاتا تھا۔ وہ یہ شربت اس روز
پیتے۔ اگلے روز پیتے اور بعض اوقات اس سے اگلے روز بھی۔ بقایا دوسروں
کو دے دیتے تھے۔ ایک اور روایت میں بچا ہوا ملازمین کو دے دیا جاتا تھا
منقہ کے استعمال کی ہدایات میں ارشاد ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ روایت
رتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كلوا الزبيب واطرحوا عجمه، فان في عجمه داء و
في لحمه شفاء - (ذہبی)

منقہ کھایا کرو۔ مگر اس کا پھلکا اتار دیا کرو۔ کیونکہ اس کے پھلکے میں
بیماری اور گورے میں شفا ہے۔

غالباً اسی کی وجہ یہ رہی کہ مٹھاس کی وجہ سے مکھیوں کی فلاطت پھلکے پر لگی رہتی ہے۔ اس لیے کھانے سے پہلے اسے اتار دیا جائے۔

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجمع بین

التمر والذریب فی النقع۔ (بخاری)

دھلونے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی برتن میں کھجور

اور منقہ کو جمع کرنے سے منع فرمایا۔

محدثین کے مشاہدات :

امام زہری کہتے ہیں کہ جس کسی کو حدیث حفظ کرنے کا شوق ہو وہ منقہ کھائے وہ خود ذیب نہیں کھاتے تھے۔ اور اسے بطور غذا کے کھجور سے بہتر گردانتے تھے۔ کہتے تھے کہ جو کوئی منقہ کے ساتھ پستہ لوبان کا مچھلا کنار منہ کھائے اس کا ذہن قوی ہو جاتا ہے۔

ذہبی کی دانست میں منقہ پیاس لگانا۔ جسم میں حدت پیدا کرتا۔ لاغر جسم کو موٹا کرتا اور اس کے بیج معدہ کی اصلاح کرتے ہیں۔ انار کے دانوں کے ساتھ منقہ کا خاندہ ہاضمہ کے لیے مفید ہے۔

ابن قیم کی تحقیقات کے مطابق کشمش سے منقہ بہتر ہے۔ اس کا گودا، پھیپھڑوں کے لیے اکیس ہے۔ پرانی کھانسی میں فائدہ دیتا۔ گردہ اور مثانہ کے درد دور کرتا ہے۔ پیٹ کو نرم کرتا اور معدہ کو مضبوط کرتا ہے۔ جگر اور تلی کو طاقت دیتا ہے۔ ہاضمہ درست کرتا ہے۔

اگر اسے بیجوں کے بغیر کھایا جائے تو یہ بہترین غذا ہے۔ اور اگر اس کے بیج بھی کھائے جائیں تو پھر یہ معدہ۔ جگر اور تلی کو اپنے اصل عجم پر واپس لاتا ہے۔

بنم کو نکالنے کے بعد اس کی آئندہ پیدائش کو کم کرتا ہے۔ اس کا گودا نکال کر اگر ہلتے ہوئے ناخنوں پر لگایا جائے تو ان کو مضبوط کر دیتا ہے۔

اطباءِ قدیم کے مشاہدات :

ابن ماسویہ نے انگور کو تمام میوؤں سے افضل قرار دینے کے بعد کہا ہے۔ کہ جب وہ درخت پر پورا پک جائے تو اس کے بعد کھایا جائے۔ یہاں پر اطباء کا اختلاف ہے۔ بعض استاد پتلے چھلکے والے انگور کو فوراً کھانے کی تاکید کرتے ہیں جبکہ دوسرے موٹے چھلکے والے کو کچھ دن پڑا رہنے کے بعد قابل استعمال قرار دیتے ہیں۔ زونی کتاب ہے کہ روٹی کے ساتھ انگور کھانے سے تقویت حاصل ہوتی ہے اور اس کے بعد تخیر نہیں ہوتی۔ اگر انگور کے خوشوں پر زیتون کا تیل لگا دیا جائے تو ان پر بھڑی نہیں آتی۔ یہی عمل آج کل بازار میں ملنے والی کھجوروں پر کیا جاتا ہے۔ رہڑیوں والے کھجوروں پر کوئی بدبودار تیل مل دیتے ہیں جس سے ان پر کھی نہیں بیٹھتی۔

انگور کا ذکر یونانی دیو مالہ میں دیوی سس کے حوالہ سے اور بھارتی دیو مالہ میں اندر دیوتا کے ذریعہ ملتا ہے۔ جس نے لوگوں کو انگور سے شراب بنانے کا طریقہ سکھایا۔ انگور سریح المضم ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے۔ بوعلی سینا کہتا ہے کہ انگور سے بنتے والا خون انجیر سے ہلکا اور کم ہوتا ہے۔ دوسرے اطباء کا کہنا ہے کہ انگور کا پوست اگر گل جائے تو پھر یہ انجیر سے بھی زیادہ بہتر مولد خون صالح ہے جگر کو قوت دیتا ہے۔ اعضاء کی کستی کو دور کرتا ہے۔ اس کا گودا شکر کے ساتھ پکا کر پیا جائے تو پیاس کو کم کرتا ہے۔

اس کے مقامی استعمال میں ویدوں نے قرار دیا ہے کہ انگور کی بیل کی لکڑی

کو جلا کر اس کی راکھ پانی میں گھول کر پینے سے گردے اور مثانہ میں پتھری کی پیدائش
رک جاتی ہے۔ اس کے لیپ اور پلانے سے جسم کے اکثر ورم اتر جاتے ہیں۔
بواسیر کے مسے اتر جاتے ہیں۔ اسی راکھ کو سرکہ میں ملا کر لگانے سے باؤسے کتنے
کے کاٹے کا زخم بے ضرر ہو جاتا ہے۔

(نوٹ) یہ عمل تجربہ شدہ نہیں ہے۔ اس لیے کتا کاٹے جیسی مہلک
بیماری میں تجربہ کرنا خطرناک ہوگا۔

منقہ کا عصا شراب کے خمار کو رفع کرتا ہے۔ اگر اسے آگ میں پکا کر
حوشاندہ بنا لیا جائے تو اس کے غرایسے حلق کی سوزش کو ختم کرتے ہیں۔ پینے
سے خونی قے اور نسیر میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا لیپ بواسیر کے خون کو بند کرتا
ہے اور بیماری کو دور کرتا ہے۔

انگور معدہ کے بے مقوی ہے۔ کھانسی میں مفید ہے۔ اس کا لعاب آگ پر
گاڑھا کر کے اس میں مینھی اور انجیر ملا کر شہد کے ساتھ دینے میں پرانی کھانسی کا بہترین
علاج ہے۔ مغز بادام کے ساتھ خفقان کو نافع ہے۔ مرگی میں مفید ہے۔ جو کے
پانی کے ساتھ منقہ بال کر دینے سے پیشاب آور ہے اور گردے سے پتھری کو نکالتا
ہے۔ مرگی میں مفید ہے۔

اطبار قدیم کے ان مشاہدات کو دیکھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے
جتنے بھی فوائد ارشاد فرمائے ان میں سے ہر ایک کو تصدیق موجود ہے جبکہ ان
میں سے اکثر اس امر سے آشنا نہ تھے کہ سرکار نے اس کی کیا افادیت بیان فرمائی۔

کیماوی ترکیب

حکومت ہند کے ایگریکلچرل کیسٹڈیو نے اس میں قابل خوراک اجزاء کی

موجودگی۔ ۹ فیصدی قرار دی ہے۔ اس میں معدنی نمکوں کے علاوہ تمام وٹامین گلوکوس فولاد۔ فاسفورس کیلیم۔ آکسیجن اور ٹارٹرک ایسڈ پائے جاتے ہیں۔ اس کے بیجوں میں ایک تیل چکنائی اور ٹینک ایسڈ ملتے ہیں۔ جبکہ چھلکے میں زیادہ طور پر ٹینک ایسڈ ہوتا ہے۔ اس میں شکر کی مقدار ۱۸ فیصدی کے قریب ہوتی ہے مگر یہ شکر جسم میں جا کر نقصان نہیں دیتی۔

جدید تحقیقات :

انگور میں غذائیت اور جوہر کافی ہیں۔ اس لیے جسم کو قوی کرتا ہے۔ بہترین غذا اور جلد مضم ہونے والا ہے۔ بخون صالح پیدا کرتا ہے۔ پیاس کو رفع کرتا ہے۔ بخاروں کو دور کرتا۔ دق۔ نزلہ۔ زکام اور کھانسی کے مریضوں کے لیے ایک مفید غذا ہے۔ تلبین شکم کرتا ہے۔ مقوی قلب ہونے کی وجہ سے خفقان اور ضعف قلب میں مفید ہے۔ اسے رات کو پانی میں بھگو کر صبح یہ پانی پینے سے پرانی قبض دور ہو جاتی ہے۔

منقہ کے پانی والا نسخہ بھارتی حکومت کے شعبہ طب یونانی نے شائع کیا ہے اور یہ امریکی طبی سے خالی نہ ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ منقہ کو پانی میں بھگو کر اس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔

گر جاگھروں میں دیئے جانے والے متبرک پانی میں بھی منقہ بھگو کر دیا جاتا ہے طب یونانی میں منقہ جو شانڈوں کا اہم جزو رہا ہے اور معجون زبیب کے نام سے ایک مشہور مرکب اب بھی دواخانوں میں ملتا ہے۔

انگور اور شراب۔

ہندو دیوی مالاکے مطابق انسانوں کو شراب بنانے کا علم اندرو دیوتانے سکھایا

تھا۔ اس لیے ان کے عقیدہ میں شراب یا سوم رس پینا اچھی بات ہے۔ عیسوی تعلیمات میں بھی شراب حرام ہے۔ مگر پارلیوں نے تو صیحات کے ذریعہ انگور کی شراب کو مذہبی رسوم میں داخل کر لیا۔ شراب کے متعلق دنیا کے کسی مذہب نے کوئی واضح ہدایت نہیں دی۔ اس لیے ان کے ماننے والے چاہیں تو شراب نوشی کر سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں پہلی اہم حقیقت اس طرح میسر ہے۔

عن طارق بن سوید الحضرمی قال قلت یا رسول اللہ ان
بارضنا اعناباً نعتصرها فتشرب منها؟ قال لا فواجعته
قلت: انا نستشفى للمریض قال ان ذلك ليس بشفاء
ولکنه داء۔ (مسلم۔ ابوداؤد، ترمذی)

طارق بن سوید حضرمیؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ملک میں انگور جوتے ہیں کیا ہم ان کا رس نکال کر پی لیں؟ فرمایا: ”نہیں“ پھر کہا کہ ہم اس سے مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا اس میں توہر گز شفا نہیں بلکہ یہ بذاتِ خود بیماری ہے۔

ایک دوسری روایت میں ارشاد گرامی ہوا۔

من تداوی بالخمر فلا شفا کا اللہ لا یونعیم۔ (فقہ الکبیر)

جس کسی نے شراب سے علاج کیا اس کے لیے اللہ کی طرف سے کوئی شفا نہیں ہے۔

اطباء قدیم کے اکثر نسخوں میں شرابِ سُرخ اور برانڈی کا ذکر ملتا ہے۔ مگر تجربات سے یہ بات اطباء کو بھی واضح ہو گئی کہ شراب کو کسی بھی علاج میں کوئی برتری حاصل نہیں۔ قرآن مجید نے طیب کر اس امر کی اجازت دی ہے کہ وہ علاج

کے لیے کسی بھی ایسی چیز کو استعمال کر سکتا ہے جو اسلام نے حرام قرار دی ہو۔ اجازت اپنی جگہ قائم ہے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ اپنا مشاہدہ شامل فرمایا کہ حرام چیزوں میں شفا نہیں۔ شراب کسی بیماری کا علاج نہیں بلکہ بیماریوں کی پیدائش کا باعث ہوتی ہے۔

یورپ میں انگور کا زیادہ تر مصرف شراب بنا رہا ہے۔ اس شراب کو کشید کر کے برانڈی بنتی ہے۔ برانڈی کے بارے میں یقین کیا جاتا ہے کہ یہ سردی زکام، کھانسی اور نمونیہ کا بہترین علاج ہے۔ طب جدید میں برانڈی سے — SPIRIT VINUM GALICI کے نام سے استعمال ہوتی رہی ہے۔ اب کی تحقیقات یہ ہے کہ برانڈی دینے کے بعد پھیپھڑوں کا دفاعی نظام مفلوج ہو جاتا ہے۔ شراب کا ایک گلاس بھی گردوں میں درم پیدا کر سکتا ہے۔ اس کا ہر گھونٹ دماغ کے خلیوں کو ضائع کرتا ہے اور یہ خلیے دوبارہ پیدا نہیں ہوتے۔ اس لیے شراب کا ہر گھونٹ۔ دماغی صلاحیت اور یادداشت کو مستقل طور پر خراب کرتا ہے۔ شراب جگر اور معدہ کے لیے زہر ہے۔ ان نقصانات کی موجودگی میں یہ کسی بیمار جسم کے لیے کسی فائدے کی باعث نہیں ہو سکتی۔

ایران میں منقہ سے ایک خاص قسم کی شراب کشید کی جاتی تھی جسے ”عرق“ کہتے تھے۔ اس کا نشہ دوسری شرابوں سے تیز اور اسی مناسبت سے اس کے نقصانات بھی دوسروں سے زیادہ ہوتے تھے۔ سنا ہے اب یہ نہیں بنتی۔ جدید تحقیقات نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ شراب کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کتنے صحیح اور اہم اصول علاج ہیں۔

میتھی — حلبہ

TRIGONELLA GRACECUS
FOENUM

میتھی عام پیرکاشت کی جاتی ہے۔ خود روپودے کم ہوتے ہیں۔ گرم ممالک ہی میں نہیں بلکہ سرد ممالک میں بھی کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔ انگریزی میں اسے FUNEGREEK کہتے ہیں۔ تازہ میتھی اتنی خوشبودار نہیں ہوتی مگر جب اسے سکھا یا جاتا ہے تو خوشبو آنے لگتی ہے۔ خوشبو کا تعلق کاشت کے علاقہ سے بھی ہے۔ مثلاً پنجاب میں قصور کی میتھی اور وہ بھی ایک خاص علاقہ کی، دوسرے علاقوں کی نسبت زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔

احادیث نبوی

قاسم بن عبد الرحمن روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

استشفوا بالحلبۃ (ابن القیم۔ فی الطب النبوی)

میتھی سے شفا حاصل کرو۔

اس ضمن میں ایک اور حدیث بھی مذکور ملتی ہے اسے ابن القیم نے اطباء

کا قول قرار دیا ہے جبکہ ذہبی نے اسے حدیث میں بیان کیا ہے۔

لو تعلم امتی ما فی الحلبۃ لاشتروها و لو بوزنہا

ذہباً۔

(میری اُمت اگر میتھی کے فوائد کو سمجھ لے تو وہ اسے سونے کے ہم وزن

خریدنے سے بھی دریغ نہ کرے)

مکہ معظمہ کی فتح کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیمار ہوئے تو حارث بن کلدہ حکیم نے ان کے لیے ”فریقہ“ تیار کرنے کی ہدایت کی جس میں کھجور، جو کا دلیا اور میتھی پانی میں اُبال کر مریض کو ہمار متہ شہد ملا کر گرم گرم پلا یا جائے۔ یہ نسخہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ انہوں نے اسے پسند فرمایا اور مریض کو شفا ہو گئی۔ محدثین نے لکھا ہے کہ کھجور کی جگہ انجیر بھی شامل کی جاسکتی ہے مگر دونوں کی شمولیت اس لیے ممکن نہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور اور انجیر کو ایک ہی نسخہ میں جمع کر دینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق اس نسخہ میں ملٹھی بھی تھی۔

محدثین کے مشاہدات

میتھی کا جو شاندار حلق کی سوزش، ورم اور دکھن کے لیے بہت مفید ہے۔ سانس کی گھٹن کو کم کرتا ہے۔ کھانسی کی شدت دور ہوتی ہے اور معدہ میں اگر جلن ہو تو جاتی رہتی ہے۔ میتھی کا یہ اثر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ کھانسی کے علاج میں استعمال ہونے والی تمام دوائیں معدہ میں تیزش پیدا کرتی ہیں۔ اس لیے پرانی کھانسی کے تمام مریضوں کو معدہ میں جلن اور بد میتھی کی شکایت رہتی ہے۔ طبِ نبویؐ میں میتھی اور سفرجل ایسی منفرد دوائیں ہیں جو کھانسی کو ٹھیک کرنے کے ساتھ ساتھ معدہ کی اصلاح بھی کرتی ہیں۔

میتھی سے ریاخ خارج ہوتے ہیں۔ بوا سیر کی شدت میں کمی آتی ہے۔ اور پھیپھڑوں کی سوزش نہ صرف کہ دور کرتی ہے بلکہ اُتندہ کے لیے بھی بچاؤ کرتی

ہے۔ اگر اس کے جوشاندہ سے سرد ہوئی تو سر کی خشکی کم کرتی ہے۔ ایک اور روایت کے مد نظر میتھی کے ساتھ جب ارشاد کو شامل کیا گیا تو نہ صرف کہ سیکری کو فائدہ ہوا بلکہ بال کرنے بھی کم ہو گئے۔
میتھی کو ہمیں کر موم کے ساتھ ملا کر اگر سینہ پر لپیپ کیا جائے تو چھاتی کے درد میں مفید ہے۔

کیمیاوی ساخت

اس کی ساخت میں قدرت نے لمبات اور ان کے ایونیاٹی ترشوں کا تناسب اس خوبصورتی سے قائم کیا ہے کہ اپنی ہیئت کے لحاظ سے یہ دودھ کے قریب ترین ہے۔ اس میں فاسفیٹ کے علاوہ فولاد کی ایک ایسی نامیاتی قسم پائی جاتی ہے۔ جو پیٹ کو خراب کیے بغیر فوراً ہی جذب ہو کر جسم سے خون کی کمی دور ہو جاتی ہے۔ اس میں مختلف قسم کے الکلائڈ ہوتے ہیں ان میں سے ایک TRIGONE — LINE ہے۔ جو بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے نمکیات پشیاپ آور ہیں اور اس میں ایسے لیسیدار مادے پائے جاتے ہیں۔ جو تھلیوں کی سوزش پر سکون اور اثرات رکھتے ہیں۔ اس طرح گردوں کی سوزش کو کم کرتی ہے۔

ایک امریکن محقق نے معلوم کیا ہے کہ اپنے اجزاء اور ہیئت ترکیب کے لحاظ سے یہ مچھلی کے تیل کا مکمل نعم البدل ہے۔

جارتی ماہرین نے بلوم کی تائید کے ساتھ ساتھ یہ قرار دیا ہے کہ بعض اوقات اس کے اثرات مچھلی کے جگر کے تیل سے بھی بہتر ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ مچھلی کے تیل کے اہم اجزاء میں وٹامن و او۔ شامل ہیں جبکہ اس میں LECITHIN کافی

مقدار میں موجود ہے۔

قواند اور استعمال

یہ بنیادی طور پر پیشاب آور مخرج بلغم ہے اس لیے گردوں کی سوزش میں جب پیشاب کم آ رہا ہو تو پیشاب لاتی ہے۔ اسی طرح بلغم نکلتی ہے پھیپھڑوں کی اندرونی جھلی کی تندرستی کی نگہداشت کرتی ہے۔ بلغم نکالنے کے لیے ساتھ ساتھ جھلیوں کو توانائی دیتی ہے جس سے وہ آئندہ ملتبہ ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہیں۔

میٹھی کے استعمال کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ اس کے پتے اور شاخیں سکھا کر کام میں لانا ہے۔ دوسرا طریقہ میٹھی کے بیج استعمال کرنا ہے۔ بھارتی محقق بیجوں کو پتوں سے زیادہ مفید قرار دیتے ہیں۔ ہم نے اپنے ذاتی تجربات میں ہمیشہ بیج استعمال کیے اور یہ ہمیشہ مفید رہے۔

۵ گرام چھوٹا چمچہ اسی ہوئی میٹھی اگر پانی کے ساتھ کھائی جائے تو اسہال اور پیشاب میں مفید ہے۔ اگر اس پانی کو گرم کر کے اس میں شہد ملا یا جلے تو پیشاب اور کھانسی کے لیے بھی مفید ہے۔ میٹھی اشتہا آور ہے اس لیے بھوک کی کمی اور کھٹے ڈکاروں کو دور کرتی ہے۔ اس کا مسلسل استعمال خنازیر کا بہترین علاج ہے چونکہ خنازیر غدودوں میں تپ دق کی قسم ہے۔ اس لیے اس مقصد کے لیے اگر اس کے ساتھ قسط۔ شہد اور روغن زیتون بھی شامل کر لیا جائے تو علاج جلد ہوگا اور مریض کی کمزوری ابتدا ہی سے دور ہو جائے گی۔

جدید تحقیقات

یہ بات تجربات سے ثابت ہے کہ میٹھی کا سرار باج اور پیشاب آور ہے

جن عورتوں کو حوض کا خون بار بار آتا ہو ان کے لیے مفید ہے عورتوں کے دودھ کی مقدار میں اضافہ کرتی ہے۔ جسمانی کمزوری کو دور کرتی ہے میتھی میں فولاد اور وٹامن ب اس کو خون کی کمی اور اعصابی کمزوری میں مفید بنا دیتے ہیں۔

میتھی کے مسلسل استعمال سے برابیر کا خون بند ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات متے گر جاتے ہیں۔ اس نسخے کے ساتھ اگر انجیر شامل کر لی جائے تو افادیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کے کیماوی اثرات کو جانے بغیر یہ بات مشاہدات سے ثابت ہوتی ہے کہ میتھی کھانے سے زیا بٹیس کی شدت میں کمی آجاتی ہے چند مریضوں کو.....

کھونجی - ایک تولہ

نخم کاسنی - پانچ تولہ

نخم میتھی - پانچ تولہ

کے مناسب سے ملا کر زیا بٹیس کی شدت کے دوران ۳ ماہ کی خوراک میں صبح شام دیا گیا۔ پھر ماہ کے استعمال سے اکثر لوگوں کے پیشاب میں شکر کی مقدار برائے نام رہ گئی۔

میتھی کے بیجوں میں لعاب دار اجزاء آنتوں کی جلن، گیس، پرانی پیمیش اور معدے کے سر میں سکون دیتے ہیں۔ سردی کے موسم میں کھانے کے بعد آدھا چھوٹا چمچ نکاتار کھانے سے موسم کی اکثر بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ ماہرین نے اسے مفرب قرار دیا ہے۔ دودھ اور پرانی کھانسی کے علاج میں قسط البھری اور حب الرشاد کے ہمراہ میتھی کے بیج شامل کر دینے سے علاج زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔

ورس — ورس

FLEMINGIA GRAHAMIANA

عرب میں ورس کا پودا مین کے علاوہ کہیں اور نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر محدثین نے قرار دیا ہے کہ دنیا میں ورس صرف مین میں ہوتی ہے۔ اس کا پیر تقریباً ۴ میٹر بلند ہوتا ہے۔ جس کی کاشت کی جاتی ہے۔ اگر یہ میدانی علاقہ میں ہو تو چلیوں کے اندر گمرے سرخ رنگ کے سخت ریشے ہوتے ہیں۔ اگر پہاڑی علاقہ میں ہو تو ان ریشوں کا رنگ سُرخ مائل سنہری ہوتا ہے۔ یہ ریشے شکل و صورت میں زعفران کی مانند ہوتے ہیں۔ مگر جب ہاتھ لگائیں تو سخت بلکہ ان کو پینا بھی مشکل ہوتا ہے۔ اطباء قدیم مشترکہ شکل کی بنا پر زعفران کو ورس کا بدل قرار دیا ہے۔

ورس کا مشرقی زبانوں میں یہی نام ہے۔ البتہ فارسی میں اسے کر کم کہتے ہیں ان ناموں کو بھارتی ماہرین نباتات نے منحصر میں ڈال دیا ہے۔ کرنل چو پڑا نے ورس کو کیلہ قرار دیا ہے۔ اس کی ناواقفیت کا افسوسناک انجام یہ ہے کہ سعودی عرب میں پسا ہوا کیلہ ورس کے نام سے فروخت ہوتا ہے۔ حالانکہ ان کی شکل و صورت اور خواص میں کوئی مماثلت نہیں۔ ندرکارنی نے ہلدی کو کر کم قرار دیا ہے جو کہ غلط ہے۔ محدثین نے قرار دیا ہے کہ ورس مین میں ہوتی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ عمدہ کا رنگ سنہری یا سرخ اور گھٹیا قسم سوڈان اور حبشہ میں سیاہ رنگ کی ہوتی ہے۔ اس کی قوت چار سال تک قائم رہتی ہے۔

سرایڈورڈو ولیم لین نے اپنی لغت میں ورسس کا انگریزی ترجمہ

MEMECYLON کیا ہے۔ بعض لوگ اسے۔ TINCTURA قرار دیتے ہیں اور بعض نے اسے۔ EDULE۔ کا نام بھی دیا ہے۔ مگر دونوں کی شکلیں یکساں اور فوائد بھی قریب ہیں۔ جنوبی ہند اور سری لنکا میں ایک پیڑ "وری کا ہا" یا "انجانا" پایا جاتا ہے۔ یہ درخت شکل و صورت میں وری کے قریب ہے اور اس کے افعال اور اثرات بھی تقریباً وری کے سے ہیں۔ اس لیے وری کو اگر مقامی طور پر انجانا قرار دیا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

ارشادات نبوی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تو وری کو رنگنے والی چیز قرار دے کر یہ حکم صادر فرمایا کہ حج کے لیے ابراہم کا کپڑا وری سے نہ رنگا جائے۔ احادیث میں دوسری مرتبہ اس کا ذکر حضرت عبدالرحمان بن عوف کی ثنادی کے سلسلہ میں ملتا ہے۔ یہ جب دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کے چہرے اور لباس پر پیلا رنگ لگا ہوا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے بیان کیا کہ انصار میں دو لہما کے کپڑوں پر ثنادی کے بعد وری کا رنگ ڈالا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کو ولیمہ کرنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ حضرت زید بن ارقم روایت فرماتے ہیں۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم كان ينعت الزيت والورس
من ذات الجنب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات الجنب کے علاج میں وری اور زیتون کے تیل کی تعریف فرماتے تھے۔

اسی مسئلہ کو زید بن ارقم ایک دوسری روایت میں یوں بیان فرماتے ہیں۔
نعت رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذات الجنب

ورساو قسطاً ولینا یدبہ - (سنن ابن ماجہ)
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب کے علاج میں قسط ہندی -
 ورس اور زیتون کے تیل کی تعریف فرمائی۔
 ذات الجنب سے مراد پوری ہے جو کہ تپ و دق کی اقسام میں سے ہے۔
 حضرت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا۔

لا تخرقن حلق اولادکن علیکن بقسط ہندی وورس
 فاسطہ ایاء - (مستدرک الحاکم)
 اسے عورتوں!۔ اپنے بچوں کے حلقوں کو سوزش سے جلایا نہ کرو جبکہ
 تمہارے پاس قسط ہندی اور ورس موجود ہیں۔ یہ ان کو چٹا دیا کرو۔
 یہی روایت الفاظ کے معمولی رد و بدل کے ساتھ دوسری کتابوں میں بھی
 موجود ہے۔

عن ام سلمةؓ، قالت! کانت النفساء تقعد بعد نفاسها
 اربعین یوما، وکانت احدانا تطلی الورس علی وجهها
 من الکلف۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ عورتیں حیض سے فراغت
 یا زچگی سے فراغت کے بعد ورس کے پانی میں چالیس دنوں تک بیٹھا
 کرتی تھیں۔ اور ہم میں سے ایک اپنے چہرے پر ورس لگایا کرتی تھیں کیونکہ
 ان کو چہرے پر چھائیوں کے داغ تھے۔

محمدین کے مشاہدات

جامع ترمذی کی سب سے مقبول اور مفصل شرح "تحفة الاحوزی"

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری نے تصنیف کی ہے۔ وہ ورس کو مین کے علاوہ کسی اور جگہ تسلیم نہیں کرتے۔ ان کی تحقیقات کے مطابق ورس کا معلول چہرے سے ہر کسی قسم کے داغ اور دھبے اتارنے کی یکتا دوائی ہے۔ انہوں نے جلدی تکالیف کی تینوں اہم اقسام "نہق۔ بہق اور کلف کے لیے اور خارش کے لیے اسے اکیسز قرار دیا ہے۔

ابن قیم نے ام سلمہؓ کی جس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ علامہ عبدالرحمن اسے حضرت عائشہؓ صدیقہ کے پاس میں قرار دیتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہؓ کے چہرے پر چھائیوں کے داغ تھے تو وہ ورس کے استعمال کے بعد دور ہو گئے تھے۔ مگر وہ پوری زندگی نہایت باقاعدگی کے ساتھ زیتون کے تیل میں ورس ملا کر رات کو چہرے پر لگاتی رہیں۔ جس سے ان کی جلد بے طیب اور اتنی چمکدار تھی کہ لوگ انہیں "حمرانہ کے لقب سے پکارتے تھے۔

ابو حنیفہ دینوری نے بیان کیا ہے کہ اسے مین کے لوگ کاشت کرتے ہیں اور جب کبھی شاندار دعوت کا اہتمام کریں تو اسے دیگر مہالحوں کے ساتھ سالن میں ڈالتے ہیں۔

ابن قیم سرخ رنگ کی ورس کو سب سے عمدہ قرار دیتے ہیں۔ وہ ایک گرام دوائی کو پانی کے ساتھ پینے کی سفارش کرتے ہیں۔ اس کے فوائد تقریباً وہی ہیں جو قسط البحری کے ہیں۔ اس کے پینے سے خارش۔ چنیاں جسم سے تلبے اور ایجنزیا دور ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی کپڑے کو ورس میں رنگ کرینا جائے تو اس سے بھی فوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات:

ورس کا نام اگرچہ علم الادویہ کی متعدد کتابوں میں موجود ہے مگر اکثر اطباء

نے اسی کے صحیح اثرات کا ذکر نہیں کیا۔ ایک جگہ مذکور ہے کہ ورس خوشبودار لگھاں ہوتی ہے "مندیہ الاسما" نے اسے زعفران کی قسم قرار دیا ہے۔ یہ مختلف زہروں کا تریاق ہے۔ جسم کو قوت بخشتا اور فرحت دیتا ہے نحفان کو دور کرتا ہے۔ سیاہ داغ زائل کرتا ہے۔ ریاح غلیظ کو تحلیل کرتا ہے گردہ اور مثانہ کی پتھری کو توڑ کر نکالتا ہے۔

کیمیائی ساخت :

اس میں کلوروفیل۔ ایک زرد رنگ کا ——— GLUCOSIDE
گوند۔ نقاشتہ ——— MALIC ACID اور غیر نامیاتی نمک پائے جاتے ہیں۔

جدید مشاہدات

اس کے پتوں کا جو شانہ بنا کر اسے آشوب چشم کے لیے آنکھوں میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی جو شانہ سے کا ایک گھونٹ دن میں تین چار مرتبہ پینے سے سوزاک اور لیکوریا میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی جڑوں کا جو شانہ کثرت حیض میں مفید ہے۔

ندکارنی کی تحقیقات کے مطابق ورس کے درخت کی جھال کو پس کر اس کے ساتھ کالی مزج۔ اجوائن ملا کر چوڑوں پر سینک دیا جائے تو ورم اتر جاتا ہے۔ ورس کے بارے میں قدیم اور جدید مشاہدات کو سامنے رکھیں تو ایک اہم چیز سامنے آتی ہے کہ ہر دور میں یہ سوزش کو رفع کرنے کے لیے استعمال ہوئی جس سے لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس میں جراثیم کو ہلاک کرنے کی استعداد

موجود ہے۔

ان مشاہدات کی روشنی میں احادیث نبویؐ کو دیکھیں تو حیرت ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ورس کو گلے کی سوزش اور تپ دق میں تجویز فرمایا۔ جہاں تک سوزشوں کا تعلق ہے قدیم اور جدید دونوں قسم کے اطباء اس کے وافع نفعن اثرات کے بارے میں متفق ہیں۔ جہاں تک دق کے جراثیم کا تعلق ہے۔ کسی نے اس باب میں توجہ نہیں دی۔

مزمین یا مراض اور لذتین کی سوزش میں ہم نے ورس کو ذاتی طور پر استعمال کیا ہے اور اکثر اوقات ان مریضوں کو دی گئی جن کے گلے تمام جدید ادویہ کے باوجود ٹھیک نہ ہوتے تھے۔ ان میں ورس کے استعمال سے حیرت ناک نتائج حاصل ہوئے۔ مگر اسے کافی دیر تک دینا پڑا ہے۔

چہرے سے داغ اتارنے والی صلاحیت بلاشبہ یکتا اور بے نظیر ہے۔ ورس کا مسلسل استعمال جلد کے اوپے سے ہر قسم کے داغ اتار دیتا ہے۔ اسے زیتون کے تیل میں ایک اور بارہ کی نسبت سے ملا کر اُبانے کے بعد لگا بیگیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ورس وہ منفرد دوائی ہے جو جلد کو صاف کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔

ولیم لین نے بوعلی سینا کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ گردوں اور مٹانہ سے پھڑی کو نکال دیتی ہے۔ یہ بات مشاہدات سے نہ صرف کہ درست ثابت ہوئی بلکہ اس کے جراثیم کش اثرات نے گردوں سے سوزش کو بھی رفع کر دیا۔

سودی عرب میں ہمارے ایک کرم فرما ڈاکٹر احمد علی صاحب نے ورس کے نہاتاق نام پر خاصی تحقیقات کی ہے۔ انہوں نے اس باب میں کنگ سود یونیورسٹی ریاض کے شہ علم الادویہ میں ادویات، سمیات اور عطور پر خصوصی ریسرچ

سنٹر سے بھی رابطہ قائم کیا۔ اس ادارہ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد عبدالعزیز السیاحی نے قرار دیا ہے کہ ورس حقیقت میں FLEMINGIA GRAHAMIANA اور یہ پودا نیلگری کی پہاڑیوں اور جنوبی ہند میں پایا جاتا ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ یہ مشاہدہ درست نہیں۔

ہمارے ذاتی مشاہدہ میں ورس مرگی کی بیماری کے لیے مفید ترین ہے بعض مرضیوں میں مرض کے دورے دوسرے دن سے بند ہو گئے۔ البتہ عرصہ
علاج چند ماہ پر محیط ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دق۔ گلے کی سوزش اور سرورہ کے علاج میں قسط اور ورس تجویز فرماتے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ قسط یا ورس۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دونوں کے فوائد یکساں ہیں۔
ہم نے مرگی کے علاج میں ہمیشہ قسط استعمال کی اور نتائج حوصلہ افزا رہے۔

طیب نبوی

جدید نسخ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طبی تحائف سے بیماریوں کے علاج کا ایک خزانہ جس میں منہ اور پیٹ کے تمام بیماریاں، ان کی علامات، اسباب کا جائزہ لینے کے بعد جدید اور قیمتی ادویہ کے مقابلے میں طیب نبوی سے علاج کی ایک مکمل کتاب۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نسل انسانی کے ظاہر و باطن کی پاکیزگی ہی کے لیے ہمیں بلکہ جسم انسانی کی فلاح، بقا اور حفظانِ صحت کے لیے بھی آگاہی بخشی ہے۔ انہوں نے روحانی امراض کے ساتھ جسمانی بیماریوں کے علاج کے لیے دعائیں اور دوائیں عطا فرمائی ہیں۔

آپ کے ارشادات اور ان کے منافع کو ہر عنوان سے مرتب کیا جا چکا ہے لیکن آپ کے طبی کمالات پر کوئی جامع کتاب ابھی تک موجود نہ تھی۔ جناب محترم ڈاکٹر خال عنونی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ طیب نبوی کے مختلف پہلوؤں اور ان سے متعلق اہم مسائل پر مشتمل یہ کتاب تصنیف کریں۔ یہ کتاب انہوں نے نہایت عرق و پوری محنت و شوق اور مطالعہ کے بعد تصنیف کی ہے۔ اس میں ان تمام اشیاء اور ادویہ کی تفصیل و تشریح کی گئی ہے جو احادیث نبویہ میں مذکور ہیں۔

(مفتی) محمد حسین نعیمی

ڈائریکٹر، دارالعلوم نعیمیہ، رکن، اسلام آباد، پاکستان

ناشران و تاجران کتب لاہور
عشزنی سٹریٹ ۵ اردو بازار
افصیل